جلد - ۱۰

# نظارہ پرستان

## نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) باپ کا قاتل - خونی تلوار وغیرہ


مصنف — جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

مترجم — تیرتھ رام فیروزپوری


اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو چھ سالانہ ادا کر کے اب بن جائیے

اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہیگی


## لال برادرس

مقام اشاعت - ڈیرہ دون

صدر دفتر ۷ - پارسنز روڈ نولکھا لاہور

تیج پریس دہلی میں باہتمام سوامی رامانند سنیاسی چھپی اور لال برادرس نے ڈیرہ دون سے شائع کی

اشاعت اول — قیمت عمہ/

رینالڈس کا بلند ترین ناول

# مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

## سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور عبرت آموز ہے قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں۔ اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف رواں ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پر شور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جا بجا آسائش فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیریکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہی مگر سیر نہیں ہوتا

۱۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۴۸۲۳ صفحوں سے زیادہ قیمت عہ۵ محصولڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں حصہ اول کی قیمت ۸ر اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ر علاوہ محصولڈاک ہے

## سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جدا ... انیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہر جدا کیریکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں کھائی ہیں وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۴۲۶۶ صفحوں سے زیادہ قیمت عہ۵ محصولڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ر علاوہ محصولڈاک ہے۔

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو پھر کا منی آرڈر بھیجکر آپ بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہے گی

دسویں جلد

# نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کا زبردست ناول

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۵ء

لال برادرس

ٹبیرہ وڈن

متصل دفترہ۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

اشاعت اول

قیمت عہ ر

# دو دو باتیں

ناظرین دیکھیں گے اس جلد کی ضخامت سابقہ جلد سے بھی زیادہ ہے۔ اور ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اس رفتار کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ان کی طرف سے تحریک و امداد کا سلسلہ جاری رہے۔ مگر فی الحال آثار اُلٹے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ سردیوں میں کتابوں اور رسالوں کی خریداری عموماً بڑھا کرتی ہے۔ اور یہاں کے ملنے آتے ہی ہمارے کرمفرماؤں کی کوششوں پر اوس ڈال دی۔ چنانچہ ماہ نومبر میں کسی صاحب نے کوئی نیا خریدار نہیں دیا۔ گویا وہ ایک ایک دو دو خریداروں کا سلسلہ بھی رُک گیا۔ چلئے چھٹی ہوئی۔

کسی لمبے سلسلہ کے خریداروں کا بدلتے رہنا یعنی بعض کا خریداری ترک اور بعض کا اقدام کرنا ایک عام بات ہے۔ مگر جس بھید کو ہم سعی عظیم کے باوجود آج تک نہیں سمجھے یہ ہے کہ بعض حضرات عرصہ خریداری میں تو ہمارے بہترین مشفق، ہمارے سچے محسن بنے رہتے ہیں۔ ان میں اکثر اپنے قیمتی مشوروں اور بعض توسیع اشاعت سے بھی امداد فرماتے ہیں۔ مگر جیسے ہی ان کی میعاد خریداری ختم ہوئی۔ اور نیا وی۔پی گیا۔ دیکھا دیرینہ کرمفرما جو اوروں کو خریداری پر مائل کیا کرتے تھے، بڑے سکون و اطمینان کے ساتھ انکاری کا حوصلہ شکن لفظ لکھ کر پیکٹ واپس کر دیتے ہیں۔ اور پھر ایسے روٹھتے ہیں کہ لاکھ وجہ پوچھو صدا ہے برنخیزد۔ اس حکمت عملی کی تہ میں کچھ بھی راز ہو۔ بہرحال سب خریداروں سے ہمارا مؤدبانہ التماس ہے کہ جو صاحب کسی وجہ سے کسی موقعہ پر خریداری ترک کرنے کو تیار ہوں۔ وہ ازراہ کرم میعاد ختم ہوتے ہی ایک کارڈ کے ذریعہ اپنے ارادہ سے مطلع کر دیا کریں۔ اس کا انتظار نہ کریں کہ کب وی۔پی آئے اور اسے انکاری لکھ کر واپس کیا جائے۔ ان کا یہ احسان سابقہ مروتوں سے یقیناً فائق ہوگا۔

ہر ممکن انتظام کے باوجود کچھ جلدوں کا ڈاکخانہ میں گم ہوتے رہنا ایک طے شدہ امر ہے اور چونکہ ہمیں کارکنان ڈاک کی نیت پر حاشا وکلا شبہ نہیں۔ اس لئے یہ راز قدرت کے بعض ناقابل حل اسرار میں شامل ہو چکا ہے۔ کہ ایسی جلدیں کہاں جاتی ہیں۔ لیکن خریداروں سے درخواست ہے کہ وہ عدم رسی کی اطلاع اسی مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک دے دیا کریں۔ یہ درخواست کچھ نئی نہیں ہے۔ مگر چونکہ عملی طور پر اسے اب تک شرف قبول حاصل نہیں ہوا۔ اور شکایتی خطوط برابر دو دو تین تین ماہ بعد آ رہے ہیں اس لئے بار بار اعادہ کیا جاتا ہے۔ یقین ہے سب اصحاب اچھی طرح نوٹ کر لیں گے۔

# نظارہ پرستان

## دسویں جلد

## باب ۔ ۵۳

## شعلۂ عشق

میڈم اینجلیک کو راجکماری اندرا سے ملے تین ہفتے گزر گئے۔ پر قصر اوک لینڈس کی سیر کی تجویز جو اس نے پیش کی تھی۔ اب تک پوری نہ ہوئی۔ واقعہ میں اس تاخیر کا باعث سیہ کار عورت کی سہل پسندی یا کاہلی نہ تھی۔ بلکہ وجہ یہ ہوئی کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ ایک ضروری کام سے شہر کے باہر گئے ہوئے تھے۔ اس لیئے اسے ان سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا چنانچہ اس مضمون کا ایک معذرتی خط بھی اس نے راجکماری اندرا کے نام مغربی پوشش کی ان چیزوں کے ساتھ بھیجدیا تھا جو اسکی فرمائش پر تیار کی گئی تھیں۔

ادھر کرسٹینا اور رزو کی اس ملاقات کو بھی تین ہفتے گذر گئے جس میں اول الذکر کو اچھی طرح معلوم ہوگیا تھا۔ کہ اس کی سہیلی اس پر زور جذبہ محبت سے بے خبر نہیں جو اس کے شوہر کو مجھ سے ہے۔ اسی دن سے کرسٹینا بہت اداس رہتی تھی۔ مگر اس کے باوجود اس نے راجکماری اندرا سے اپنے خیالات کو چھپائے ہی رکھا۔ اس میں شک نہیں اندرا نے دو تین بار اس افسردگی کی وجہ پوچھی۔ مگر کرسٹینا ہر موقعہ پر ٹال دیتی تھی۔ پھر بھی یہ بات راجکماری سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔ کہ وہ کسی نامعلوم وجہ سے متفکر و ملول رہتی ہے۔

ایک دن جب کرسٹینا راجکماری کے آراستہ کمرۂ نشست میں اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اندرا نے اس کی طرف فیاضانہ ہمدردی سے دیکھتے ہوئے، نرم آواز سے کہا "پیاری کرسٹینا ضرور کوئی خاص واقعہ تمہارے اس رنج و ملال کا باعث ہے۔ تمہاری صورت کہہ دیتی ہے کہ ایسا ہے۔ پس کیا وجہ تم اس کا حال مجھ سے چھپاتی ہو؟ میں تمہیں بہن کی طرح سمجھتی ہوں اور مجھے ہر حال میں تمہاری بہتری منظور ہے۔ اس لئے مجھ سے کوئی بات چھپانے کی کوشش نہ کرو۔"

"بانو میں اس مہربانی کے لئے آپ کی تہ دل سے ممنون ہوں۔" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "اس سے پہلے بھی آپ نے مجھ پر کچھ کم عنایات نہیں کیں۔ آپ کے زیر سایہ رہ کر میں ہر طرح خوش ہوں..."

"پھر کیا بات ہے کہ تم ہر وقت غمگین نظر آتی ہو؟" راجکماری نے سوال کیا۔ "کیا تمہیں ان لوگوں کی یاد بیقرار کر رہی ہے جو لیڈی آکٹیوین میریڈیتھ کے مکان پر ملا کرتے تھے؟..."

"نہیں بانو ایسا نہیں ہے۔" کرسٹینا نے جلدی سے جواب دیا۔ "آپ کے لطف و کرم نے اپنے بیگانہ کی یاد مدت ہوئی دل سے محو کر دی ہے..."

"مجھے معلوم ہے تم کبھی جھوٹ نہیں کہتی ہو۔" اندرا نے کہا۔ "اس لئے تمہارے جواب سے میرا اطمینان ہو گیا۔" پھر وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "علاوہ بریں میں دیکھتی ہوں تم ہر وقت مصروف رہتی ہو اور مصروفیت فکر و غم کی دشمن ہے۔ فی الحقیقت تمہیں اپنے لئے کام پیدا کرنا خوب آتا ہے۔ ذرا فرصت ہو تو اور نہیں سکونہ کو صحیح انگریزی ہی سکھانے لگتی ہو۔ کیوں مگر اس طرح کے کام تم پر بوجھ تو نہیں ہیں؟"

"جی نہیں۔" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "سکونہ کو تحصیل علم کا سچا شوق ہے۔ اس لئے میں اسکی تعلیم سے بہت خوش ہوتی ہوں۔ اسکے شوق علم کا حال مجھے یہاں آتے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اور میں نے اسے پڑھانے کا فرض اپنی مرضی سے اپنے ذمہ لیا ہے۔ یوں تو وہ پہلے بھی انگریزی میں گفتگو کر سکتی تھی۔ مگر پڑھنا نہیں جانتی تھی۔ اب آپ کسی روز اس کا امتحان لیں تو میری کوششوں کا نتیجہ بے حقیقت ثابت نہ ہو گا۔"

"واقعی سکونہ ایک ذہین عورت ہے۔" اندرا نے تسلیم کیا۔

اتفاق سے وہ بھی جس کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس موقعہ پر وہیں آ گئی۔ اور اب ان تینوں کے مجمع سے اس کمرہ نے وہ سامان دلفریبی حاصل کر لیا جس کے نظارہ سے کسی عابد کہن سال کے منہ میں بھی پانی بھر آتا۔ راجکماری اندرا اپنے شاندار مشرقی لباس میں جو اس کے جلوہ بے پناہ کو

نمایاں کرتا تھا یعنی صف بہ دراز۔ سگونہ حسن ملیح کا جانستان منظر پیش کرتی ہوئی مودب فاصلہ پر ایستادہ اور نازنین کرسٹینا عفت و عصمت کی روح پرور تصویر ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی۔ تینوں کا مجموعہ۔ ہم پھر کہتے ہیں ایسا دیدہ زیب تھا کہ کوئی نامی مصور اس کا عکس لینے کی کوشش میں ساری عمر بسر کرنا باعث افتخار سمجھتا۔

اس کے قریباً ایک ہفتہ بعد کرسٹینا اسی بنگلہ کے ایک اور کمرہ میں بیٹھی ہوئی سگونہ کو انگریزی پڑھانے میں مصروف تھی۔ اس موقعہ پر ہندوستانی نازنین کو حسین انگریز شہزادی کے سامنے زانوئے ادب تہ کرکے انگریزی سیکھنے کی کوشش کرتے دیکھنا واقعی ایک دلفریب نظارہ تھا وقتاً فوقتاً کرسٹینا اس کی لیاقت کی موزوں لفظوں میں تعریف کرتی۔ تو مشرقی حسینہ کی چمکدار آنکھوں میں اپنی ترقی کے خیال سے اہتزاز و مسرت کی تیز روشنی پیدا ہو جاتی تھی۔

رات ہوئی تو کرسٹینا اپنے کمرہ میں تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔ ساڑھے دس بج چکے تھے۔ مگر ابھی تک سونے کے لئے پلنگ پر نہیں لیٹی تھی۔ وہ سنگھار کی میز کے پاس بیٹھی اپنے لمبے سیاہ بالوں میں کنگھی کر رہی تھی کہ رفتہ رفتہ دماغ اس کام سے ہٹ کر بعض اور خیالات پر اتنا مرکوز ہوا کہ بے خبری میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ٹیک گئے۔ کنگھی فرش زمین پر گر گئی۔ اور رکھتے ہوئے بال برہنہ شانوں اور پیٹھ پر خم کھا کر کمر سے نیچے تک لٹکنے لگے۔ اس وقت کرسٹینا کے خیالات کئی باتوں کی طرف لگے ہوئے تھے۔ ایک جانب اپنی خلیق اور نیک نہاد سہیلی زو کا خیال تھا جس کی نسبت وہ اچھی طرح جانتی تھی۔ کہ اس نے میری خاطر اپنے محسوسات کو دبانے میں ایثار عظیم کا ثبوت دیا ہے۔ وہ جانتی ہے میرے شوہر کو ایک غیر عورت سے محبت ہے۔ لیکن میری دلجوئی کے لئے اس کا ذکر منہ پر نہیں لاتی۔ اسی سلسلہ میں اُسے اس عشق کا بھی خیال آیا جو لارڈ آکٹیوین کو اسکی اپنی ذات سے تھا۔ اس عشق کو یاد کرکے اس نے اپنے دل میں غصہ اور ناراضی پیدا کرنے کی بہت کوشش کی مگر جس احساس کو خود دست قدرت نے پیدا کیا اور پالا ہو۔ اسے اس آسانی سے دبانا ممکن نہیں۔ رفتہ رفتہ اُسے اپنے بھائی کا خیال آیا جس کے ہاتھ سے ارل آف لیسلز کی ملازمت جا رہی تھی۔ اور اب تک روزگار کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی تھی۔ اور سب سے آخر اسی سلسلہ میں بدنصیب ارل آف لیسلز کا پُراسرار قتل یاد آیا جسے سوچ کر بے اختیار اس کا بدن کانپنے لگا۔

بہت دیر تک وہ انہی تفکرات میں غرق چپ چاپ بیٹھی رہی۔ آخر جب ان خیالات کا سلسلہ ختم ہوا۔ اور اس نے معلوم کیا۔ کہ میں کیا کرنے بیٹھی تھی اور کس فکر میں محو ہو گئی۔ تو

اس نے راجکماری اندرا کی دی ہوئی خوشنما چھوٹی گھڑی نکال کر وقت دیکھا۔ گیارہ کبھی کے بج چکے تھے اس نے جلد جلد لباس بدلا۔ اور اس کے قریباً پاؤ گھنٹہ بعد پلنگ پر دراز ہونے کو تیار ہو گئی۔ مگر شمع گل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی چاہتی تھی کہ معلوم ہوا کوئی شخص دبے پاؤں اس زینہ پر چل رہا ہے۔ جو بالاخانہ کی طرف جاتا تھا۔ آواز اتنی ہلکی اور خفیف تھی۔ کہ کوئی ذکی الحس آدمی ہی اسے سن سکتا تھا۔ اس سے کرسٹینا کو یقین ہو گیا۔ کہ چلنے والا قصداً اس آہستگی سے قدم اٹھا رہا ہے۔ آواز سن کر اس پر ایک مبہم خوف طاری ہو گیا۔ اور اسے فوراً اس خط کا مضمون یاد آیا۔ جو مسٹر ریڈ کلف نے قریباً تین ہفتے پیشتر احتیاطاً راجکماری اندرا کے نام لکھا تھا۔ اگر ہمارے ناظرین اس خط کا مضمون نہیں بھولے۔ تو انہیں یاد ہوگا۔ کہ مسٹر ریڈ کلف نے اس کے ذریعہ اطلاع دی تھی۔ کہ کچھ بدفطرت لوگ راجکماری اندرا یا خادمہ سگونہ کو دام فریب میں پھنسانے کی فکر کر رہے ہیں۔ پاک باطن کرسٹینا چونکہ اپنی ناتجربہ کاری اور دنیا دی نشیب و فراز کی لاعلمی کے باعث اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ کہ وہ دام فریب کیا ہوگا۔ اس لئے اب ان ہلکی آوازوں کو سن کر وہ بہت خوفزدہ ہوئی۔ بند دروازہ کے پاس جا کر اس نے سانس روکتے ہوئے چاپ بغور سننے کی کوشش کی۔ مگر صرف اتنا معلوم کر سکی۔ کہ کوئی شخص دبے پاؤں سیڑھیوں کی راہ سے نیچے آ رہا ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد یہ آواز بالکل بند ہو گئی۔ اس نے دل کو سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ شاید سگونہ یا کوئی اور نوکرانی کسی کام پر نیچے جا رہی ہے۔ مگر فوراً خیال آیا کہ آخر اتنا دبے پاؤں چلنے کی کیا حاجت تھی؟ اگر یہ سمجھا جاتا کہ اترنے والے کو مکینوں کی نیند خراب نہ کرنے کا خیال ہے تو جواب میں یہ حقیقت موجود تھی کہ ابتدائی حصہ شب میں ایسی احتیاط بہت کم ضروری سمجھی جاتی ہے۔ ممکن تھا کرسٹینا کے اضطراب و پریشانی کا باعث یہ ہو کہ وہ تھوڑی دیر پہلے ارل آف لیسٹر کے پراسرار قتل کے واقعہ پر غور کر رہی تھی۔ اور اس واقعہ کی یاد نے ہی مسٹر ریڈ کلف کے خط سے مل کر اس کے دل میں کسی مبہم خطرہ کی نسبت بے حقیقت اندیشے پیدا کر دیئے ہوں۔ بہرحال صحیح وجہ کچھ ہو۔ کرسٹینا کی موجودہ پریشانی میں کلام نہ تھا۔

اس نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔ اور پھر کان لگا کر سننے لگی۔ مگر اب ہر طرف خاموشی تھی۔ ایک بار جی میں آئی۔ کہ واپس جا کر پلنگ پر بیٹھ جائے۔ مگر دروازہ بند کیا ہی تھا کہ خوف کا احساس زیادہ زور کے ساتھ تازہ ہو گیا۔ اس نے محسوس کیا۔ کہ موجودہ حالت میں اطمینان حاصل کئے بغیر نیند آنا محال ہے۔ بہت دیر تک وہ پھر اس ہلکی آواز کو سننے کی کوشش کرتی رہی

مگر اب ہر طرف سناٹا تھا۔ اسی طرح پاؤ گھنٹہ گذر گیا۔ اور اب اس نے سوچا کہ راجکماری کے کمرہ میں جا کر کم از کم ان کو سب حالات سے خبردار کر دینا چاہیئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی خیال آیا کہ اگر آواز فرضی ثابت ہوئی اور میرے اندیشے بے بنیاد نکلے۔ تو مجھے ان کی نظروں میں خفیف ہونا پڑے گا۔ دوسری صورت یہ تھی کہ ماماؤں کے کمروں میں جا کر معلوم کیا جائے۔ کیا سب آرام سے سو رہی ہیں؟ کیونکہ اس خیال کو وہ بڑی کوشش کے باوجود دل سے خارج نہ کر سکی۔ کہ آواز جو سنائی دی وہ صرف دبے پاؤں نیچے اُترنے کی تھی۔ پھر اوپر چڑھنے کی سنائی نہیں دی۔ لباس شب خوابی پر ہلکی چادر اوڑھ کر وہ جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لیئے اس طرح پاؤں دبا کر اوپر چڑھنے لگی۔ گویا رات کی تاریکی میں کوئی روح اپنا قدیم مسکن دیکھنے جا رہی تھی۔ اوپر گئی تو دیکھا۔ کہ سگونہ کے کمرہ کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر وہ آپ موجود نہیں۔ خیال آیا وہیں ہو گی۔ مگر پھر سوچا کہ اُسے اتنا آہستہ چلنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور وہ اس وقت کہاں گئی ہو گی؟ اس سلسلے میں یہ بھی خیال آیا کہ ممکن ہے وہ بیمار ہو۔ اور محض اس خیال سے پاؤں دبا کر اُتری ہو۔ کہ راجکماری کی نیند میں خلل نہ آجائے۔ اس نے اندرا کے کمرہ نشست کی طرف نظر ڈالی۔ معلوم ہوا اس کا دروازہ کھلا ہے۔ پس وہ اس طرف کو روانہ ہوئی۔ اندر روشنی تھی۔ قریب جا کر اس روشنی میں اس نے دیکھا کہ سگونہ اخبار ٹائمز کے پرچوں کی بہت بڑی جلد سامنے رکھے دیکھ رہی ہے۔ وہ اس وقت دروازہ کی طرف پیٹھ کیئے کھڑی تھی اور اخبار کی جلد میز پر سامنے رکھی ہوئی تھی۔ لیکن ہر سگونہ اس کے مطالعہ میں اتنی محو تھی کہ اُسے کرسٹینا کے لباس کی سرسراہٹ بھی سنائی نہیں دی۔

دنیا دی نشیب و فراز سے بے خبر حسینہ کے دل میں سگونہ کو دیکھ کر سب سے پہلے جو خیال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ اسے انگریزی سیکھنے کا اتنا شوق ہے کہ اس کے لیئے رات کی نیند حرام کرنے سے بھی دریغ نہیں۔ مگر دفعتاً وہ ہندوستانی عورت کو اپنی ناقابل فہم زبان میں بعض پُرجوش الفاظ کہتے سن کر رُک گئی۔ عین اس وقت سگونہ جو میز پر جھک کر اخبار دیکھ رہی تھی سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اور اب جو اس نے کسی خیال سے نظر اُٹھا کر دیکھا۔ اور اس کی نگاہ سہمی ہوئی کرسٹینا پر پڑی۔ تو اس کی آنکھوں سے بجلی کی طرح ایسی تیز روشنی خارج ہوئی کہ وہ غریب مارے خوف کے کانپ گئی۔ اس کو دیکھتے ہی مشرقی خادمہ کے ملیح رخساروں پر خون کی سُرخی دوڑ گئی جو موجودہ حالت میں صریحاً غصہ کی علامت تھی۔ مگر فوراً سنبھل کر اس نے انتہائی خاموشی کے طریر اپنی انگلی عنابی ہونٹوں پر رکھی اور کرسٹینا کو اشارہ سے اندر بلا کر دروازہ بند کر لیا۔

مس ایشٹن آپ کیوں میرے پیچھے آئی ہیں؟" اس نے اس قسم کے لہجہ میں دریافت کیا۔ جو ہر چند مودبانہ تھا۔ تاہم اس سے ایسے استقلال کی بو آتی تھی جو متکلم کی زبردست قوت ارادی پر دلالت کیا کرتا ہے۔ پھر جلدی ہی کچھ سوچ کر اس نے اخبار کا فائل بند کر دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس حصہ کو جسے پڑھ رہی تھی کرسٹینا کی نظروں سے چھپانا چاہتی ہے۔

"سگونہ مجھے کسی کے زینہ سے اترنے کی آواز سنائی تھی" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "مگر جب دوبارہ اوپر جانے کی آواز نہ آئی تو دل میں ہراس پیدا ہوا۔ میں یہ دیکھنے اوپر گئی تھی کہ کیا معاملہ ہے۔ وہاں تمہارے کمرہ کا دروازہ کھلا اور تم موجود نہ تھیں۔ خیال آیا۔ شاید تمہیں کچھ تکلیف ہے۔ محض اس خیال سے کہ کچھ مدد کر سکوں۔ میں تمہارے پیچھے یہاں چلی آئی۔"

سگونہ اس عرصہ میں متجسس نظروں سے اس کے چہرہ کو دیکھتی رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا وہ اسکی روح تک پہنچ کر معلوم کرنا چاہتی ہے کہ اس کا بیان کس حد تک صحیح ہے مگر کرسٹینا کی صداقت اس کے بشرہ سے ظاہر تھی۔ اس لئے سگونہ کا فوراً اطمینان ہو گیا۔

"مس ایشٹن میں آپ سے ایک رعایت کے لئے درخواست کرتی ہوں۔" آخرکار اس نے کہا "وہ یہ ہے کہ راجکماری سے اس کا ذکر نہ کیجیئے کہ آپ نے مجھے ان پرانی کتابوں کو پڑھتے دیکھا تھا۔ وہ خفا ہوں گی؛ اور اس غیر ملک میں رہتے ہوئے میں کسی حال میں ان کو ناراض کرنا نہیں چاہتی۔"

"سگونہ دو شخصوں میں باہمی کدورت کا ذریعہ بننا مجھکو ناپسند ہے" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "مگر یہ غیر ممکن ہے کہ کماری جی محض اتنی بات پر تم سے خفا ہوں کہ . . ."

"نہیں۔ وہ ضرور ہوں گی۔" سگونہ نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔

"اس صورت میں تمہیں پہلے ہی یہ سوچنا لازم تھا کہ وہ کام کیوں کیا جائے۔ جس سے ان کی ناراضی کا احتمال ہو۔" کرسٹینا نے تمکین آمیز نہایت سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

"مس ایشٹن میں اس وقت تفصیل میں داخل ہونا نہیں چاہتی۔" سگونہ نے باصرار کہا؛ اور اسکی آنکھوں میں دوبارہ وہی خوفناک ہراس جھلکنے لگا جو شعلہ کی روشنی کی طرح تیز تھی "بہرحال میری درخواست منظور کیجیئے۔ اور یقین فرمائیے کہ میں ہمیشہ آپ کی احسان مند رہوں گی۔"

"خیر تو اطمینان رکھو میں ایسی کوئی بات نہ ہونے دوں گی۔ جس سے تم کو ضرر پہنچے" کرسٹینا

نے جواب دیا۔" مگر اس کے ساتھ تم بھی وعدہ کرو کہ پھر کبھی وہ کام نہ کرو گی جسے تم راجکماری کے عتاب کا موجب سمجھتی ہو۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں" سگونہ نے جلدی سے کہا۔" اور ایک بار پھر آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

دونو ایک ساتھ کمرہ سے باہر نکلیں اور بدستور پاؤں دبا کر زینہ پر چڑھتی ہوئی اپنے اپنے کمروں کو چلی گئیں۔ مگر کرسٹینا بڑی کوشش کے باوجود اس خیال کو ذہن سے خارج نہ کر سکی۔ کہ راجکماری اندرا کے حلم و اخلاق سے اسکی کیونکر امید ہو سکتی تھی کہ وہ محض اس لیئے اپنی وفادار خادمہ سے ناراض ہو سکتی ہیں۔ کہ اس نے ترقی علم کے لیئے ان کے اخبارات کا فائل دیکھا۔

صبح کرسٹینا کو زو کا ایک خط موصول ہوا جس میں اس نے درخواست کی تھی کہ دن میں کسی وقت مجھ سے ملنا۔ الفاظ حسب معمول محبت آمیز تھے۔ مگر ان میں لارڈ آکیٹوین کا ذکر بالکل نہ تھا۔ خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ میری صحت بدستور خراب ہے۔ اور ڈاکٹر نے تبدیلی آب وہوا کے لئے باہر جانے کا مشورہ دیا ہے۔

خط پڑھ کر کرسٹینا نے دل سے کہا۔" اگر حقیقتاً زو کو اس بے نتیجہ الم خیز عشق کا حال معلوم ہے۔ جو اس کے شوہر کو مجھ بدنصیب سے ہے تو غیر ممکن ہے کہ وہ مجھے اسکی حاضری میں طلب کرے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گھر پر نہیں ہوگا۔ پس میرے وہاں جانے میں کچھ حرج نہیں۔"

اس جگہ ہمیں انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ اگر کرسٹینا کو اس کا علم ہوتا کہ لارڈ آکیٹوین مکان پر ہوں گے تو وہ یقیناً ہرگز نہ جاتی۔ خواہ اس صورت میں زو کی ناراضی کا کتنا ہی احتمال کیوں نہ ہوتا۔ اس نے وہ خط راجکماری اندرا کو دکھایا جس نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ اور اپنی گاڑی بھی پیش کی۔ ریجنٹس پارک میں پہنچکر کرسٹینا نے دیکھا کہ زو کمرہ نشست میں اکیلی ہے مگر اسکی بدلی ہوئی صورت دیکھ کر اسے سخت صدمہ ہوا۔ وہ اب بھی پہلے کی طرح زرد رو۔ لاغر اور کسل مند تھی۔ بلکہ اگر ممکن سمجھا جائے تو پہلے سے زیادہ مریض نظر آتی تھی۔ کرسٹینا کو دیکھ کر وہ بدقت اس صوفے سے اٹھی جس پر اسکی آمد کے وقت دراز تھی۔

اسکی حالت زار دیکھ کر کرسٹینا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ بہنوں کی محبت سے اس سے ہم آغوش ہوئی۔ اور کہنے لگی "پیاری زو۔ تمہاری حالت کیا سے کیا ہوتی جا رہی ہے؟ معلوم

ہوتا ہے۔ بیماری نے اب تک پیچھا نہیں چھوڑا۔"

"ہاں بہن مجھے ... بیماری سے بہت تکلیف رہی ہے۔" زو نے اس شخص کے انداز سے جو رضائے الٰہی پر شاکر ہو جواب دیا۔"مگر جیسا میں نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ اب میں تبدیل آب وہوا کے لئے باہر جارہی ہوں جن سے اجازت حاصل کرنا ضروری تھا۔ انہوں نے منظوری دی ہے۔ اور اب میں بے تاخیر یہاں سے رخصت ہوجاؤں گی۔"

اس کا اشارہ اپنے والد اور شوہر کی طرف تھا مگر کرسٹینا اس بات کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکی کہ وہ لارڈ آکٹیوین کا نام لینے سے قصداً گریز کرتی ہے۔

پھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر اس نے کہا "میرا ارادہ جنوب فرانس یا اٹلی جانے کا ہے۔ جہاں کی معتدل آب وہوا شاید بحالی صحت میں مدد دے سکے۔ یا اگر ایسا نہ ہوا" اس نے الم خیز تبسم کے ساتھ کہا "تو پھر جنوب کی خوشگوار سبزپوش زمین میں دفن ہونا یقیناً تن مردہ کے لئے باعث اطمینان ہوگا۔"

"زو۔ جان سے پیاری زو خدا کے لئے ایسے منحوس کلمے نہ کہو" اور یہ کہتے ہوئے کرسٹینا کی آنکھوں سے پھر سیلاب اشک بہنے لگا۔ "تم ضرور صحت یاب ہوگی۔ تم زندگی کی خوشیاں دیکھوگی۔ معلوم ہوتا ہے یہ محض اس حادثہ کا اثر ہے کہ تم اس طرح کی افسردہ کن باتیں کرتی ہو... آہ! مگر تم روتی کیوں ہو؟"

"کرسٹینا۔ میری عزیز سہیلی۔ تم بھی تو روتی ہو۔" زو نے اس طرح کی پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا جیسے برسات کے بادلوں میں بے رنگ دھوپ نمودار ہوتی ہے۔ "آؤ ہم ایک دوسرے کی تسکین کی کوشش کریں۔ جانے سے پہلے میں شاید پھر تم سے نہ مل سکوں۔ اس لئے آج تمہیں الوداع کہنے کو تکلیف دی ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ تم نے انکار نہیں کیا.. مگر میں تمہیں ایک رخصتی تحفہ پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ذرا ٹھیرو کہ جاکر لے آؤں۔"

یہ کہکر لیڈی آکٹیوین میریڈیتھ صوفے سے اُٹھی۔ اور آہستہ چلتی ہوئی کمرہ سے رخصت ہوئی کرسٹینا نے دیکھا کہ اس کی ساری حرکات سے کسل وماندگی کا اظہار ہوتا تھا۔ اس سے اس کے دل کو سخت صدمہ ہوا۔ اور خیال آیا کہیں اسکی صحت اتنی خراب نہ ہوگئی ہو کہ اصلاح کی کوئی امید نہ رہے۔ لیڈی آکٹیوین کو گئے قریباً دو منٹ گذرے تھے۔ کہ یکایک دروازہ کھلا۔ اور لارڈ آکٹیوین میریڈیتھ داخل ہوا۔ اس کی صورت سے جوش اضطراب اور انداز سے وحشت برستی

تھی۔ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھتا ہوا اس نازنین کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا "کرسٹینا میں نیم پاگل ہو رہا ہوں۔ کچھ شک نہیں میری فرشتہ خصلت بی بی کو اس عشق کا حال معلوم ہو گیا ہے۔ جو مجھے ہو رہا ہے۔ اور جس کی آگ میرے بدن کو جلا کر خاک کر رہی ہے۔۔۔"

آکٹیوین کو دیکھ کر کرسٹینا بہت گھبرائی۔ اور اس کی بے جوڑ باتوں سے اور زیادہ پریشان ہوئی۔ مگر جلدی ہی سنبھل کر اس نے مرتعش آواز سے کہا "مائی لارڈ میں التجا کرتی ہوں مجھ سے ایسی باتیں نہ کہیئے۔ ان سے آپ کی نیک نہاد بی بی کے احترام میں فرق آتا ہے جسے آپ نے بجا طور پر فرشتہ خصلت کہا ہے۔"

"مگر کرسٹینا۔ جو میں کہتا ہوں اسے سننا تمہارا فرض ہے۔" آکٹیوین نے جو اس وقت سخت جوش کی حالت میں کہا "آخر تم میرا کہا نہ سنو گی تو کون سنے گا؟ تمہیں اس کی عزیز جان سہیلی۔ اور اس کی منہ بولی بہن ہو۔۔۔"

"مائی لارڈ انہی وجوہ سے جو آپ نے بیان کی ہیں۔ میرے لیئے غیر ممکن ہے۔۔۔"

"دیکھو کرسٹینا۔ ایسی سنگدل نہ ہو۔ تمہاری سرد مہری یقیناً مجھے ہلاک کر دے گی جس طرح دل کو دل سے راہ ہے۔ اسی طرح عشق کو عشق سے راہ ہوتی ہے۔ اور میرا جذب دل کہتا ہے کہ تم حقیقتاً اتنی بے مہر نہیں ہو جتنا ظاہر کرتی ہو۔۔۔"

صاحب معاف کیجیے۔ میں اس سے زیادہ نہیں سن سکتی" کرسٹینا نے جس کے رخسار شرم سے سرخ ہو رہے تھے۔ گھبرا کر کہا۔ اور وہ دروازہ کی طرف جانے لگی۔

مگر آکٹیوین رستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا "خدا کے لیئے ٹھیرو۔ اگر اس طرح یکایک چلی جاؤ گی۔ تو زوا اس کی وجہ پوچھے گی۔ اور مجبوراً تمہیں کہنا پڑے گا کہ آکٹیوین نے مجھ سے گستاخی کی تھی۔ ذرا سوچو اس سے اس کے دل مجروح کو کتنا بھاری صدمہ ہو گا۔"

"الٰہی مجھے کن مشکلات کا سامنا ہے؟" کرسٹینا نے پریشان ہو کر کہا۔ اس کی اپنی صورت سے ندامت برستی تھی۔ اور صاف نظر آتا تھا کہ وہ نہیں جانتی اسے کیا کرنا چاہیئے۔

"کرسٹینا سچ جانو۔ اب میرا دل قابو میں نہیں ہے" لارڈ آکٹیوین نے جلدی سے کہا۔ "اس لیئے میں تمہارے سامنے یہ لہجہ اختیار کرنے پر مجبور ہوں۔ میں دیکھتا ہوں اس انسان صورت فرشتہ کی طرف سے میرے لیئے ایثار عظیم عمل میں آرہا ہے۔ وہ جانتی ہے کہ میرا شوہر کسی اور کو چاہتا ہے۔ مگر کسی لفظ یا اشارہ تک سے اس بات کو ظاہر نہیں کرتی۔ اور اب کہ وہ تبدیل

ہوا کے لئے باہر جا رہی ہے۔ وہ مجھے ساتھ لے جانے کو بھی تیار نہیں . . . "

"مائی لارڈ ۔" کرسٹینا نے پر جوش لہجہ میں کہا۔ "یہ سخت بے انصافی ۔ نہیں صریح ظلم ہوگا کہ آپ اپنی بی بی کو جس کی صحت محض آپ کی بے اعتنائی کے سبب برباد ہوئی ہے۔ اور شائد کبھی اصلاح نہ کر سکے ۔ کسی غیر ملک میں تنہا جانے دیں ۔"

"خدا گواہ ہے کہ میں نے اس کے لئے بے حد التجا کی ہے ۔" میریڈیتھ نے مساوی جوش ظاہر کرتے ہوئے جواب دیا۔ "مگر وہ نہیں مانتی ۔ ہر بات میں حاکم و فرمانبردار ہونے کے باوجود میں دیکھتا ہوں ۔ اس ایک معاملہ میں اس کا استقلال زبردست ہے ۔ مگر آہ ! دیکھو تو وہ اپنی طبعی فیاضی اور عظیم کشادہ دلی سے کیا کیا عذرات سوچتی ہے ۔ وہ کہتی ہے ۔ اگر تم ساتھ جاؤ گے تو سفر موجب تفریح ہونے کی بجائے باعث تکلیف ہوگا ۔ کیونکہ مجھے ہر وقت اس کا خیال رہے گا کہ تم ایک بے زنجیر قیدی کی طرح بے فائدہ مجھ بیمار کے ساتھ بندھے ہوئے ہو ۔ میں نے بہت سمجھایا مگر وہ نہیں مانتی ۔ یہاں تک کہ اب اس نے اپنے باپ کو بھی اس پر رضامند کر لیا ہے کہ اکیلی ہی اس سفر پر روانہ ہو . . . "

"مائی لارڈ " کرسٹینا نے جلدی سے کہا۔ "اگر آپ اس حالت میں زو کے ساتھ نہ گئے ۔ تو یاد رکھئے آپ ایک ایسی بے رحمی کے مرتکب ہوں گے ۔ جو صد درجہ قابل نفرت سمجھی جائے گی . . . "

"تمہارے نزدیک ؟" نوجوان امیر نے فرط جوش سے گلو گیر آواز میں کہا۔ "آہ کرسٹینا اگر تمہاری سرد مہری نے نفرت کی صورت اختیار کر لی تو پھر میرے لئے ایک پل جینا حرام ہوگا اس لئے میں یقیناً خودکشی کر لوں گا ۔"

"مائی لارڈ ! . . ." کرسٹینا نے چیخ کر کہا ۔

"میں سچ کہتا ہوں ۔ پھر زندگی بے سود ہوگی ۔" میریڈیتھ نے حالت اضطراب میں اپنے گنجان بکھرے بالوں کو پیشانی سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "تم نہیں جانتی ہو کہ اس وقت کے بعد جب میں نے تمہیں آخری بار دیکھا تھا ۔ تین ہفتہ کا عرصہ میرے لئے کس اذیت سے بسر ہوا ہے خدا گواہ ہے کہ میں نے زو سے محبت کرنے اور تمہاری تصویر کو دل سے نکالنے کی بہت کوشش کی ہے . . . "

"مائی لارڈ شادی شدہ مرد کی حیثیت میں آپ کے الفاظ میرے لئے باعث توہین ہیں ۔ کرسٹینا نے کہا۔ "سخت افسوس ہے کہ آپ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر کہ میں آپ کی فرشتہ خصلت

بی بی کی دل آزاری کے خوف سے کہیں جا نہیں سکتی۔ ان باتوں کی جرأت کر رہے ہیں۔ یاد رکھئے آپ کا طرز عمل فیاضی سے بعید۔ بے رحمانہ ہے۔ اور میں التجا کرتی ہوں۔ نہیں حکم دیتی ہوں۔ کہ اب خاموش رہیئے۔"

"آہ۔ کرسٹینا۔ تمہارا یہ جلال مجھے اور زیادہ مفتون بنا رہا ہے۔" نوجوان امیر نے جس کی بہکی باتوں سے حقیقتاً دیوانگی کی بو آتی تھی۔ کہا۔ "کہتے ہیں انسان کو محبت سے دوسرے درجہ پر نفرت عزیز ہے۔ اس لیئے اگر تم مجھ سے محبت نہیں رکھتی ہو تو میں نفرت ہی قبول کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ تمہاری سرد مہری سے لاکھ درجہ اچھی ہے۔ اس کے ساتھ ہی کرسٹینا میں پھر التجا کرتا ہوں کہ میرے طرز عمل کو اس سختی سے نہ دیکھو۔ آخر میرا قصور کیا ہے؟ محض یہ کہ مجھے اپنے جذبات پر قابو نہیں؟ محض یہ کہ میں تمہارا پرستار ہوں؟" پھر یکایک نرم لہجہ اختیار کر کے اس نے کہا۔ "سچ کہتا ہوں۔ میں نے زو کی نسبت اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کی۔ میں نے اسکی نیکیوں۔ فیاضیوں اور قوت ایثار کو سامنے رکھ کر اس سے محبت کرنے کی کوشش کی۔ میں نے اس کی بھی کوشش کی کہ اس محبت کا اثر مجھ میں پیدا ہو جو اسے مجھ سے ہے۔ مگر افسوس ان سب کوششوں میں میں بے طرح ناکام رہا۔ پھر کیا میں اسکے لیئے ملامت اور سرزنش کا مستوجب ہوں؟ کیا اسکے خلاف میں دنیا کے ایک نہائت بدنصیب۔ سیاہ بخت انسان کی حیثیت میں رحم کا مستحق نہیں؟"

آکیٹوین کی اس پُرجوش تقریر کا جو اثر نوجوان حسینہ کے دل پر ہوا۔ اسکی تفصیل غیر ممکن ہے۔ اسکی سیاہ آنکھیں اشک آلود ہو گئیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس خیال نے اس کی حیا سے دوشیزگی کو سخت صدمہ پہنچایا کہ وہ محض اس عشق بے ثمر سے مجبور ہو کر جو اسے مجھ سے ہے۔ اپنی نیک نہاد بی بی سے بے اعتنائی کرتا ہے۔ بے شک اسے میر مدیحہ کی حالت زار پر رحم آیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کے جذبات نیک نے ہدائت کی کہ ایک شادی شدہ غیر مرد کی زبان سے ایسے کلمات سننا راہ عصمت سے بعید ہے۔ ایک بار پھر اس کے جی میں آئی کہ دوڑ کر کمرہ سے نکل جائے مگر زو کی دلآزاری کے خیال سے رک گئی۔ اسکی حالت نازک تھی۔ اور وہ یقیناً وہیں ایک کرسی پر گر کر رونے لگتی۔ مگر صرف اس خیال سے رک گئی کہ اگر اس وقت زو آگئی تو کیا سمجھے گی۔ دفعتاً اس کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔

کہنے لگی "زو مجھ سے ایک منٹ کا وعدہ کر کے گئی تھی۔ مگر ۲۰ منٹ گذر گئے۔ اور اب تک واپس نہیں آئی۔ کیا عجب اُسے کچھ تکلیف ہو۔ اس لیئے میں اسکی حالت دیکھنے جاتی ہوں"

"ٹھیرو۔ ذرا ٹھیرو" آکٹیوین نے جلدی سے کہا۔ اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں مائی لارڈ ۔میں اب نہ ٹھیروں گی میرا ہاتھ چھوڑ دیجئے۔" کرسٹینا نے نسوانی غرور سے کہا۔

لارڈ آکٹیوین سے ہاتھ چھڑا کر وہ کمرہ سے باہر نکل گئی ۔مگر جیسے ہی زینہ پر قدم رکھا کسی کے تیزی سے دبے پاؤں اوپر چڑھنے کی ہلکی آواز سنائی دی۔ کرسٹینا کا دل زور سے دھڑکنے لگا ۔کیا یہ زینے کے اوپر جانے کی آواز تھی۔ جو شاید چھپ کر سب باتیں سنتی رہی تھی؟ جس طرح کوندے کے لونکنے سے آسمان کی سیاہ چادر ایکدم روشن ہو جاتی ہے۔ اسی تیزی سے نوجوان حسینہ نے اس بات پر غور کیا۔ کہ اس رنجیدہ ملاقات میں آکٹیوین میرڈتھ کے سامنے میرے منہ سے کوئی لفظ ایسا تو نہیں نکلا جو قابل اعتراض سمجھا جائے؟ مگر نہیں جو کچھ اس نے کہا وہی تھا جو اس موقعہ پر بڑے غور و فکر کے بعد کہا جا سکتا تھا۔ اس کے ہر لفظ سے عصمت پرستی۔ راست شعاری اور بحالی اوسان کا اظہار ہوتا تھا۔ اس خیال سے دوبارہ طاقت حاصل کر کے وہ زوے کے کمرہ کی طرف چڑھنے لگی۔

لیڈی آکٹیوین میرڈتھ حسب معمول کسل و ماندگی کی حالت میں ایک آرام کرسی پر بیٹھی تھی اور اس کی صورت سے کسی طرح کا اضطراب ظاہر نہ ہوتا تھا۔

"شاید وہ کسی لڑکے کے چلنے کی آواز تھی جو مجھے سنائی دی۔" کرسٹینا نے دل سے کہا ورنہ اس نے سب حال سنا ہوتا۔ تو اتنا سکون اختیار نہ کر سکتی تھی"۔

اسے دیکھ کر زوے نے اس ہلکی دردناک آواز میں جو کچھ عرصہ سے اس سے مخصوص ہو چکی تھی کہا "عزیز بہن۔ میں تم سے معافی چاہتی ہوں کہ ایک منٹ کی مہلت لے کر آئی تھی۔ اور اب تک واپس نہ جا سکی۔ مگر یہ سب خرابی صحت کا قصور ہے۔ چار قدم چلکر تھم لیتے بیٹھ جاتی ہوں۔ تو پھر اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ بہرحال یہ چیز ہے جو میں تمہیں پیش کرنا چاہتی تھی" اور یہ کہکر اس نے ایک نہایت خوشنما تعویذ جس میں اسکے اپنے بالوں کی لٹ بطور یادگار بند تھی پیش کی۔

کرسٹینا نے اسے ہاتھ میں لیکر محبت سے بوسہ دیا۔ پھر وہیں دوزانو ہو کر بے اختیار زوے کا ہاتھ منہ سے لگا لیا۔ وہ اسے بہت دیر تک چومتی اور آنسوؤں سے دھوتی رہی۔ اس کے سسکیاں لینے کی آواز صاف طور پر سنائی دیتی تھی۔ اور گو اس کے منہ سے ایک لفظ تک نہیں نکلا۔ بہرحال یہ خاموشی کسی نہایت موثر تقریر سے زیادہ فصیح تھی۔ اسکی صورت اور انداز

صاف کہہ رہے تھے "زو پیاری! میں تم سے بہت نادم ہوں کہ میری وجہ سے تمہیں اتنی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ میں ہی تمہاری علالت کا اصلی موجب ہوں۔ گو خدا جانتا ہے کہ اس میں میرا کچھ قصور نہیں۔"

بہرحال یہ الفاظ کرسٹینا کے منہ سے نہیں نکلے۔ اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ زو نے اس التجا و زاری کا صحیح مطلب سمجھا یا نہیں۔ مگر فوراً ہی اس نے دونو بازو کرسٹینا کی گردن میں ڈال کر اسے بہنوں کی طرح چھاتی سے لگایا اور دونو بہت دیر تک سسکیاں لے لے کر روتی رہیں۔ بس یہی ان کی الوداع تھی۔

اس کے بعد جب کرسٹینا دوبارہ گاڑی میں بیٹھ کر اپنی ماں اندرا کے بنگلہ کی طرف جا رہی تھی۔ تو اُسے بالکل یاد نہ تھا کہ اپنی عزیز سہیلی سے جدا ہو کر میں کس طرح گاڑی تک پہنچی۔ لیکن زو کی جدائی اس کے سینہ میں قلق و اضطراب پیدا کر رہی تھی۔ اور یہ خیال رہ رہ کر دل میں تازہ ہوتا تھا۔ کہ مبادا یہ ہماری آخری ملاقات ثابت ہو۔ آخر جب گاڑی بنگلہ پر پہنچی تو وہ سیدھی اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ اور اس جگہ پلنگ پر اوندھے منہ گر کر بہت دیر آنسو بہاتی رہی۔

---

# باب ۔ ۴۵

## ہوس پرست

شام کا وقت تھا۔ اور میڈم اینجلیک اپنے آراستہ کمرہ میں کھانے کی میز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے عمدہ شراب کی بوتلیں اور اشیائے خوراک رکھی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا کسی کی منتظر ہے۔ کیونکہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد گھڑی نکال کر دیکھتی اور اپنے آپ سے کہتی تھی۔ "اس رقعہ پر ٹھیک ۹ بجے کا وقت لکھا تھا۔ اور ۹ کبھی کے بج چکے ہیں۔"

آخر دروازہ کھلا اور ڈیوک آف مارچ مونٹ داخل ہوا۔

آتے ہی مذاقیہ انداز سے کہنے لگا "میں جانتا ہوں کسی خاتون کو منتظر رکھنا مردانہ شرافت سے بعید سمجھا جاتا ہے۔ مگر میرے اتفاق سے مجھے کلب میں کھانا کھاتے ہوئے دیر ہو گئی۔"

"چلئے نہ آنے سے دیر میں آ جانا بہرحال بہتر ہے۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "تشریف رکھئے اور شراب کا ایک گلاس نوش فرمائیے۔ پھر میں اس معاملہ کی تفصیل عرض کرتی ہوں۔ جس

سے سرکار کو اتنی دلچسپی ہے۔"

"اس ہندوستانی حور کا ذکر کرتی ہو؟" ڈیوک نے تھوڑی سرخ شراب پیتے ہوئے دریافت کیا۔ "خدا کرے تمہارا جواب اثبات میں ہو۔ گو اسکی پرواہ نہیں کہ مالکن یا خادمہ دونوں میں سے کون ملتی ہے۔ کیونکہ ایک کا حسن ملیح دوسری کے کندنی رنگ کا بخوبی مقابلہ کرتا ہے۔"

"آہ! معلوم ہوتا ہے سرکار کو زیارت دید حاصل ہو چکی ہے۔" میڈم اینجلیک نے انداز اطمینان سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آخر تم نے جو ان کی اتنی تعریف کی تھی۔ اس کے بعد کیا یہ قدرتی نہ تھا۔ کہ میں ایک رات ..."

"ہاں سمجھی۔ آپ ایک رات بیز واٹر میں ان کی گاڑی کے منتظر رہے۔ اور وہیں جھروکے سے درشن کر لیا۔ کیوں؟" عیار عورت نے شوخی سے مسکرا کر پوچھا۔

"ٹھیک اسی طرح۔" مارچ مونٹ نے جواب دیا۔ "اور وہ ایک بار کے درشن ایسے پرلطف ثابت ہوئے کہ دوبارہ پھر گیا۔ اول موقعہ پر میں نے خاتون اور اسکی خادمہ کو دیکھا تھا۔ اور خدا جانتا کہ حسن جہاں تاب کا ایسا دل افروز منظر پہلے کبھی میری نظروں سے نہیں گذرا۔ بار ثانی اس خاتون کے ساتھ ایک انگریز لڑکی تھی جسے پہچان کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ کیونکہ وہ مس ایشٹن یعنی اس خود سر نوجوان کی بہن تھی جس نے سینٹ ہوپ اور بیگم کے متعلق میرے کیئے کرائے پر پانی پھیر دیا تھا۔ پہلے وہ میری ڈیتھ کے ہاں رہا کرتی تھی۔ اور سچ پوچھتی ہو تو میری اس پر آنکھ بھی تھی ..."

"خیر تو اب کیا بگڑا ہے۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "ان سے فارغ ہو کر اسکی بھی عزت افزائی ہو سکتی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے اس لڑکی کو نہیں دیکھا۔ بہر حال اگر وہ اس قابل ہے ..."

"کیا کہتی ہو۔" مارچ مونٹ نے جلدی سے کہا۔ "وہ اس مشرقی حسینہ یا اسکی خادمہ سے کچھ کم خوبصورت نہیں۔ اس کا حسن بجائے خود لاجواب ہے۔ اور اگر کسی طرح ان تینوں کا تمہارے عشرت کدہ میں جمع ہونا ممکن ہو تو بخدا قاف میں پریاں اور آسمان پر حوریں رشک کریں۔ مگر اب تم اپنی کوشش کا حال کہو۔ یعنی تم نے کیا کیا۔ اور اس میں کہاں تک کامیاب ہوئیں؟"

"مختصر طور پر میں اتنا عرض کر سکتی ہوں۔ کہ وہ مشرقی پھول عنقریب آپکے پاس ہوگا۔" عیا

عورت نے جواب دیا "یا شاید یوں کہنا چاہیئے - کہ آپ جب چاہیں اُسے حاضر کیا جا سکتا ہے -
یہ تو ہے میری کامیابی کا خلاصہ - اور اگر آپ تفصیل چاہتے ہیں - تو یوں ہے کہ آپ سے وعدہ
کر کے میں نے اس پریزاد حسینہ سے ملنے کی کوشش شروع کی - قسمت مہربان تھی - چنانچہ
میں نے جو خادمہ کو روپیہ کی جھلک دکھائی - اور اس کے ساتھ ہی کہا - کہ ایک امیر ابن امیر
تم پر اور تمہاری بیگم دونو پر فریفتہ ہیں - تو وہ جھٹ مان گئی - البتہ اتنا کہا - کہ امیر موصوف
میری بیگم ہی کی عزت افزائی کریں - تو بس ہے - میں کسی قابل نہیں - گو جہاں تک ممکن ہے
میں انہیں اس کام میں مدد دے سکتی ہوں -"

"مگر وہ خاتون یعنی بیگم کیا واقعہ میں خوش عیشی کی دلدادہ ہے؟" مارچ مونٹ نے
پوچھا "کیا کسی مالدار نواب کی مصاحبت میں یہاں آئی ہے - اور اسی نے اس کو اتنا زر و مال
دیا ہے؟"

"کہاں کی بات - وہ تو عصمت و غیرت کی مجسم تصویر ہے - کم از کم یہ بات مجھے اُس کی
اپنی منہ لگی خادمہ سے معلوم ہوئی ہے - جس نے کہا تھا کہ اُسے رام کرنے کے لئے طاقت کی نہیں
بلکہ فریب کی ضرورت ہے - یا بہتر ہو کہ طاقت اور فریب دونو سے کام لیا جائے -"

"تب معلوم ہوتا ہے کام اتنا سہل نہ ہوگا - جتنا خیال تھا" ڈیوک نے شراب کا ایک اور گلاس
پیتے ہوئے کہا -

"واہ! تو کیا ابھی سے مایوس ہو گئے؟" میڈم اینجلیک نے طنزاً کہا "اطمینان فرمائیے -
فریب کی آگ سلگا دی گئی ہے - اور اب صرف طاقت کے شعلہ سے کام لینا باقی ہے - میں
نے اپنا فرض ادا کر دیا - باقی سب آپ کے ذمہ ہے -"

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا - یہ عورت اس ملک میں آئی کیوں ہے؟" ڈیوک نے انداز حیرت
سے کہا "یقیناً اس بارہ میں تمہیں کچھ حالات معلوم ہوئے ہوں گے -"

"میں نے خادمہ سے پورا حال جاننے کی کوشش کی تھی - مگر وہ کم گو عورت معلوم ہوتی ہے
اور ضرورت کے سوا کوئی بات نہیں کرتی - اس لئے میں کچھ معلوم نہ کر سکی - بہرحال جیسا میں نے
عرض کیا ہے - اسی خادمہ کی مدد سے میں نے اس خاتون تک رسائی کر لی ہے - پہلے وہ میری طرف
تیکھی نظروں سے دیکھتی تھی - مگر یکایک گفتگو نے ایسا پلٹا کھایا - کہ جب میں رخصت ہوئی - تو
وہ سرکار کے اپنے قصر اوک لینڈس میں چند دن سیر کرنے کو تیار ہو گئی -"

"تو کیا تم نے اس سے کہہ دیا ہے۔ وہ اس جگہ ہماری مہمان ہو گی؟" مارچ مونٹ نے جو اب تک اس عیارہ کے فریب کو پوری طرح نہیں سمجھا تھا۔ پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ اُلٹا اُسے بتایا گیا ہے۔ کہ آپ اور بیگم صاحب دونوں کہیں گئے ہوئے ہیں۔ مگر آپ نے از راہ عنایت اُسے چند دن وہاں تفریحاً ٹھیرنے کی اجازت دیدی ہے۔ وہ نادان اپنی بے خبری میں سمجھتی ہے کہ اس ملک کے امراء عموماً اپنا محل غیر ملکی سُوسا کی تفریح کے لئے خالی کر دیا کرتے ہیں۔"

"خیر یہ تو ہوا۔" ڈیوک نے کہا۔ "مگر اب آگے کیا کرنا ہوگا۔ اس کا حال بھی تو کہو۔ کیونکہ خدا جانتا ہے۔ میں اب تک تمہاری تجویز کا سر پیر نہیں سمجھا۔"

"سنئے میں عرض کرتی ہوں۔ یہ مشرقی خاتون اکیلی ہی نفیس اوک لینڈس میں جائے گی۔ اس کا میں نے پہلے سے اطمینان کر لیا ہے۔ اور جو بات اس سے بھی تسلی بخش ہے وہ یہ کہ وہ اس موقعہ پر یورپی لباس پہنے ہوئے ہو گی۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی۔ لوگ اس کے عجیب ملکی لباس کو دیکھنے کے لئے جمع ہوں۔ بیگم اس واقعہ سے لاعلم ہونگی۔ مگر آپ کسی رات چپ چاپ وہاں پہنچ جائیں تو کیا حرج ہے؟ چڑیا پہلے ہی دام میں پھنسی ہوئی ہو گی۔ اور لطف یہ کہ وہ اپنی مرضی سے پھنسنا منظور کرتی ہے۔ اس کے بعد کیا وہ صیاد کے ہاتھ سے بچ کر کہیں جا سکتی ہے؟ رہ گیا نتیجہ کا سوال۔ تو جب ایک بار سرکار کو کامیابی ہو گئی۔ پھر اس کا منہ بند کرنا بہت دشوار نہ ہو گا آپ بآسانی اس کو سمجھا دیں گے کہ تمہاری فریاد بے اثر ہو گی۔ خیال فرمائیے ایک مشرقی عورت جو مدت دراز سے انگلستان میں رہتی۔ یہاں کے رواجات سے واقف اور اس جگہ کی زبان میں پوری دسترس رکھتی ہے۔ خود اپنی مرضی سے ایک ذی اثر امیر کے دیہاتی مکان پر جاتی ہے وہ کسی نوکر کو بھی ساتھ نہیں لیتی۔ اور فقط" ! لباس بھی اسی ملک کا پہنتی ہے۔ اب آپ ہی کہیئے ان واقعات کی موجودگی میں کسے یقین آئے گا کہ وہ اپنی مرضی سے وہاں نہیں گئی؟ یا کسی نے اس کو دام فریب میں پھنسایا؟ فرض کیجئے وہ اس پر بھی نہ مانے۔ تو کیا میں بڑی آسانی سے یہ نہیں کہہ سکتی کہ سب نامہ و پیام میری ہی معرفت ہوا تھا۔ میں سر دربار کہہ دوں گی کہ سرکار کے کہنے سے اس کے پاس گئی تھی۔ وہ رضامند ہو گئی۔ اور اپنی مرضی سے اوک لینڈس گئی۔ یقین فرمائیے جب یہ باتیں اس پر واضح کی گئیں۔ فوراً مان لے گی۔ کہ افشائے راز سے ذلت کے سوا کچھ حاصل نہیں۔"

"بخدا آج ثابت ہوا تم کیسی دور اندیش عورت ہو۔" ڈیوک نے خوش ہو کر کہا۔ "واقعی تمہارے برابر سیانی عورت کوئی دوسری نہ ہوگی۔ ہاں مگر وقت کب کا مقرر ہوا ہے؟"

"یہ میرے اختیار کی بات ہے۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "میں کل ہی اس کے نام ایک چھٹی بھیج دونگی۔ کہ جناب ڈیوک نے آپ کو اپنے دیہاتی محل میں آنے کی اجازت دیدی ہے۔ اس کے بعد مجھے یقین ہے۔ کہ وہ پرسوں ضرور وہاں پہنچ جائے گی۔ اس اثنا میں آپ کسی آدمی کے ہاتھ نوکروں کو اطلاع کرا دیجئے کہ مہمان کی تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور اسے پوری عزت سے رکھیں۔"

"یہ انتظام میں کل صبح ہی کر دونگا۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "اور میرے خیال میں اب اس معاملہ پر کسی اور گفت و شنید کی ضرورت باقی نہیں۔ مگر یہ تو کہو۔ لیٹس راڈنے کا کیا ہوا؟"

"آہ! وہ کم بخت بڑی ناشکری ثابت ہوئی۔" میڈم اینجلیک نے حقیقی غصہ اور افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے اس کی ذات پر جو احسان کئے تھے۔ ان کے بعد ایسی امید نہ ہو سکتی تھی۔"

"پھر بھی اس کا انجام کیا ہوا؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"یہی میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ ہاں اتنا سنا ہے کہ اسے کسی نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں اب اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کرلی ہے۔ ... توبہ!" اور میڈم اینجلیک نے آخری لفظ پر زور دے کر نفرت سے ناک بھوں چڑھا لئے۔

"خیر جانے دو۔" ڈیوک نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "لو شراب کا ایک گلاس پیو۔ کہ جوش ٹھنڈا ہو۔"

میڈم اینجلیک ڈیوک کی ہدایت پر عمل کر کے شراب کا ایک گلاس لاجرعہ پی گئی۔ پھر بولی۔ "آپ ہی کہئے جو سلوک اس ناہنجار لڑکی نے مجھ سے کیا۔ اس کے بعد کوئی کسی سے کیا امید رکھ سکتا ہے؟ قاعدہ ہے بیٹا آئے تو اپنے بیگانے سب آنکھ چراتے ہیں۔ مگر میں صرف ہمدردی کے خیال سے ہر قسم کی تکلیف برداشت کر کے نوریوں گئی۔ وہاں اس بدبخت تک جیل خانہ پہنچی۔ اپنے خرچ سے لائق تر وکیلوں کی خدمات حاصل کیں۔ اور غرض کیا؟ صرف اتنی کہ وہ مقدمہ میں میرا نام نہ لے۔ مگر میرے احسان تو یہ اور اس بے غیرت کا جواب یہ کہ مجھے جیل خانہ کے اندر جانے تک نہیں دیا باہر ہی کہلوا دیا کہ لیٹس راڈنے تم سے ملنا نہیں چاہتی۔ خیال فرمائیے یہ الفاظ اس سے کہے جاتے

ہیں سیاؤ اس کی بہترین رفیق یہاں تک کہ اس کی منہ بولی ماں تھی ... اب مجھے کمبخت سے سخت نفرت ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہیں مل جائے تو اس کا منہ نوچ لوں۔"

"مگر تمہیں اس کا حال معلوم نہ ہوا کہ آخر یہ سب کاروائی کس کے ایما پر ہوئی؟" مارچ مونٹ نے دریافت کیا۔ "اخباروں نے لکھا تھا۔ بعض ذی اثر دوست اس کی مدد کر رہے ہیں..."

"جی ہاں اس سلسلہ میں ایک شخص سٹانلے اور اس کے بیٹے کا نام بہت سننے میں آیا تھا" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "اور سنا گیا ہے ان کے علاوہ ایک شخص اور بھی پس پردہ اس کو مدد دیتا رہا ہے۔ مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کون تھا۔"

"میں نہیں جانتا۔ کیوں یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا ہے۔" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "بہرحال کوئی غائبانہ آواز مجھ سے بار بار کہہ رہی ہے کہ غالباً یہی شخص تھا جس نے پچھلی سردیوں میں اوک لینڈس والے معاملہ کے موقعہ پر پیٹس کو روک کر اس سے زبردستی وہ حالات دریافت کئے تھے جن کی بدولت ہماری کوششیں ناکام رہیں۔ کہتی تھی میں اس شخص کی آواز تو پہچانتی ہوں۔ مگر اس کی صورت نہیں دیکھ سکی۔ کیا عجب یہی آدمی اس موقعہ پر اس کو مدد دے رہا ہو۔"

"میں نہیں کہہ سکتی۔ آپ کا گمان کس حد تک صحیح ہے۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "بہر حال اب کہ یہ قضیہ خوش اسلوبی سے طے ہو چکا۔ قیاسات قائم کرنا بے سود ہے۔ اتنا غنیمت ہے کہ مقدمہ میں آپ کی خادمہ کا ذکر نہیں آنے پایا۔"

"واقعی یہ بہت اچھا ہوا۔" ڈیوک نے تسلیم کیا۔ "مگر کیا ان دنوں تمہیں ایولین اور برائن کا بھی کچھ حال معلوم ہوا ہے یا نہیں؟"

"آہ! آپ نے ایک اور ناشکری کا نام لے کر میرے دل کے زخموں کو پھر تازہ کر دیا۔" میڈم اینجلیک نے دوبارہ جوش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "سنتی ہوں وہ بھی اپنی گذشتہ زندگی سے تائب ہو چکی ہے۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اگر یہ تزبہ کی وبا ہیضہ اور پلیگ کی طرح عام ہو گئی تو پھر بہت جلد مجھے اپنا کاروبار بند کر دینا پڑے گا۔ گو اس کے ساتھ ہی یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ جب تک آپ ایسے ایک مربی کا بھی سایہ عاطفت حاصل ہے مجھے کسی طرح کی فکر نہ ہونی چاہیئے۔" یہ آخری جملہ اس نے مصلحتاً اس خیال سے کہہ دیا۔ کہ ڈیوک کی تعریف ہو جائے۔

اس کے تھوڑی دیر بعد مارچ مونٹ رخصت ہونے کو اٹھا۔ مگر جانے سے پہلے اس نے

بنک نوٹوں کا ایک بھاری گٹھا میڈم اینجلیک کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ رقم گویا اس انعام کی پہلی قسط تھی۔ جو وہ راجکماری اندرا کی حوالگی کے عوض اس سیاہ کار عورت کو دینا چاہتا تھا۔

اگلی صبح کو ڈیوک نے قصر اوک لینڈس میں داروغہ پروس کے نام ایک خط لکھا جس میں ایک مشرقی خاتون کی آمد کی توقع ظاہر کرتے ہوئے تحریر کیا کہ اس کی خوب اچھی طرح تقدیم کی جائے اور اسے اپنے زمانہ قیام میں کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ ڈچس کے جذبات کی اسے چونکہ کبھی پروانہ ہوئی تھی اس لیے اس نے اتنا لکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا کہ اس عورت کی آمد کی خبر ان سے پوشیدہ رکھی جائے۔

ادھر ایک قاصد یہ خط لے کر اوک لینڈس کو چلا۔ اور ادھر میڈم اینجلیک نے راجکماری اندرا کے نام ڈاک کے ذریعہ ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ ڈیوک اور ڈچس آف مارچ مونٹ نے میری درخواست پر اپنا قصر اوک لینڈس واقع ہمپ شائر آپ کی تفریح کے لیے پیش کیا ہے اور اجازت دی ہے کہ آپ جب تک چاہیں۔ اس میں رہیں۔ اس کے ساتھ ہی خبیث عورت نے یہ بھی لکھا کہ ڈیوک اور ان کی بیگم آجکل لندن میں مقیم ہیں۔ اور دیہات کو واپس جانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اس لیے آپ اس محل میں بے تکلف رہ سکتی ہیں۔ ڈیوک کے نوکران کی ہدایت کے مطابق جملہ خدمات پوری تندہی سے بجا لائیں گے۔ اور یقین ہے وہاں رہتے ہوئے آپ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سگونہ کو اس خط کا بالکل علم نہ تھا جس کے ذریعہ مسٹر ریڈکلف نے راجکماری اندرا کو بعض مبہم خطرات سے خبردار کیا تھا۔ درحقیقت اندرا اس طرح کے خط کے ذکر سے خادمہ کو خوف زدہ کرنا نہ چاہتی تھی۔ اس لیے ریڈکلف کے خط کی وصولی پر اس نے بعض عام ہدایات اس مطلب کی جاری کر دی تھیں کہ نوکر کسی غیر شخص سے میل جول نہ رکھیں۔ خط کے مضمون کا ذکر اس نے اپنے وفادار خادم مارکن کے سوا اور کسی سے نہیں کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سگونہ اور میڈم اینجلیک کی ایک دوسرے سے باتیں ہوئیں۔ تو ان میں مسٹر ریڈکلف کا ذکر بالکل نہیں آیا۔

میڈم اینجلیک کا خط راجکماری اندرا کو بحفاظت مل گیا اور اس نے کسی سے اس کا ذکر نہ کر کے روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ کرسٹینا سے اس نے فقط اتنا کہا کہ میں ایک ضروری کام پر چند دن کے لیے باہر جا رہی ہوں۔ امید ہے تم میری عارضی غیر حاضری میں اداس نہ ہوگی۔ اس نے یہ بھی

کہا کہ اگر چاہو تو اس عرصہ میں اپنے بھائی کو یہیں بلا سکتی ہو۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر اس نے اگلے دن کے لئے ایک سفری گاڑی تیار رکھنے کا حکم دیا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ ان تیاریوں سے وفادار مارک کے چہرہ سے فکر و پریشانی ظاہر ہونے لگی ہے۔ اس نے اسے تنہائی میں اپنے پاس بلایا۔ اور کہنے لگی "مارک میں خوب جانتی ہوں۔ تم میرے کاموں میں پوری دلچسپی لیتے ہو۔ غالباً تمہیں اندیشہ ہے کہ میں یہاں سے جا کر کسی خطرہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ مگر اطمینان رکھو ایسا نہ ہوگا۔ میں جس کام کے لئے جا رہی ہوں اس کا بعض نجی معاملات سے گہرا تعلق ہے۔ میں اپنے نفع نقصان کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ اور یہ چند الفاظ میں نے صرف اس خیال سے تم سے کہے ہیں کہ میری نسبت تمہاری تشویش رفع ہو جائے۔"

یہ سن کر نوکر کے چہرہ سے اطمینان ظاہر ہونے لگا۔ اور وہ بولا "بانو آپ کے اس بیان سے واقعی میرا اطمینان ہو گیا۔ میں اس عنایت کے لئے کہ آپ کو میرے رفع فکر کا اس درجہ خیال ہے تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

اس نے جھک کر سلام کیا۔ اور چونکہ راجکماری نے مزید توضیح غیر ضروری سمجھی۔ اور مارک میں بھی استعجاب کا مادہ غالب نہ تھا۔ اس لئے وہ اس گفتگو کے بعد رخصت ہو گیا۔ اس کے لئے یہ جاننا ہی باعث تسکین تھا۔ کہ راجکماری کو کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے

اگلے دن اندرا نے کرسٹینا کی مدد سے ان یورپی لباسوں میں سے جو میڈم اینجلیک نے خاص طور پر اس کے لئے تیار کئے تھے۔ ایک کو زیب تن کیا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ والئے اندرآباد کی دختر نے مغربی وضع کا لباس پہنا۔ مگر اس چست یورپی پوشاک نے اس کے حسن دل افروز پر وہ پھبن پیدا کیا۔ کہ اس کی موجودہ صورت دیکھ کر کسی عزیز بین نقاد حسن کے لئے یقیناً اس بات کا فیصلہ سخت مشکل تھا۔ کہ اس کا حسن اپنے اصلی مشرقی لباس میں زیادہ نظر نواز ہے۔ یا اس پوشش میں جو جدید ترین پیرسی فیشن پر تیار کی گئی تھی۔ اور جسے اندرا نے اپنی عمر میں بار اول پہنا تھا۔ راجکماری کو اس کے موجودہ لباس میں دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا تھا کہ اس کے حسن نوبہار کی ضیا و تابش پوشاک کی کسی قطع خاص سے مخصوص نہیں۔ بلکہ اسکی دلکشی اور دلبری۔ نور پاشی اور سحر آگینی ہر رنگ میں نیا انداز حاصل کر سکتی ہے۔ فی الحقیقت اس ملکہ حسن کی خوبصورتی ہر طرح کے بناؤ سنوار سے بالاتر تھی۔ اس کے سینہ کا ابھار انگریزی محرم کے قید و بند میں بھی اتنا ہی نمودار تھا۔ جیسے مشرقی خندتان کے پردہ میں اور اس کے پر زاغ کے ایسے سیاہ بال پیرسی ٹوپی

میں بھی وہی شان دلفریبی رکھتے تھے جو انہیں مشرقی وضع کے مکمل سر آغوش میں حاصل تھی۔

اس جدید افرنگی لباس میں راجکاری اندرا کسی نوکر یا خادمہ کو ساتھ لئے بغیر سفری گاڑی میں سوار ہو کر قصر اوک لینڈس کو روانہ ہوئی۔ گاڑیبان سے اس نے فقط اتنا کہا کہ ہمپ شائر چلو۔ اس سے زیادہ حال کسی کو معلوم نہ ہوا۔ گویا شاگرد پیشے میں سگونہ کے سوا کسی کو معلوم نہ تھا۔ وہ کہاں جا رہی ہے۔ اور سگونہ کی اس واقفیت کا حال بھی راجکاری کو معلوم نہ تھا۔

سہ پہر کے ۳ بجے سفری گاڑی ریاست اوک لینڈس کی وسیع حدود میں داخل ہوئی۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد محل کے دروازہ پر رک گئی۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی ہدایت کے مطابق داروغہ پروس اور دوسرے نوکر تقدیم کے لئے حاضر تھے۔ اور جیسا قدرتی تھا۔ وہ سب اس کے حسن ملایک فریب کے نظارہ سے بہت متاثر ہوئے۔ ڈیوک نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ ایک معزز مشرقی خاتون مغربی لباس میں اوک لینڈس آئے گی۔ اور یہ لوگ سمجھتے تھے۔ وہ کوئی سیاہ فام عورت ہو گی جس نے عہد رفتہ کا کوئی بھدا الباس پہن رکھا ہو گا۔ مگر جس وقت انہوں نے اندرا کا حسن ملیح دیکھا جس کی زیتونی رنگت تازہ ہوا کے فرحت بخش اثر سے کندن کی طرح دمکتی تھی۔ نیز اس کے لباس پر نظر ڈالی۔ جو صاف سادہ اور کسی انگریز خاتون کے مکمل آداب سے پہنا ہوا تھا۔ تو انہیں سخت حیرت ہوئی۔ مگر اس حیرت میں بھی جس کا سبب خاص اس نازنین کا وہ جلوہ برق پاش تھا جس کے لئے وہ سراسر نا تیار تھے۔ ان کی طرف سے کوئی خلاف ادب حرکت سرزد نہیں ہوئی۔ اور عمر رسیدہ داروغہ بذات خود اسے کمرہ نشست کی طرف لے چلا۔ جہاں خادمائیں حاضر تھیں۔ جن کے ساتھ اس نے خوابگاہ میں جا کر لباس تبدیل کیا اس کام سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ اتری تو محل کو ایک نظر دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس کے لئے پروس فوراً آمادہ ہو گیا۔ اس نے راجکاری کو محل کے سب کمرے جو نہایت تکلف سے آراستہ تھے دکھلائے۔ اور آخر کار نگار خانہ میں لے گیا۔ جہاں راجکاری نے ڈیوک آف مارچ مونٹ کے اسلاف کی تصویروں کو غیر معمولی دلچسپی سے دیکھا۔ اور اس عرصہ میں بڈھے داروغہ سے بڑے اخلاق کے ساتھ باتیں کرتی رہی۔

اسی کمرہ میں کھڑے ہو کر اس نے کہا "میں نے سنا ہے اس محل کے قریب قتل کی ایک نہایت ہولناک واردات ہوئی تھی۔ کیا ان دنوں تم یہیں تھے؟"

داروغہ نے بصورت اثبات جواب دیا۔ جس کے بعد اندرا نے اس سانحہ کے متعلق کئی

ایک سوالات پوچھے۔ پروس راجکماری کے وسیع اخلاق اور ایک غیر ملکی زبان پر اس کے عبور کامل سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس ذہانت سے جس کا اظہار اندرا کے مختلف سوالات سے ہوتا تھا۔ اسے اتنی خوشی ہوئی۔ کہ وہ سارے استفسارات کا جواب بخوشی دیتا گیا۔ چنانچہ ڈچس الزا اور برٹرام دوین کے عشق کی وہ افسردہ کن داستان جس سے ناظرین اچھی طرح واقف ہیں۔ پھر ایک بار تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی۔ اندرا نے سب حال گہری دلچسپی مگر دلی خوف کے ساتھ سنا۔ داستان ختم کرتے ہوئے پروس نے کہا۔" بانو وہ خنجر جس سے یہ ہولناک واردات ہوئی تھی۔ اب تک اس محل میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔"

اندرا کو اس سے بہت حیرت ہوئی۔ اور وہ خنجر کا نام سن کر نمایاں طور پر کانپنے لگی۔ بولی "کتنی عجیب بات ہے۔ کہ موجودہ ڈیوک اس خنجر کو اپنے پاس رکھتے ہیں جس کی موجودگی سے بے شبہ ان کے ذہن میں اس ہولناک واردات کی یاد تازہ ہو جاتی ہوگی۔ جس میں ان کے عزیز چچا کی جان ضائع ہوئی۔"

"بانو سچ پوچھئے تو سرکار کو اس کا مطلق علم نہیں۔ کہ وہ خنجر اس محل میں رکھا ہوا ہے۔" داروغہ پروس نے آواز دبا کر کہا۔ "دراصل میں نے ان کی لاعلمی میں اسے یہاں لا کر رکھا تھا۔ لیکن اگر آپ یہ پوچھیں کہ کیوں رکھا تھا۔ تو بخدا اس کا میرے پاس کچھ جواب نہیں۔ پھر بھی اتنا عرض کرنا ضروری ہے۔ کہ میں نے اسے محض رفع استعجاب کے لئے نہیں رکھا۔ کیونکہ جب سے وہ میرے ہاتھ آیا ہے صرف شاذ حالتوں میں مجھے اسکو دیکھنے کی جرأت ہوئی ہے۔ دراصل جب ڈیوک آنجہانی کی لاش پر افسر مرگ کی تحقیقات ہو چکی۔ تو یہ خنجر مجھے کمرہ تحقیقات میں ایک طرف پڑا ہوا مل گیا تھا۔ میں نے اسے اٹھا کر ردی کی کوٹھری میں ڈال دیا۔ ایک مدت تک یہ وہیں پڑا رہا۔ مگر اس کے بعد بعض عمارتی تبدیلیوں کے سلسلہ میں اس کوٹھری کو گرا دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اب میں نے اس خنجر کو وہاں سے نکالا۔ تو وہ زنگ آلود تھا۔ قدرتی طور پر اس زنگ کو دیکھ کر میرا بدن کانپ گیا کیونکہ میں نے سوچا۔ یہ زنگ نہیں میرے آقائے محترم کے خون کا داغ ہے۔ شائد آپ میرے طریق عمل کو عجیب سمجھیں۔ بہرحال میں نے اسے اپنے ہاتھ سے خوب اچھی طرح صاف کیا۔ اور داغ مٹا کر اسے زمین میں دفن کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کہ پھر کسی کو اس کی منحوس صورت دیکھنی نصیب نہ ہو۔ لیکن دفعتاً مجھ پر پھر جو خبط سوار ہوا۔ تو میں نے یہ سوچکر اسے محفوظ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہ یہ میرے آقائے نامدار کی یادگار ہے۔ جس طرح لوگ ان بزرگوں کی خون آلود زرہ

اور جہلم کو محفوظ رکھا کرتے ہیں جو میدان جنگ میں کام آئے ہوں۔ اسی طرح مجھے یہ ہتیار محفوظ رکھنا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ میں نے اوسے زمین میں دفن کرنے کی بجائے اسی مکان میں رکھا اور اب بار بار یہ میرے دل میں خیال آتا ہے کہ عجب نہیں اس خنجر کی حفاظت میں قادر مطلق کی اپنی حکمت کاملہ کو دخل ہو"

"تمہاری داستان عجیب ہے"۔ اندرا نے سب حال سنکر داروغہ سے کہا۔ جیسا تم نے بیان کیا ہی حقیقتاً اس خنجر کے محفوظ رہنے میں کوئی ادنیٰ غرض نہیں۔ بلکہ زبردست غیبی قوت کام کر رہی ہے" پھر چند منٹ سوچنے کے بعد وہ بولی" قاعدہ ہے۔ انسان کو خوفناک چیزوں سے بھی اتنی دلچسپی ہوتی ہے جیسی خوشنما اور لطیف اشیا سے۔ تم اسے قلب انسانی کی کمزوری سمجھو۔ یا کچھ اور۔ بہر حال امر واقعہ یہی ہے اس لئے اگر تمہارا حال سنکر میں بھی اس خنجر کو ایک نظر دیکھنے کا شوق ظاہر کروں تو غالباً تم اسے بے جا نہ سمجھوگے۔ اپنی داستان میں تم نے بیان کیا تھا کہ وہ شمالی امریکہ سے لایا گیا اور صناعی کا بہترین نمونہ ہے۔

واقعی مسٹر برٹرام ودین اسے بعض تحائف کے ساتھ شمالی امریکہ سے لائے تھے" پروس نے جواب دیا" رہا اسکو دیکھنے کا معاملہ۔ تو مجھے آپ کے ارشاد کی تعمیل میں سرمو عذر نہیں تشریف لائیے میں دکھاتا ہوں"

اتنا کہہ کر بڈھا داروغہ راجکماری کو ساتھ لئے ایک شاندار آراستہ کمرہ میں گیا جس کی زرنگار مرغوبیں سنگ مرمر کے پیل پائے اور سنہری پردے ایک دلکش منظر پیش کرتے تھے اسی کمرہ میں بعض نہایت خوشنما سنگی بت اور مجسمے رکھے ہوئے تھے ایک طرف ایک کوٹھی میں کئی نادرات خصوصاً وہ جنہیں برٹرام ودین اپنے ساتھ امریکہ سے لایا تھا۔ الماری میں بند رکھے ہوئے تھے۔ داروغہ نے الماری کے پاس جاکر جو منبت کاری کا بیش قیمت نمونہ تھی ایک خفیہ کمانی دبائی جس سے دروازہ کھل گیا۔ اور وہ مہلک خنجر جس سے سابق ڈیوک آف مارچ مونٹ کو پر اسرار طریق پر قتل کیا گیا تھا۔ ایک الگ خانہ میں رکھا ہوا نظر آیا۔ اندرا نے اسے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کا نازک بدن نمایاں طور پر کانپا۔ مگر اس نے جرأت کرکے خنجر ہاتھ میں لے لیا۔ اور قریباً ایک لمحہ بغور دیکھنے کے بعد پروس کو واپس دے دیا داروغہ نے خنجر کو الماری میں رکھ کر دروازہ بند کر دیا۔ تو اندرا کہنے لگی" ہمارے ملک میں بھی امرا کے محلوں میں خفیہ کمانی کی الماریاں اکثر رکھی رہتی ہیں۔ مگر اس الماری کو کھولنے اور منہ بند کرنے کی ترکیب میں بالکل نہیں سمجھی"

داروغہ نے مشرقی نازنین کا استعجاب رفع کرنا داخل عزت سمجھا۔ پس اس نے الماری

کھولنے کی ترکیب مفصل بیان کی جس کے بعد دونوں اس کمرہ سے رخصت ہوئے۔ اتنے میں کھانا کھانے کا وقت آ گیا تھا۔ راجکماری کو اس کمرہ میں پہنچایا گیا۔ جو اس کام کے لئے وقف تھا۔ اور وہاں اس نے دیکھا کہ ایک خوان بوقلموں بڑے سلیقہ اور اہتمام کے ساتھ میز پر چنا ہوا ہے اور بیتا اور دو نوکر خدمات بجا لانے کو حاضر ہیں۔ ڈیوک کی فطرت سے قطع نظر اس کی مہمان نوازی کے متعلق انصافاً کہنا پڑتا ہے کہ راجکماری اندرا کے لئے نہایت پرتکلف کھانا اسی اہتمام کے ساتھ حاضر کیا گیا تھا۔ گویا اس کی بجائے بیگم مارچ مونیٹ دستر خوان پر بیٹھی ہوں۔

کھانا ختم ہوا۔ تو دو گھنٹہ دن باقی تھا۔ اندرا وقت گذرانے کی نیت سے محل کی سیر کے لئے روانہ ہوئی۔ مگر اس موقعہ پر اس نے دارو غہ پردس کو ساتھ نہیں لیا۔ سب سے پہلے نگار خانہ میں گئی اور وہاں سے اس کمرہ میں جس کی نسبت اسے بتایا گیا تھا کہ ڈچس الزا دجلہ ریز آنکھوں سے اشک خون بہاتے ہوئے وہیں اپنے وفادار نوکروں اور خادماؤں سے رخصت ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے راجکماری اس کمرہ کی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور اس موقعہ پر اس کے دل میں جو رنجیدہ خیالات پیدا ہوئے۔ ان کی وجہ سے اس کے خوشنما رخساروں پر آنسو کے قطرے بھی بہتے ہوئے دیکھے گئے۔ آخر وہاں سے اٹھ کر وہ اس کمرہ میں گئی جہاں بیرٹرام دوین اپنے زمانہ قیام اورک لینڈرس میں فروکش تھا۔ اور یہاں بھی وہ کچھ عرصہ غمگین و پژمردہ چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اندرا کے اس حزن و ملال کی وجہ کیا تھی؟ اور کیوں وہ اس جگہ پاس سانحہ کے متعلقات سے جو انیس سال بیشتر ظہور میں آیا تھا۔ اتنی دلچسپی لے رہی تھی؟ اسکی نسبت ہم سردست کچھ نہیں کہہ سکتے۔

وہاں سے چلکر وہ پھر ایک بار سنگ مرمر کے پیل پایوں والے کمرہ میں گئی جس کے مخملی پردے اسے ایک عجیب شان دلاویزی دیتے تھے۔ جیسا بیان کیا گیا تھا۔ اس کمرہ میں سنگتراشی کے بعض نہایت نادر نمونے موجود تھے۔ مگر اس موقعہ پر اندرا نے کسی چیز کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے جملہ حسیات و خیالات کسی امر خاص پر مرکوز ہیں۔ اس کی پرکیف سیاہ آنکھوں میں عجیب طرح کی بجلی چمک رہی تھی۔ اور فندق نما ہونٹ فیصلہ کن انداز سے بند تھے۔ وہ سیدھی چلی گئی۔ اس الماری کے پاس گئی جسے تھوڑی دیر پیشتر دارو غہ پردس نے خفیہ کمانی دبا کر کھولا تھا۔ اس نے بغور چاروں طرف دیکھا۔ اور اس بارہ میں مطمئن ہو کر کہ کوئی اور موجود نہیں ہے۔ اس کی نازک انگلیوں نے اسی خفیہ کمانی کو جس

کی ترکیب پر دس نے اچھی طرح سمجھا دی تھی۔ دبایا، دروازہ کھل گیا۔ اور اندرا نے جھٹ اپنے دست حنائی کو آگے بڑھا کر خنجر خونخوار کو ہاتھ میں لے لیا۔ ایک ہندوستانی راجکماری کو ایسے خون آلود ہتھیار سے جس کی مدد سے ایک جانگداز واقعہ قتل ظہور میں آیا تھا کیا دلچسپی تھی؟ وہ کون سے خیالات تھے جن کے اثر سے اس نے پھر اس خنجر کو ہاتھ میں لینا ضروری سمجھا جو انسانی خون سے تر ہو کر ناپاک ہو چکا تھا؟ ان زبردست سوالوں کا جواب کون دے سکتا ہے

مگر اب ایک نہایت عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا۔ اندرا نے بند کر کے خنجر کو بدستور ہاتھ میں لئے وہ کمرے کے وسط میں گئی۔ اب تک اس کی متوالی سیاہ آنکھیں اس یادگار خنجر کے پھل کی طرف لگی ہوئی تھیں جسے داروغہ پردس نے اثر خبط یا کسی دیا ارتفاقت کے استعمال سے مانجھ کر صاف کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر اس چمکیلے فولاد کی صرف دیکھنے کے بعد راجکماری نے اپنی برق پاش آنکھوں کو اوپر کی طرف اٹھایا۔ اور کافی بلند آواز سے کہنے لگی "پرماتمن تو دنیائے کاری مشہور ہے۔ لیکن اگر تیرا انصاف سچا ہے تو اس حقیقت کو تو ہی پردہ راز سے باہر لا۔ کہ بدنصیب ڈیوک کا خون کس نے کیا؟ اور وہ کس کا ہاتھ تھا جس نے اس تیز خنجر کو اس کے خون زندگی سے آلود کیا۔"

اس وقت جب وہ تصور اور کل لیف کی سے مستغرق کر دینے والی آتشی ناگن کی طرح انداز جلال سے وہ ہاتھ جس میں خنجر پکڑا ہوا تھا۔ آگے بڑھانے کی حالت استغراق میں کھڑی تھی جیسا دیوی کی شبیہ دیکھ کر کے اپنے سیاہ بالوں کی لٹیں پس پشت پڑی ہوئی اور سینہ شفاف پر سمندر کی موجوں کی طرح متلاطم تھا جب اس کی صورت سے انتہائی سطوت ظاہر ہو رہی تھی اور نیم باز یاقوتی ہونٹوں کے اندر موتیوں کی دو لڑیاں صاف طور پر دکھائی دیتی تھیں۔ ہاں اندرا کی اس شان جلال کو خدائے عالم الغیب کے سوا کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ اس کے سوا کسی نے اس کے دعائیہ الفاظ کو سنا۔ مگر کیوں اس نے اس طرح کی عجیب دعا کی؟ اور کیوں اس کے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ جرم جسے سارا عالم بے تامل برطرام ودیش سے منسوب کرتا تھا کسی اور کے ہاتھوں ظہور میں آیا ہے؟ واقعات آئندہ ہی ان اسرار پر روشنی ڈال سکیں گے۔

# باب ۵۵

## خنجر بیداد

دوسرے دن صبح کے ناشتہ سے فارغ ہوکر راجکماری اندرا پھرایکبار ایوان اوک لینڈس اور اس کے ملحقات کے نظارہ کے لئے روانہ ہوئی اور اس موقعہ پر اوس نے پروس کو پھر اپنے ساتھ لے لیا تھا اور وہ اسے تمام محل کی دلچسپیاں دکھاتا رہا۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے ان کی گفتگو پھر اسی سانحہ کی طرف پلٹ گئی جس کا محل اوک لینڈس سے اتنا گہرا تعلق تھا۔ راجکماری نے داروغہ سے ڈچس الزا اس کے شوہر مقتول ڈلیوک اور برٹرام ودین کا صحیح حلیہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کیلئے کہا۔ بڈھے داروغہ کو اس معاملہ سے جسے وہ اپنی زندگی کا تاریخ اہمیت رکھنے والا واقعہ سمجھتا تھا خاص اونس تھی اور وہ اس کا حال بیان کرتے نہیں تھکتا تھا پس اگر اندرا کو کوئی ذاتی غرض یا رفع استعجاب کے لئے اس بارہ میں مفصل حالات جاننے کی خواہش تھی تو یقیناً اس کو پروس سے زیادہ باخبر یا آمادہ شخص دوسرا نہ ملسکتا تھا۔

پروس کے ساتھ گشت کرتے ہوئے وہ اس تالاب کے پاس جانکلی جس کے کنارے مقتول ڈلیوک کی لاش ملی تھی۔ اسجگہ کھڑے ہوکر وہ تھوڑی دیر اس قطعہ زمین کو افسردہ نظروں سے دیکھتی رہی اور اس اثنا میں پروس نے بیان کیا کس طرح وہ اور مقتول ڈلیوک کا خادم خاص پیچلے سب سے پہلے اس مقام پر پہنچے تھے جہاں ان کا آقا بے جان پڑا تھا۔

واپس جاتے ہوئے بھی ان کی گفتگو اسی مضمون پر ہوتی رہی۔ معلوم ہوتا تھا جتنی دلچسپی بڈھے داروغہ کو اس تفصیل کے بیان سے ہے۔ اتنی ہی اندرا کو اس کے سماع سے۔ پھر بھی وہ اس سے ایسے طریق پر سوال پوچھتی تھی کہ پروس کے دل میں اس کا بعید ترین شبہ پیدا نہ ہوا کہ وہ کسی مدعائے خاص کو پیش نظر رکھ کر سب حال پوچھ رہی ہے۔ دو بج چکے تھے کہ محل میں واپس گئے۔ اور اندرا تھوڑا کھانا کھا کر پھر ایک بار سیر کو نکلی۔ گو اس مرتبہ اس نے بڈھے داروغہ کو اس بہانہ سے ساتھ نہیں لیا کہ وہ پھرتے پھرتے تھک گیا ہے اوک لینڈس سے چلکر وہ اس گاؤں میں گئی جہاں برٹرام ودین چچا سے بگاڑ ہونے کے بعد ٹھیرا تھا۔ اور اس سرائے کے پاس ہوکر بھی گذری جس کے ایک کمرہ میں اس کی اور لارڈ کلنیڈن موجودہ ڈلیوک آف پارح مونٹ کی ملاقات ہوئی تھی۔ پروس نے اسجگہ کا حال اتنی تفصیل کیساتھ بیان کردیا تھا

کر اندرا کو شناخت میں دقت نہیں ہوئی اور قریباً ایک لمحہ وہ اس کمرہ کی کھلی کھڑکی کو اندازِ حسرت سے دیکھتی رہی۔ اس کے بعد واپس ہوئی تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہ رہے تھے جسکی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ اپنی طبعی فیاضی اور فطری رحم کے باعث اس خیال نے اس کے دل پر اثر کیا۔ کہ یہی کمرہ ہے جہاں ایک بدنصیب آدمی نے وہ انتہائی ذہنی اذیت برداشت کی۔ جو کبھی قلب انسانی کے حصہ میں آسکتی ہے۔

اس شام راجکماری اندرا کی پھر داروغہ پرورس سے گفتگو ہوئی اور اس نے ان نوکروں کا حال دریافت کیا جو سابق ڈیوک آف مارچ مونٹ کے قتل کے دنوں میں قصر لوک لنیڈس میں رہا کرتے تھے۔ داروغہ نے اسے بھی وہی حالات بیان کئے جو ایک بار پیشتر کرسچن اسٹیٹن سے کہے تھے یعنی مقتول ڈیوک کا خادم پہلے اس جگہ سے قریباً ۱۲ میل فاصلہ پر کاشت کرتا اور ایک خوشحال کسان کی حیثیت رکھتا ہے۔ ''وجیس الزا کے منہ لگی خادمہ جین مدت سے پاگل ہوگئی ہے اور اور لوگ بھی جہاں کسی کے سینگ سمائے چلے گئے۔ اس نے بیان کیا کہ ان نوکروں میں سے جو واردات کے دنوں میں یہاں رہا کرتے تھے۔ اب اکیلا میں ہی رہ گیا ہوں۔ بڈھے داروغہ نے جیسا کہ اس کی عادت تھی۔ طول کلام کرتے ہوئے۔ ان نوکروں کے حالات بھی بیان کئے جنھوں نے اور مقامات میں جا کر ترقی کر لی تھی۔ اور خاتمہ پر کہنے لگا۔ ان میں قابل ذکر نام موجودہ سرکار کے خادم خاص کا ہے۔ اس نے بہت خوب ترقی کی ہے۔ اور اب اپنی اصل حیثیت چھپانے کے لئے نام بھی کچھ اور اختیار کر لیا ہے۔''

''کیوں۔ کس لئے؟'' اندرا نے پوچھا۔

''بانو محض اس لئے کہ نو دولت یافتہ امیر اکثر عہد ماضی کو چھپانے کی کوشش کیا کرتے ہیں'' پرورس نے فلسفیانہ انداز سے جواب دیا ''اس شخص کا صحیح نام ٹریورس تھا۔ مگر اب وہ آرمیٹیج کہلاتا ہے۔ چنانچہ اس کی لڑکی کی شادی بھی لارڈ آکٹیوین میر ٹیڈیتھ نامی ایک رئیس سے ہو چکی ہے۔''

''خوب'' اندرا نے آہستہ سے کہا'' لارڈ اور لیڈی آکٹیوین میر ٹیڈیتھ کے نام میرے لئے نئے نہیں ہیں۔ مگر کیا یہی شخص مسٹر آرمیٹیج کسی زمانہ میں موجودہ ڈیوک کا خادم خاص تھا؟''

''جی ہاں یہی'' پرورس نے جواب دیا ''جب ہماری موجودہ سرکار کو ان کے چچا کے انتقال پر ریاست ملی۔ تو انھوں نے ٹریورس کو بیلف مقرر کر دیا تھا جس کے تھوڑی مدت بعد سننے

میں آیا کہ اسے اتفاقاً بہت سی دولت ورثہ میں ملی ہے۔ بعد ازاں وہ اوک لینڈس سے چلا گیا اور مدت دراز تک اس کا حال سننے میں نہیں آیا۔ مگر ایک دن کاشتکار بیچلے کسی کام پر لندن گیا تو اس نے واپس آکر مجھ سے بیان کیا کہ میں سرکار کے محل واقعہ بلگریو سکوئر سے باہر آرہا تھا کہ ایک شاندار گاڑی پھاٹک کے سامنے رکی۔ اور اس سے ایک خوش پوش آدمی اترا میں نے صورت دیکھی۔ تو خیال آیا۔ اسے پیشتر کہیں دیکھا ہے۔ ہر چند گذشتہ چودہ پندرہ سال کے عرصہ میں بیچلے کو ٹریورس کی صورت دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ تاہم اس نے اسے پہچان لیا۔ اور اسے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ وہ خوش پوش مرد شریف جو اس شاندار گاڑی سے اُترا ٹریورس کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ ٹریورس نے بھی اسکو پہچانا۔ مگر اسے دیکھ کر گھبرا سا گیا۔ اور جلدی گذر جانے کی کوشش کی۔ مگر بیچلے اس سرد مہری کا متحمل نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے جھپٹ اسکا بازو پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا۔ کیوں ٹریورس کیا دوستوں کو اسی طرح بھول جایا کرتے ہیں؟... ٹریورس نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا خدا کے لئے چپ رہو۔ اب میرا یہ نام نہیں۔ جیسا تم کہتے ہو۔ میں نے اپنی کوشش سے ترقی کر لی ہے۔ اور اب مسٹر آر میٹیج کہلاتا ہوں تمہیں بھی اس نام کی تبدیلی پر اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حلقہ امرا میں نشست و برخاست کے لئے ایسی تبدیلیاں لازم سمجھی جاتی ہیں۔ پس میں درخواست کرتا ہوں کہ پرانے تعلقات کو یاد کر کے کسی پر میرا اصلی نام ظاہر نہ کرنا۔ بیچلے نے کہا مجھے ایک دوست کو نقصان پہنچانا بہر طور منظور نہیں۔ البتہ تمہاری خوشحالی دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔ یہ سن کر مسٹر آرمیٹیج کا اطمینان ہوا اور اس نے بیچلے کو اپنے مکان واقع ریجنٹس پارک میں مدعو کیا۔ مگر اسے چونکہ ہیمپشائر میں ایک ضروری کام تھا اس لئے اس دعوت سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔

"پھر بھی ہر قسم کی ممانعت کے باوجود مسٹر بیچلے نے سب حال تم سے کہدیا" راجکماری نے شوخی سے اعتراض کیا۔

" بانو مجھ سے ذکر کرنے میں کچھ حرج نہ تھا" پرورس نے جواب دیا "چونکہ میں بہت کم لندن جاتا ہوں۔ اس لئے میری طرف سے اس راز کا انکشاف ناممکن ہے۔ علاوہ بریں میری خواہش نہیں کہ ایک سابق دوست کے حق میں ضرر رسانی کی کوشش کروں بلکہ مجھے تو اس بات سے دلی خوشی ہوتی ہے کہ اس نے اپنی محنت سے اتنی ترقی کی۔ اور امیروں کے برابر درجہ حاصل کر لیا"

اس طرح کی باتیں کرتے راجکماری اور داروغہ محل کی طرف واپس ہوئے۔ مگر ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہوئے اندرا نے دیکھا کہ شاگرد پیشے کے آدمی گھبرائے ہوئے اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔ انہیں سے ایک نے پاس آکر پردس کے کانیں بھی کچھ کہا۔ مگر اندرا نے اس واقعہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ اپنے کمرہ میں جاکر لباس بدلا۔ اور اس کے بعد نشستگاہ کی طرف چلی۔

اسے دیکھ کر ایک دراز قامت شخص جس کی صورت سے امارت برستی تھی۔ ایک صوفہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور آگے بڑھ کر راجکماری کو ادب و اخلاق سے سلام کیا۔ اندرا کی سیاہ متوالی آنکھوں میں ایک لمحہ کے لئے عجیب طرح کی خوفناک چمک پیدا ہوئی۔ مگر یہ ایک عارضی کیفیت تھی جیسے ڈیوک یعنی اس شخص نے جو اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہوا تھا نہیں دیکھا جب اس نے اس نازنین کے چہرہ کی طرف نظر اُٹھائی تو وہ غیر معمولی چمک غائب ہو چکی تھی۔

"آپ کی اجازت سے میں خود ہی اپنا تعارف کراتا ہوں۔" اجنبی نے کہا "میرا نام ڈیوک آف مارچ مونٹ ہے۔ اور میں اسے انتہائی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ آپ ایسی معزز خاتون نے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرما کر عزت افزائی کی۔ چونکہ مجھے شہر میں بعض مصروفیتیں تھیں۔ اس لئے پیشتر حاضر نہ ہو سکا۔ مگر بعد میں ڈچس سے مشورہ کرنے پر خیال آیا۔ کہ اس موقعہ پر ہمارا بذاتِ خود آپ کی تقدیم کے لئے حاضر نہ ہونا خلاف ادب ہوگا۔ بلکہ عجب نہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا "ہماری غیر حاضری سے سمجھا جائے کہ طاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہماں گذاشت۔"

میں اس ذرہ نوازی کے لئے آپ کی اور بیگم صاحب کی تہ دل سے شکر گذار ہوں۔" اندرا نے سادی اخلاق سے کام لے کر جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ جاننے کو اِدھر اُدھر دیکھا کہ ڈچس آف مارچ مونٹ کہاں ہیں۔

ڈیوک نے اس اچٹتی ہوئی نگاہ کا مطلب سمجھ لیا اور بولا "بیگم صاحب نے میرے ذریعہ سے معافی کی درخواست کی ہے۔ افسوس کہ وہ آج رات شرف دید حاصل نہ کر سکینگی۔ درحقیقت ان کی صحت ایک عرصہ سے خراب چلی آتی ہے اور اس گرم موسم میں لندن سے یہاں تک کا سفر اور زیادہ ماندگی کا باعث ہوا ہے۔ یہاں آتے ہی وہ آرام کی غرض سے اپنے کمرہ میں چلی گئی ہیں۔"

"مجھے یہ جان کر سخت افسوس ہوا کہ اُنھوں نے مجھ ناچیز کی خاطر اتنی زحمت و تکلیف گوارا کی" اندرا نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"خدا کے لئے کلفت نہ فرمایئے۔" مارچ مونٹ نے جلدی سے کہا۔ "کامل امید ہے کہ ان کا

مزاج صبح تک بحال ہو جائے گا" پھر اس رسمی تکلف کو ختم کرنے کے خیال سے اس نے کہا "علاوہ ازیں جو خوشی انھیں آپ ایسے حسین مہمان سے ملکر ہوگی وہ اس کسل د ماندگی کی بوجہ احسن تلافی کردے گی"

اندرا بظاہر ایک کرسی پر بیٹھنے کو مڑی اور خوفناک عجیب چمک جو پہلے اس کی سیاہ آنکھوں میں ظاہر ہوئی تھی۔ پھر ایک بار نمودار ہوئی۔ مگر ڈیوک آف مارچ مونٹ نے اب کی بار بھی اوسے نہ دیکھا۔

کہنے لگا۔ "امید کرنی چاہیئے کہ اپنے مختصر قیام میں آپ نے غریب خانہ کو دلکش تو کیا کم از کم باعث آرام پایا ہوگا۔ اور نوکروں نے ہر کام آپ کے منشائے عالی کے مطابق کیا ہوگا۔"

"معاف فرمایئے" میں نے شروع میں ہی اس لطف وکرم کا شکریہ ادا نہیں کیا جو آپ نے اور بیگم صاحب نے اس قصر عالیشان کی سیر کے لئے اجازت دے کر میرے حال پر کیا ہے۔ سچ عرض کرتی ہوں۔ کہ یہ جگہ امید سے بڑھکر راحت بخش اور دلفریب ثابت ہوئی ہے . . ."

"مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی" ڈیوک نے کہا "اور غالباً آپ مجھے یہ کہنے کے لئے معاف فرمائیں گی کہ ڈچس کے ہمراہ یہاں آنے سے میرا مقصد درجہ اول میں آپ کیلئے ہر ممکن آسائش کا انتظام اور اس کے بعد ایک ایسی قابل قدر خاتون کے شرف دید کی آرزو تھا جن کے حسن صورت اور پاک سیرت کی تعریف میڈم اینجلیک نے دلکش الفاظ میں کی تھی . . ."

"اس حسن ظن کے لئے میں آپ کی غایت درجہ ممنون ہوں" اندرا نے جواب دیا "اور میڈم اینجلیک کا بھی مجھ پر کچھ کم احسان نہیں ہے کہ انھوں نے مجھ ناچیز کی تعریف میں ایسی مبالغہ آرائی سے کام لیا۔"

میڈم اینجلیک ایک راستگو خاتون ہیں" ڈیوک نے کہا "اور میں بے خوف تردید عرض کر سکتا ہوں کہ آپ کی شان میں انھوں نے وہی الفاظ استعمال کئے تھے جن کی آپ بجا طور پر مستحق ہیں۔ معاف کیجئے میں اس بات پر اظہار حیرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ ایک دور افتادہ ملک کی خاتون اس سلاست اور روانی سے انگریزی بولتی ہیں کہ بلا مبالغہ منہ سے پھول جھڑتے ہیں ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ اپنے ملک میں آپ کا میرے ہم قوموں سے زیادہ ربط ضبط رہا ہو لیکن اگر ایسا تھا" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "تو پھر یہ امر واقعی باعث حیرت ہے۔ کہ ان میں کسی خوش نصیب کو ایک ایسی باکمال خاتون کی تسخیر کی سعادت حاصل نہ ہوئی۔ حالانکہ یہ کامیابی اتنی عظیم ہوتی کہ کوئی بادشاہ بھی اس پر بجا طور سے فخر کر سکتا۔"

ڈیوک نے بڑی تحقیق و تفحص سے تعریفی الفاظ تلاش کیے تھے۔ مگر اندرا نے انہیں اس طرح نظرانداز کر دیا۔ گویا سنا ہی نہیں۔ سرسری طور پر صرف اتنا جواب دیا۔ کہ "ہندوستانیوں کو مجھے انگریزوں سے ملنے کا بہت کم اتفاق ہوتا تھا۔"

"اس صورت میں عجب نہیں" ڈیوک نے اس طرح کا بے تکلفانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے جس کا وہ بظاہر ایک میزبان کی حیثیت میں اپنے آپ کو حقدار سمجھتا تھا۔ کہا "عجب نہیں کہ آپ اس ملک میں نہائت سرکش دلوں کو مطیع کرنے اور جوان میں سب سے زیادہ وفادار ثابت ہو۔ اس پر قابض ہونے کے لیے ہی تشریف لائی ہیں۔"

"میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ ان بے شمار قیاسات میں سے جو آپ نے پیش کیے ہیں۔ ایک بھی صحیح نہیں۔" اندرا نے کسی قدر سنجیدگی کے لہجہ میں کہا۔ گو اب تک اس کا رویہ ہر لحاظ سے اخلاق آمیز تھا۔ پھر وہ جلدی سے کہنے لگی "چونکہ دن بھر نواحات کی سیر کرنے سے اضمحلال غالب ہے اس لیے آپ کی اجازت سے اب میں آرام کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ مارچ مونٹ نے پہلے گھنٹی بجائی پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اس کے بعد جب اندرا جانے لگی۔ تو اس نے ہاتھ کا سہارا پیش کیا۔ مگر اس نے یا تو اسے دیکھا نہیں۔ یا اس کی امداد کو قصداً نظرانداز کر دیا۔ اور اپنے خوشنما سر کو انداز اخلاق سے خم دے کر کمرہ سے رخصت ہو گئی۔ خوابگاہ میں پہنچی۔ تو دو خادمائیں حاضر تھیں۔ ان سے اس نے سرسری طور پر صرف اتنا کہا "کیا ڈچس آ گئیں؟"

"ہاں ہاں آ گئیں"۔ ایک نے دوسری کی طرف پرمعنی نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا

"مگر ان کی طبیعت زیادہ ناساز تو نہیں ہے بابا" راجکماری نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اطمینان فرمائیے کہ وہ صبح تک اچھی ہو جائیں گی۔"

"خدا کرے ایسا ہو۔" اندرا نے دعائیہ انداز سے کہا۔ "مجھے ان کی نسبت بہت فکر ہے کیونکہ ڈیوک کی زبانی معلوم ہوا۔ بیگم صاحبہ نے یہ طویل سفر میری ملاقات کے لیے ہی اختیار کیا تھا۔ مگر صعوبت راہ سے بیمار ہو گئیں۔"

خادماؤں نے پھر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ اندرا ان کی ساری حرکات دیکھ رہی تھی۔ مگر کسی اشارہ یا کنایہ سے دلی خیالات ظاہر نہ ہونے دیتی تھی۔ خادماؤں نے اس کو تبدیلی لباس میں مدد دی۔ اور اس کے بعد رخصت ہو گئیں۔

ہمارے ناظرین غالباً پہلے ہی سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ ڈچس آف مارچ مونٹ ہرگز قصر اوک لینڈس میں نہ آئی تھیں۔ دراصل ان کی آمد کا بہانہ ڈیوک کو دم آخر میں سوجھا تھا۔ اور اس نے اسی ذریعہ سے میڈم چیٹاپیک کے مشورہ سے سوچی ہوئی تجویز میں اصلاح کی صورت پیدا کرنے کی فکر کی تھی۔ ڈیوک نے سوچا تھا۔ کہ میری چونکہ اندرا سے پہلے کی واقفیت نہیں۔ اور میں اس کی خصلت سے بے خبر ہوں۔۔۔ کیونکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ اس نے ایک دو بار اسے دور سے ہی گاڑی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔۔ اسلئے آخری وار سے پہلے اگر ایک سرسری ملاقات میں اس کی سیرت کا صحیح اندازہ کرنے کی کوشش کی جائے تو خوب ہوگا۔ علاوہ بریں دو بار اس نازنین کو فاصلہ سے دیکھنے کے بعد اس کے سینہ میں آتش شوق اس درجہ بھڑک گئی تھی۔ کہ وہ کسی بہانہ سے لذت قرب حاصل کرنے کو بے قرار تھا۔ اسی لیے وہ تعارف کے حیلہ سے اوک لینڈس آیا۔ اور آتے ہی نوکروں کو حکم دیدیا۔ کہ ہر شخص یہی ظاہر کرے کہ سرکار کے ساتھ ڈچس بھی آئی ہوئی ہیں۔ جس وقت داروغہ پولس سیر کے بعد راجکماری کے ساتھ واپس ہوا تو ڈیوڑھی میں ایک نوکر نے یہی بات اس سے بھی کہہ دی تھی

ڈیوک آف مارچ مونٹ کے دل میں راجکماری اندرا کے لئے جو ناپاک کشش پیدا ہو چکی تھی۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ سمجھنا دشوار نہ ہوگا کہ اس کے سامنے آکر ڈیوک کے دل میں کیا کیا خیالات پیدا ہوئے۔ اصل یہ ہے۔ کہ جسے وہ فاصلہ پر دیکھ کر ہی سو ہزار جان سے فدا ہو چکا تھا۔ اب اس حسن دلنواز کے نظارہ قریب نے اسے اور بھی وارفتہ کر دیا۔ اندرا کی خوبصورتی ڈیوک کی بعید ترین امیدوں سے بڑھ کر نکلی۔ زنانہ حسن و جمال کا جو انتہائی معیار وہ اپنے ذہن میں سوچ چکا تھا۔ اسے آج اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اندرا کے جلوہ بے پناہ نے ڈیوک کو بے قرار کر دیا۔ اور اسے دیکھ کر اس خواہش نے اور تقویت حاصل کی۔ کہ اس ملکہ پرستان پر قبضہ کرنے کو اگر پیچھے آدھی ریاست بھی لٹا دینی پڑے۔ تو وہ انہیں۔ مشرقی حسن کا یہ جانستان نظارہ ڈیوک کی امیدوں سے اس درجہ بڑھ کر نکلا۔ کہ کمرہ نشست میں اندرا سے گفتگو کرتے ہوئے وہ بمشکل اپنے اضطرار کو ضبط کر سکا۔ اس میں شک نہیں اس کی بیگم ایک نہایت حسین عورت تھی۔ مگر وہ ہمسنہ مدت ہوئی اس کی دلکشی اور دلبری سے سیر ہو چکا تھا۔ ریاست کی بیش قرار آمدنی سے اس نے ہر ملک و ہر قوم کے حسینوں کی بہار لوٹی۔ اور اب ایران کے ایک مشہور بادشاہ کی طرح اسے بھی ہر رات نئے نئے گلرخان شیریں ادا کی طلب ہونے لگی۔ اور راجکماری

اندرا کی ذات میں ڈیوک کو وہ سب اوصاف نظر آئے۔ جو اس کے مردہ جذبات کو ابھار سکا اور اُس کی زندگی میں خیرگی پیدا کر سکتے تھے۔ اس لیے اس نے سوچا کہ اگر وہ اس کے حسن پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر میرا پیمانہ راحت حقیقتاً لبریز ہوگا۔ اپنے موجودہ تصورات میں وہ اس مطلب کے لیے جبر تک سے کام لینے کو بھی تیار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ راجکماری کے سامنے وہ اپنے رویہ اخلاق کو شکل برقرار رکھ کر اس کی طرف حریصانہ نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔ مگر اب اس کے چلے جانے پر کمرہ نشست کی تنہائی میں اسکی بے قراری نے بہت جلد نمایاں صورت اختیار کر لی۔ اور وہ بہت دیر تک اپنے تخیل میں اس راحت کے مزے لیتا رہا۔ جو عنقریب اس نازنین کے وصل سے حاصل ہوا چاہتی تھی۔

مگر آئیے ہم دیکھیں۔ اس عرصہ میں راجکماری اندرا پر کیا گذری۔ جب خادماؤں کے چلے جانے پر اس نے کمرہ کا دروازہ بند کیا تو ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں وہی عجیب چمک پیدا ہوئی اور ایک بار پھر اس کے سرخ ہونٹوں پر ناقابل بیان حقارت کا اثر ظاہر ہوا۔ ا وک لینڈس آتے وقت وہ اپنے ساتھ جو بکس لائی تھی۔ ان میں سے ایک کے پاس جا کر اسے کھولا۔ اور کوئی چیز نکال کر اسے بستر کے کپڑوں میں چھپا دیا۔ اس کے بعد وہ ریشمی لحاف اوڑھ کر لیٹا چاہتی تھی کہ دروازہ پر کسی نے دبی آواز سے آہٹ پیدا کی۔ اندرا نے اس طرف دیکھا تو معلوم ہوا کسی نے کاغذ کا ایک تہ کیا ہوا پرزہ بند دروازہ کی راہ سے داخل کر دیا ہے۔ وہ فوراً پلنگ سے اٹھ کر اس طرف گئی۔ اور کاغذ کو نکال کر کھولا۔ اس پر صرف چند سطریں درج تھیں جنہیں اس نے ایک ہی نظر میں پڑھ لیا۔ لکھا تھا :۔

با خبر رہو! آپ کی آبرو خطرہ میں ہے۔ ڈچس یہاں نہیں ہیں۔ اور ڈیوک آف مارچ مونٹ اکیلے ہی آئے ہیں۔ اس رقعہ کو پڑھ کر جلا دیجئے۔ اور محتاط رہیئے۔ شاید آپ نے سمجھ لیا ہوگا اس کا فرستندہ کون ہے۔

اندرا حیران تھی۔ کہ یہ بڈھے داروغہ کی شرافت اور حسن سلوک کا تازہ ثبوت ہے مگر پھر بھی شمع جل رہی تھی۔ اس نے کاغذ کے سرے کو آگ لگا دی۔ اور وہ جلنے لگا۔ تو اسے آتشدان میں پھینک دیا۔ پھر اس شخص کے انداز سے جو سمجھتا ہو کہ اب کیا پیش آئے گا۔ اور اس کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو۔ دوبارہ پلنگ پر لیٹا چاہتی تھی۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور ڈیوک آف مارچ مونٹ داخل ہوا۔

اُسے دیکھ کر اندرا کے مُنہ سے بے اختیار لفظ "آہ" نکلا۔ اور اس نے فوراً اُٹھ کر وہی خنجر جو ناز بالش کے نیچے چھپا رکھا تھا اُٹھا لیا۔ پھر بائیں ہاتھ سے سینہ کے پاس لباس شب خوابی کو مضبوط پکڑ کر دائیں کو جس میں خنجر تھا سر سے اونچا اُٹھاتے ہوئے اس نے کڑی آواز سے کہا۔ "اس ہتھیار کو پہچانو۔ اور یاد رکھو۔ اگر تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو یہ فوراً تمہارے سینہ کے پار ہوگا"

خنجر کو دیکھ کر ڈیوک آف مارچ مونٹ گھبرا گیا۔ اور اتنا بدحواس ہوا کہ الفاظ صحیح طور پر اسکی کیفیت ظاہر نہیں کر سکتے۔ چہرہ لاش کی طرح زرد تھا۔ اور وہ لڑکھڑا کر اس طرح پیچھے ہٹا۔ گویا کسی نے اچانک بےبس بیدار کر دیا ہو۔

"اس لئے جاؤ"۔ اندرا نے شاہانہ جلال سے دروازہ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ اور خواہ اسے اس کے آتمک بل کا نتیجہ سمجھا جائے۔ خواہ اس غصہ، نفرت اور جوش کا جو اس کے چہرہ سے ظاہر ہو رہا تھا۔ یا ممکن ہے خنجر کی یاد اور ایک پاک عصمت عورت کے استقلال نے ڈیوک کو مرعوب کر دیا ہو۔ بہرحال وہ اُلٹے پاؤں واپس ہو گیا۔ اسے ایک لمحہ کو بھی مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی زرد رو اور رعشہ براندام وہ مار کھائے ہوئے کتے کی طرح دم دبا کر چلا گیا۔

اس کے جانے پر راجکماری نے زور سے گھنٹی بجائی۔ اور خنجر کو پھر اسی بکس میں رکھ دیا جس سے پہلے نکالا تھا۔ گھنٹی کی آواز سن کر انہی خادماؤں میں سے ایک جو تبدیل لباس کے وقت حاضر تھیں۔ کمرہ میں داخل ہوئی۔ اس سے مخاطب ہو کر اندرا نے کہا "میں یہاں اکیلا سونا نہیں چاہتی۔ اس لئے تمہیں اسی کمرہ میں میرے پاس سونا ہوگا"۔

اس نے دروازہ کو اندر سے بند کر دیا۔ اور کنجی سرہانے رکھ کر پلنگ پر لیٹ گئی۔ خادمہ کو اعتراض کی ذرا بھی جرأت نہ ہوئی۔ نہ اس نے کچھ رائے زنی کی۔ وہ جان گئی کہ سرکار کو اس جگہ سے خفت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اور سچ پوچھئے تو اسے اس کا افسوس بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس عرصۂ قلیل میں ہی جو اندرا کو یہاں رہتے گذرا تھا۔ سب نوکر اور خادمائیں اس کے اخلاق حسنہ کے مداح بن چکے تھے۔

اس طرح وہ رات پاکباز اندرا نے حفاظت کا معقول انتظام کرکے بڑے اطمینان کے ساتھ بسر کی۔ مگر حقیقت میں خادمہ کو اپنے پاس سلانے سے اس کا منشا اپنی حفاظت میں کسی طرح کی مدد لینا نہ تھا۔ کیونکہ اسے کامل یقین تھا۔ کہ ایسا بزدل شخص جو ایک لمحہ تاب مزاحمت نہ لا سکا دوبارہ ادھر آنے کی جرأت نہ کرے گا۔ اس کا مدعا فقط یہ تھا۔ کہ میرے خلاف بدگمانی

کا خفیف ترین امکان نہ رہ جائے۔ اسی نیت سے اس نے گھنٹی کو زور سے بجا کر خادمہ کو طلب کیا اور رات کو وہیں سونے کے لئے مجبور کیا تھا۔

مگر دوسری جانب ڈیوک آف مارچ مونٹ نے وہ رات کیسے بسر کی؟ افسوس ہم اس کا حال نہیں کہہ سکتے۔ مایوس و مغلوب رعشہ براندام وہ جس کمرہ میں گیا۔ وہاں اس کی حالت دیکھنے والا خلاق عالم کی ہمہ بین آنکھ کے سوا کوئی نہ تھا۔ مگر صبح کو باہر نکلا۔ تو صورت کہے دیتی تھی کہ یہ رات اس نے بہت خوفناک حالت میں بسر کی ہے جسم لاغر۔ آنکھیں خمار آلود اور چہرہ اس قدر اترا ہوا تھا گویا ایک رات کے عرصہ میں ڈیوک کی زندگی نے بارہ برس کا فاصلہ طے کر لیا تھا!

چھ سات بجے کے قریب وہ کمرہ سے باہر نکلا۔ تو اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا جسے اس نے ایک خادمہ کو پاس بلا کر اس کے حوالہ کیا۔ اور کہنے لگا اسے مشرقی خاتون کے کمرہ میں لے جاؤ۔ اور جواب لاؤ۔ خط کا مضمون مختصر یعنی محض اس قدر تھا کہ کسی کے حسن سحر افروز نے میری نگاہ میں خیرگی اور دماغ میں ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے جو کچھ سرزد ہوا وہ ایک مغلوب و مجبور آدمی کا فعل تھا جس کی بابت میں تہِ دل سے معافی چاہتا ہوں۔ میں عنقریب یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔ مگر جانے سے پہلے صرف پانچ منٹ آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ امید ہے آپ کو میرے الفاظ معافی سننے سے انکار نہ ہوگا۔ تھوڑی دیر میں خادمہ اس خط کا زبانی جواب لیکر واپس ہوئی جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ معافی ہی مانگنا چاہتے ہیں۔ تو میں پانچ منٹ کی ملاقات منظور کرتی ہوں۔ اب سے آدھ گھنٹہ بعد میں نشست گاہ میں پہنچ جاؤں گی اور میں آپ سے ملوں گی۔

بدنصیب مارچ مونٹ نے یہ آدھ گھنٹہ کمرہ نشست میں جس بے قراری سے بسر کیا۔ الفاظ اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے۔ نگاہ سے فکر اور بے رنگ لبوں کی حرکت سے ذہنی اضطراب کی شدت ظاہر ہوتی تھی۔ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد دروازہ کھلا۔ اور رجکماری داخل ہوئی اس نے صاف اور سادہ سفری لباس پہنا ہوا تھا۔ جس کا تنگ گریبان اور چست تراش اس کے اعضا کی موزونیت کو خوش اسلوبی سے نمایاں کرتے تھے۔ اور نگاہ کی سرد مہری باقی جذبات پر حاوی تھی۔ کمرہ میں آ کر اس نے سادہ رسمی آواز سے کہا۔ "کیا آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں؟"

"بانو خدا کے لئے میری خطا سے درگذر فرمائیے" مصیبت زدہ ڈیوک نے کہا "میں جانتا ہوں۔ جو کچھ ہوا وہ شرمناک تھا۔۔۔"

"گو ڈیوک آف مارچ مونٹ سے بعید نہ تھا" رجکماری نے طنزاً کہا۔ "کیا ہے جو ہوس کے

بند نہیں کر سکتے؟"

"پھر بھی جو کچھ ہوا وہ . . ." ڈیوک نے رکتے ہوئے کہا "حیران ہوں کیا کہوں . . میری لڑائی میں جو ہوا وہ اہمیت سے خالی نہ تھا۔"

"بے شک نہ تھا۔" اندرا نے جواب دیا "کیونکہ اس سے ظاہر ہو گیا۔ ایک عصمت مآب عورت ایمان بچانے کے لئے دشمن کو ہلاک کرنے سے دریغ نہیں کرتی۔"

"مگر میں پوچھتا ہوں۔ آخر کس لئے آپ نے" ڈیوک نے سر سے پاؤں تک کانپتے ہوئے کہا "کس لئے آپ نے وہ . . . وہی خنجر ہاتھ میں لیا تھا؟"

"میرے ملک کا رواج ہے کہ غیر مقام میں رہتے ہوئے عورت اپنے بچاؤ کا سامان پاس رکھتی ہے۔" اندرا نے سرد مہری سے جواب دیا۔

"تو کیا وہ خنجر آپ کو محض اتفاقاً مل گیا تھا؟" ڈیوک نے گھبرا کر پوچھا۔

"ہاں۔ اتفاقاً۔" اندرا نے اسی لہجہ میں جواب دیا۔

"مگر کہاں؟ کس جگہ؟" ڈیوک نے سوال کیا۔ اور وہ اس طرح اسکے چہرہ کو گھور کر دیکھنے لگا۔ گویا اس ظاہری سکون کی تہ میں اصل حقیقت تلاش کر رہا تھا۔

"وہ خنجر مجھے آپ ہی کے مکان کے ایک حصہ میں پڑا ہوا مل گیا تھا۔" راجکماری نے جواب دیا۔ "مگر میں پوچھتی ہوں۔ اس بحث کا مطلب کیا ہے؟ دل سے معلوم ہوا تھا کہ آپ مجھ سے معافی مانگنا چاہتے ہیں . . . مگر نہیں!" اس نے دفعتاً رک کر کہا۔ اور اب اسکی سرمگیں آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔ "اس شیطنت کی معافی جو رات کو ظہور میں آئی۔ غیر ممکن ہے۔ کونسے الفاظ ہیں جن کے ذریعہ اس سیاہ کاری کی عذر خواہی ہو سکتی ہے؟ خیر اتنا جان لیجیے۔ کہ آپ کی غرض میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ اور بیگم کی آمد اور بیماری کا بہانہ جو آپ نے پیش کیا تھا۔ اسکی تہ کا حال بھی مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ میں اس سازش کے مقابلہ کو تیار تھی۔ اور آپ نے دیکھ لیا یہ تیاری کس درجہ مکمل تھی۔"

"تو کیا آپ میری خطا معاف نہیں کر سکتیں؟ کیا جو کچھ ہوا اس سے درگذر غیر ممکن ہے؟" ڈیوک نے پریشانی کی حالت میں پوچھا۔

"معافی! درگذر! اس ناپاک سازش کے لئے جو آپ نے ایک عورت کے ناموس کے خلاف سوچی تھی؟ نہیں! یہ غیر ممکن ہے۔" اور اتنا کہہ کر اندرا کمرہ نشست سے واپس جانے کے لئے مڑی

"خدا کے لیے ٹھہرئیے۔" ڈیوک نے التجائی انداز سے رستہ روکتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ معاف نہیں کر سکتیں تو کم از کم اس کا وعدہ کیجئے کہ آپ میرے حق میں ضرر رسانی کی کوشش نہ کریں گی۔"

"ہاں اس کا اطمینان رکھئے کہ میری طرف سے کسی کے سامنے اس واقعہ کا ذکر نہ ہوگا۔" اندرا نے جواب دیا۔ "خصوصاً اس لیے کہ اس مقابلہ میں میری فتح اور آپ کی شکست ہر لحاظ سے مکمل ہے مگر اتنا آپ بھی یاد رکھئے۔" اس نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "اگر کبھی آپ نے کسی کے سامنے الفاظ یا کنایہ سے مجھے بدنام کرنے کی کوشش کی اگر معلوم ہوا کہ آپ نے کسی وقت شراب کے نشہ یا غرور کی اس حالت میں جو اوباش مردوں پہ طاری ہو جایا کرتی ہے کسی سے یہ کہنے کی جرأت کی ہے کہ میں آپ کے مکان میں پاک آئی تھی۔ اور ناپاک ہو کر گئی۔ مختصر یہ کہ اگر آپ نے کسی سے میرا ذکر اس طریقہ پر کیا۔ جس سے میری آبرو میں فرق آنے کا احتمال ہوا۔ تو پھر میرا اقرار فسخ ہو جائے گا میں اسی وقت کسی مجسٹریٹ کے پاس جا کر سب حال بے کم و کاست کہ دوں گی۔ اور ایسا کرتے ہوئے اس خنجر کا حال بھی پوشیدہ نہ رکھوں گی جس کے ذریعے آپ کو چچا کی دولت اور ریاست حاصل ہوئی تھی۔ غرض اس صورت میں میں آپ کی شرارت کا وہ انتقام لوں گی۔ جو ہر لحاظ سے عبرتناک ہوگا۔ کیونکہ یاد رکھئے میں ایک عصمت پرست ہندوستانی عورت ہوں جس کی بہنیں غیرت و حمیت کی چتا پر زندہ بھسم ہو جاتی ہیں۔ میرا مقابلہ ان بھولی بھٹکی رکابیوں۔ چھوڑی ہوئی ہڈیوں اور کھائی ہوئی قلفیوں یعنی ان بدکار عورتوں سے نہ کیجئے جن سے آج تک آپ کو واسطہ رہا ہے۔"

اتنا کہہ کر راجکماری کمرہ سے واپس ہوئی۔ اس کے جانے پر ڈیوک نے دروازہ بند کر لیا۔ اور ایک صوفے پر گر کر اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں ایک نوکر نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ خاتون اندرا نے حکم دیا ہے سرکار کی سادہ گاڑی ان کے لیے تیار کی جائے۔ وہ اس میں سوار ہو کر پاس کے قصبہ میں جہاں سفری گاڑی مل سکے جانا چاہتی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے۔ میں آدھ گھنٹہ کے اندر یہاں سے رخصت ہو جاؤں گی۔

ڈیوک نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور نوکر واپس چلا گیا۔ بہر حال اس پیغام کا اصل مدعا پرچ مونٹ پر ظاہر ہو گیا۔ جو یہ تھا کہ اندرا چونکہ خود اس جگہ سے رخصت ہو جانا چاہتی ہے۔ اس لیے اب ڈیوک کا اپنے تحریری اقرار کے مطابق وہاں سے چلے جانا ضروری نہیں۔

تھوڑی دیر میں گاڑی تیار ہو گئی۔ اور راجکماری اس پر سوار ہو کر قصر ادک لینڈ سے

سے رخصت ہوئی ۔ چلتے وقت اس نے کچھ رقم پروس کے حوالہ کی ۔ کہ اسے نوکروں میں حصہ رسدی تقسیم کر دے ۔ گو حقیقتاً ان میں بہت کم کسی انعام کے مستحق تھے ۔ کیونکہ انہوں نے ڈیوک کے اس فرضی نقصہ کی تائید میں کافی حصہ لیا تھا ۔ کہ دھیریا بھی اوک لینڈس آئی ہوئی ہیں ۔ خود پروس کو اس نے ایک اور معقول رقم پیش کی ۔ اور علیحدگی میں اس کا شکریہ بھی ادا کیا ۔ کہ اس نے وقت پر رقعہ لکھ کر اسے ڈیوک کے ناپاک ارادوں سے خبردار کر دیا تھا ۔ مگر خنجر کی نسبت اس نے اس سے کچھ نہیں کہا ۔

ڈیوک آف مارچ مونٹ کمرہ نشست کی کھڑکی سے اندرا کو رخصت ہوتے دیکھتا گیا ۔ آخر جب گاڑی چلی گئی ۔ تو وہ تیز چالیتا زینہ کی راہ سے اس کمرہ میں گیا ۔ جہاں وہ اپنے زمانہ قیام میں فروکش تھی ۔ وہاں اس نے ہر طرف خنجر کو تلاش کیا ۔ مگر نہ پایا ۔ دوبارہ کمرہ نشست میں واپس آکر وہ اس خیال سے پروس کو بلانا چاہتا تھا ۔ کہ اس سے کچھ سوالات دریافت کرے ۔ مگر کسی خیال سے رک گیا ۔ اور کھانا کھانے کے کمرہ کی طرف چلا ۔ اشتہا مطلق نہ تھی ۔ البتہ پیاس کی شدت سے حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے ۔ اس نے رائن کی سرد اور مسکن شراب طلب کی ۔ اور اس کے کئی جام پی کر لباس تبدیل کرنے گیا ۔ اس سے فارغ ہو کر وہ سیر باغ کے لئے نکلا ۔ وہاں کئی گھنٹے واقعات پیش آمدہ پر غور و فکر کرتا رہا ۔ اس کے دل میں ہر ہر قدم پر نئے اندیشے پیدا ہو رہے تھے ۔

واپس آیا ۔ تو شام کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا ۔ ایک بار پھر اس نے پروس کو بلا کر اس سے سوالات پوچھنے کا ارادہ کیا ۔ مگر اب بھی رک گیا ۔ دسترخوان پر ڈیوک نے تنہا چند لقمے زہر مار کئے ۔ اور پھر کسی بے قرار روح کی طرح آوارہ پھرنے لگا ۔ شب کی سیاہی چاروں طرف پھیل رہی تھی ۔ کہ محل میں واپس ہوا ۔ اور ایک شمع بردار نوکر کو ساتھ لے کر کمرہ نشست کی طرف چلا ۔ وہاں اس نے یکایک ارادہ مضبوط کر کے نوکر سے کہا ۔ "پروس کو اس جگہ میرے پاس بھیج دو ۔"

چند منٹ کے عرصہ میں بڈھا داروغہ آقا کے پاس آ گیا ۔ مگر ڈیوک کو پھر بھی سوالات پوچھنے میں تامل تھا ۔ آخر جی کڑا کر کے کہنے لگا ۔ "پروس کل رات ایک ایسا عجیب واقعہ ظہور میں آیا ہے جس کا ذکر تم سے کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ گو ۔ ساتھ ہی معاملہ اتنا رنجیدہ ہے ۔ کہ میں کئی بار اس کا ذکر کرتے کرتے رک گیا ہوں ۔"

داروغہ حیران تھا کہ آخر وہ کون سا واقعہ ہوگا۔ جس کے لئے آقا کو اتنی تشویش ہے۔ پھر خیال آیا کہ ان کا اشارہ غالباً اس افسوسناک سانحہ کی طرف ہے۔ جو انہیں سال پہلے سابق ڈیوک آف ایچ مونٹ کے قتل کی صورت میں پیش آیا تھا۔ کیونکہ پہلے جب کبھی ایسی تمہید شروع کی جاتی یہی مضمون نکلا کرتا تھا۔

"بروس" آخر کار ڈیوک نے کہنا شروع کیا۔ "میں دراصل اس مشرقی حسینہ کی نسبت جو صبح یہاں سے رخصت ہوئی ہے۔ کچھ منصوبہ رکھتا تھا۔ گو جیسا تم سمجھ سکتے ہو۔ اس کا تعلق تم لوگوں سے نہیں میری اپنی ذات سے ہے۔ مگر میں نے اس عورت کی فطرت سمجھنے میں غلطی کی۔ میں اسے عیش پسند۔ راحت طلب سمجھتا تھا۔ اور وہ خشک اور روکھی ثابت ہوئی۔ مگر جو بات میں خاص طور پر تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ رات کو میں نے اس کے پاس جو ہتھیار دیکھا۔۔۔ وہ وہی خنجر تھا جس سے میرے بدنصیب بھائی نے۔۔۔"

"آہ۔ وہ خنجر!" بڈھے داروغہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا

"معلوم ہوتا ہے۔ تم اس سے بے خبر نہیں ہو۔" ڈیوک نے کہا۔ "دیکھو مجھ سے نہ چھپاؤ تم سمجھ سکتے ہو ایسی رنجیدہ چیز کا یکایک نظر آنا کتنا الم ناک ہوتا ہے۔۔۔"

"مائی لارڈ مجھے سخت رنج ہے۔" بروس نے رکتے رکتے کہا۔ "مگر میرے خیال میں۔۔"

"رکتے کیوں ہو؟ جو حال معلوم ہے۔ بے کم و کاست کہہ دو۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔ تو اطمینان رکھو۔ میں اسے معاف کر دوں گا۔" ڈیوک نے کسی قدر جوش کی حالت میں کہا۔

"مائی لارڈ۔ آپ سے پردہ نہیں دراصل میں اس خاتون کو محل کی سیر کراتے ہوئے اس جگہ لے گیا تھا۔ جہاں کچھ نادرات جمع ہیں۔۔۔"

"میں سمجھا۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ "تمہاری مراد اس گوشے سے ہے۔ جہاں زنگار کمرے میں ایک کھانچا سا باہر کو نکل گیا ہے۔ مگر وہ خنجر۔۔۔"

"سرکار وہ خنجر کئی سال سے اس کوٹھی میں رکھا رہتا تھا۔۔۔"

"کس کے حکم سے؟"

"کیا عرض کروں" بڈھے داروغہ نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ "حکم تو سرکار کے سوا کس کا چلتا ہے۔ یونہی مجھ بے وقوف کے دل میں آگیا۔ اور میں نے اس خنجر کو سنبھال کر رکھ لیا مدت تک وہ ایک خفیہ دراز میں بند رہا۔ مگر میری بدقسمتی کہ بچپنا سمجھ کر اس خاتون کو بھی دکھا

دیا۔ پروس نے الماری کی خفیہ کمانی کا حال دریافت کیا۔ جو میں نے بیان کر دیا۔۔۔"

"بس ثابت ہوگیا یہ سب تمہاری حماقت کا کرشمہ تھا" ڈیوک نے بے صبری سے فرش پر پاؤں مارتے ہوئے کہا "نہ تم اس کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے نہ وہ کم بخت اس خنجر پر ہاتھ ڈالتی۔ مگر اب دیکھو وہ اسے وہیں رکھ گئی ہے یا ساتھ لے گئی؟"

"ساتھ لے گئی" پروس نے انداز حیرت سے کہا "نہیں سرکار یہ غیر ممکن ہے۔ ایسی شریف عورت سے کیونکر امید ہو سکتی ہے۔۔۔"

"بس۔ یہ بک بک چھوڑ دو۔ اور میرے ساتھ چلو" ڈیوک نے پریشان ہو کر کہا۔ اور وہ ایک جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لے کر کمرے سے باہر نکلا۔

پروس بھی پیچھے پیچھے ہو لیا۔ دونوں اسی طرح اس وسیع کمرہ کی طرف روانہ ہوئے جس کے زرنگار پردوں اور سنگ مرمر کے پیل پایوں کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ غیر معمولی تیزی سے چلتا اس میں داخل ہوا۔ مگر اندر قدم رکھتے ہی گھبرا کر ٹھہر گیا۔ نگاہ ایک طرف جم گئی۔ اور منہ سے کلمہ خوف نکلا۔

آقا کو ہیبت زدہ دیکھ کر پروس بھی ہراساں ہو گیا۔ اور جلدی سے کہنے لگا "کیوں سرکار کیا ہوا؟"

"تم نے دیکھا وہ پردہ جو کھڑکی کے باہر لٹک رہا ہے کس زور سے ہلا تھا؟" ڈیوک نے سوال کیا اس وقت اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد تھا۔

"نہیں۔ مائی لارڈ۔ میں نے نہیں دیکھا" پروس نے جواب دیا "غالباً ہوا سے پردہ ہل گیا ہے۔ یا شاید حضور کا وہم ہے۔۔۔"

"خیر۔ وہم تو ہرگز نہیں۔ کیونکہ میں نے اس کو صاف طور پر ہلتے ہوئے دیکھا ہے۔ البتہ ممکن ہے کہ دروازے کے یکایک کھلنے سے جو ہوا داخل ہوئی۔ اس سے پردہ میں بھی حرکت پیدا ہو گئی۔ مگر۔ آؤ" اور یہ کہہ کر ڈیوک بدستور جلتی ہوئی موم بتی ہاتھ میں لئے آگے بڑھا۔

دونوں کھڑکی کے پاس گئے۔ مگر مارچ مونٹ کی نگاہ بدستور اسی پردہ پر لگی ہوئی تھی جسے اس نے درحقیقت یا محض اپنے خیال میں متحرک دیکھا تھا۔ بہرحال اب وہ ساکن اور بے حرکت تھا۔ لیکن مارچ مونٹ کے دل میں ایک ناقابل بیان مبہم ہراس پیدا ہو چکا تھا۔ اور اگر داروغہ کے روبرو اظہار خوف کی شرم مانع نہ ہوتی۔ تو وہ ضرور احتیاطاً پردہ کے پیچھے جا کر دیکھتا۔

اپنی کمزوری کو ضبط کر کے اس نے کہا "پروس الماری کھول کر دیکھئے کیا خنجر رکھا ہوا ہے۔" اس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ شمع لئے اس طرح کھڑا تھا کہ الماری کا کھلا ہوا دروازہ اس کے اور اس پردے کے درمیان حائل تھا جس نے ذرا دیر پیشتر اسکو خوفزدہ کر دیا تھا۔ پروس نے خفیہ کمانی دبا کر دراز کھولی۔ اور کہنے لگا۔ "دیکھئے سرکار خنجر موجود ہے۔"

مگر الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے کہ کسی نے جلتی ہوئی شمع کو مارچ مونٹ کے ہاتھ سے چھین کر فرش زمین پر گرا دیا۔ گھپ اندھیرے میں ڈیوک کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ اور وہ بے ہوش ہو کر فرش زمین پر گر پڑا۔ یہ حال دیکھ کر پروس کی گھگی بندھ گئی۔ اور ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں۔

"مائی لارڈ، مائی لارڈ" اس نے سراسیمہ ہو کر کہا۔ اور اندھیرے میں بدقت اس مقام تک گیا۔ جہاں ڈیوک آف مارچ مونٹ کھڑے کھڑے گر گیا تھا۔ اس کا اپنا رنگ فق۔ دم رکا ہوا اور ہونٹوں پر پپڑیاں بندھ گئی تھیں۔ نامعلوم وجہ سے دل پر یہ خیال حاوی ہو رہا تھا۔ کہ آقا کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پاس جا کر ڈیوک کے بدن کو اندھیرے میں ٹٹولا۔ مگر کوئی تیز آلہ یا بہتا ہوا خون نہیں ملا۔ اب تک وہ انتہائی جرأت سے کام لے کر وہیں اندھیرے میں کھڑا تھا۔ مگر اب یکایک اس خیال نے طبیعت میں ہیجان کیا کہ شاید مجھ پر بھی حملہ نہ ہو جائے۔ اس خیال کے آتے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ بدحواس ہو کر بھاگا۔ خوش قسمتی سے کوئی اس کا مزاحم نہیں ہوا۔ اور وہ بحفاظت غلام گردش میں پہنچ گیا۔ جہاں ایک لیمپ جل رہا تھا۔ روشنی دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔ اور وہ لیمپ ہاتھ میں لیکر دوبارہ دوڑتا ہوا کمرے کو واپس گیا۔ لیمپ کی روشنی میں اس نے چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ مگر کمرے میں سوائے آقا کی بے ہوش صورت کے کوئی چیز جاندار یا بے جان نظر نہ آئی۔ پاس جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مارچ مونٹ آہستہ آہستہ آنکھیں کھول رہا ہے۔ بظاہر اسے کسی طرح کی چوٹ نہ آئی تھی۔ ڈیوک نے ایک لمبی گہری سانس لی۔ پھر ایک بازو کے سہارے اٹھ کر متوحش نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ وارڈن کو لیمپ ہاتھ میں لئے پاس کھڑے دیکھ کر اس نے کہا۔ "پروس یہ کیا آفت تھی جو نہ جانے کہاں سے آئی؟ میرے بے ہوش ہونے کے بعد کیا ہوا؟"

"مائی لارڈ اٹھئے۔" وارڈن نے سہارا دیتے ہوئے گھبرا کر کہا "معلوم ہوتا ہے۔ گھر میں چور ہیں۔"

"بس چپ!" ڈیوک نے جلدی سے لفظ کھینچتے ہوئے کہا۔ مگر اس وقت اس کا چہرہ اتنا بھیانک تھا۔ کہ پروس ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"پر بتاؤ تم نے کسی کی آواز بھی سنی تھی؟ کس طرح کے لفظ تمہارے کانوں میں پہنچے تھے؟" ڈیوک نے جلد جلد سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"سرکار میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ خیالات الجھے ہوئے ہیں۔ اور حافظہ کام نہیں دیتا۔" یہ کہتے ہوئے پروس نے سہمی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔

"سوچو۔ یاد کرو۔" ڈیوک نے بے صبری سے کہا۔ "یقیناً تم میری طرح بے ہوش نہ تھے . . ."

"مگر سرکار حواس تو میرے بھی قائم نہ تھے۔" داروغہ نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں جواب دیا اور کسی دوسرے موقعہ پر شاید اس کے الفاظ مضحکہ خیز معلوم ہوتے۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ گھر میں چور ہیں۔ اس لئے شور مچانا چاہیئے . . ."

"چپ! میں حکم دیتا ہوں!" ڈیوک نے سختی سے کہا۔ اور معلوم ہوتا تھا اس کی خود ضبطی پھر بحال ہو گئی ہے۔ "لاؤ یہ لیمپ مجھے دو۔"

"شکر ہے کہ خنجر محفوظ ہے۔" پروس نے الماری کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں کھلے ہوئے خانہ میں خنجر کا پھل لیمپ کی روشنی میں تیز چمک رہا تھا۔

"کیوں؟ تم نے کیوں ایسا کہا؟" ڈیوک نے یکایک پیچھے مڑ کر داروغہ کی طرف گھورتے ہوئے پوچھا۔ اور وہ ڈیوک کی نگاہ غضب کی تاب نہ لا کر دو قدم اور پیچھے ہٹ گیا۔

"مائی لارڈ میں نے سرسری ایسا کہا تھا۔" اس نے جواب دیا۔ "اندیشہ تھا کہ چوروں نے اندھیرے میں اسکو نہ اٹھا لیا ہو۔"

"بس چپ رہو!" ڈیوک نے پھر ایک بار سختی سے کہا۔ اور داروغہ کے ہاتھ سے لیمپ لیکر اس نے تمام پردوں کے آگے پیچھے دیکھنا شروع کیا۔ جو سنگ مرمر کے ستونوں میں جابجا لٹکے ہوئے تھے۔

مگر ہر قسم کی تلاش و استفسار کے باوجود وسیع کمرہ میں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ اس سے فارغ ہو کر ڈیوک پروس کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔ "دیکھو۔ اپنے خیالات کو جمع کر کے اور خوب سوچ کر جواب دو میرے گر جانے کے بعد تمہیں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تھی؟ اندھیرے میں کسی کے تیز چلنے کی چاپ معلوم ہوئی تھی؟ تمہیں کسی شخص کی صورت نظر آئی تھی؟ اور تم نے کسی کو دروازہ کے پیچھے سے باہر نکلتے دیکھا تھا؟"

داروغہ نے اس طرح پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ گویا دماغی الجھن رفع کرنے کی کوشش کر رہا ہے قریباً ایک منٹ سوچنے کے بعد اس نے کہا۔ "مائی لارڈ میرا خیال ہے کہ مجھے کوئی چیز نظر آئی تھی۔۔۔"

"کیا؟" ڈیوک نے جلدی سے پوچھا۔

"ٹھہریئے۔ سوچ کر عرض کرتا ہوں۔ ورنہ آپ گھبرا دینگے۔ تو خیالات جو دماغ میں جمع ہونے لگے ہیں منتشر ہو جائیں گے۔" یہ کہتے ہوئے پروس نے بدستور پیشانی کو ہاتھ سے دبائے رکھا۔ اور سوچ سوچ کر بولا۔ "ہاں میرا خیال ہے۔ میں نے ایک لمبی سیاہ چیز کو پاس سے گذرتے ہوئے دیکھا تھا۔ مگر اس کا منہ نہیں تھا۔۔۔"

"یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ امر واقعہ ہے یا محض وہم جس نے شدت خوف سے یہ صورت اختیار کر لی ہے؟" ڈیوک نے مضطرب ہو کر پوچھا۔

"نہیں مائی لارڈ۔" بڈھے داروغہ نے یقینی لہجہ میں جواب دیا۔ "جو کچھ میں عرض کرتا ہوں۔ وہ محض وہم نہیں۔ امر واقعہ ہے۔ اور اب جو میں اچھی طرح غور کرتا ہوں۔ تو یاد آتا ہے کہ جہاں آپ الماری کی طرف منہ کئے کھڑے تھے۔ وہیں آپ کے پیچھے وہ لمبی تاریک صورت یکایک نمودار ہوئی تھی۔ اس کے بعد شمع گرنے سے اندھیرا چھا گیا۔ مگر مجھے کچھ کچھ یاد ہے۔ کہ تاریکی میں کسی کے قدموں کی آواز ضرور سنائی دی تھی۔ میں اس بارہ میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اس وقت میرے اپنے دل پر اتنا خوف پیدا ہو چکا تھا۔۔۔"

"خیر آؤ۔ قالین دیکھنے سے پتہ چل جائے گا۔" ڈیوک نے یکایک کہا۔

اس نے لیمپ کو فرش زمین کے پاس لے جا کر قالین کو دروازہ اور پردوں کے پیچھے نظر غور سے دیکھنا شروع کیا۔ مگر اس پر قدموں کا نشان کہیں نظر نہ آیا۔ یکایک پروس نے کہا۔ "سرکار ملاحظہ فرمائیے۔ قالین پر جس جگہ پاؤں رکھا جائے۔ وہ فوراً اپنی سطح پر ابھر آتی ہے۔ چنانچہ ہمارے پاؤں کا بھی کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ اس لئے یہ تحقیق لاحاصل ہے۔۔۔"

"ہاں واقعی" ڈیوک نے تسلیم کیا۔ اور وہ لیمپ ہاتھ میں لیکر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر سنجیدہ آواز سے کہنے لگا۔ "پروس سوچ کر جواب دو۔ کیا حقیقت میں تمہیں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی؟"

داروغہ نے پھر پیشانی دبا کر سوچنا شروع کیا۔ اور قریباً ایک منٹ کی گہری فکر کے بعد کہا "مائی

لارڈ میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر آپ اس کے لئے اتنے تجسس کیوں کرتے ہیں؟ کیا آپ کا خیال ہے۔" اس نے سہمی ہوئی آواز میں بھولے پن سے دریافت کیا۔ "کہ آواز نہ ہونے سے ثابت ہوتا ہے جو کچھ نظر آیا۔ وہ انسان نہیں کوئی روح تھی؟"

"خیر جانے دو۔ اور الماری بند کرکے میرے پیچھے چلے آؤ۔" ڈیوک نے کھوکھلی آواز سے کہا۔ اور اس وقت پھر بیروس اس کے چہرہ کی زردی دیکھ کر سہم گیا۔

ڈیوک کے حسب حکم اس نے الماری کا وہ خانہ جس میں خنجر رکھا ہوا تھا بند کرکے باہر کا دروازہ مقفل کر دیا۔ اور ڈیوک کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اب اس کا آقا کچھ سوچتا ہوا کمرہ کے دوسرے حصہ کی طرف جا رہا تھا۔

دروازہ کے پاس وہ پھر ایک بار رکا۔ اور کہنے لگا "پیروس یہ عجیب اور ناقابل فہم واقعہ ... مگر نہیں۔ ناقابل فہم نہیں۔" اس نے جلدی سے کہا۔ "کیونکہ جیسا تم نے بیان کیا ہے۔ یہ شرارت غالباً کسی بدمعاش کی ہے۔ جو پہلے سے اس جگہ چھپا ہوا تھا۔ اور اس نے اندھیرے میں فرار ہونے کے لئے موم بتی گرا دی۔ مگر جیسا میں کہہ رہا تھا یہ واقعہ اس قسم کا ہے۔ کہ میرا خیال ہے اس کو پوشیدہ ہی رکھنا چاہیئے۔ کسی سے ذکر کیا تو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ کہ لوگ ہماری [illegible] بزدلی پر ہنسیں گے۔ تم سمجھ گئے کیا؟ دراصل میں نہیں چاہتا کہ یہاں کے لوگ قصر ڈیکن ہیڈ کی نسبت عجیب اور پراسرار قصے مشہور کریں۔ جنہیں سن کر نہ کوئی نوکر گھر میں رہنا منظور کرے گا۔ نہ کوئی مہمان آنے کی جرأت ہوگی۔ اس لئے میری نصیحت یاد رکھو کہ جو کچھ آج رات تم دیکھ چکے ہو۔ اس کا ذکر کسی تیسرے آدمی سے ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ نوکروں کے پاس جاؤ۔ تو اپنی طبیعت کو اچھی طرح ساکن کرکے جاؤ۔ کہ ان کے دلوں میں کچھ کچھ خیالات پیدا نہ ہوں۔"

"میں نے سرکار کا مطلب سمجھ لیا۔" پیروس نے جو آقا کی حکم برداری ہمیشہ فرض سمجھتا تھا جواب دیا۔

اس کے بعد ڈیوک کمرہ نشست کی طرف واپس ہوا۔ اور پیروس اپنے کمرہ کو چلا گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ ہر ممکن کوشش کے باوجود میری پریشانی چھپائے نہ چھپے گی۔ اور نوکروں کو میری حالت دیکھ کر ضرور شک ہوگا۔

رات کے گیارہ بجے ہر شخص اپنے اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ اور ڈیکن ہیڈ ہال کے عظیم الشان محل میں ہر طرف سناٹا چھا گیا۔

# باب - ۵۶

## خوفناک رات

آدھی رات گزر چکی تھی۔ اور طویل بیداری اور بے قراری کے بعد داروغہ پردس پر غنودگی کی وہ حالت طاری ہونے لگی تھی۔ جو گہری نیند کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔ زرنگار کمرہ کے پُراسرار واقعات کے بعد وہ اپنے تئیں فکر و اضطراب کی حالت میں کروٹیں بدلتا رہا تھا۔ اور اب مشکل سے نیند کی ایک جھپکی آئی تھی مگر دروازہ کھٹکھٹنے کی آواز سن کر چونک گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کوئی شخص جس کا چہرہ بالکل لاش جیسا سفید تھا۔ اسی کی طرف آرہا ہے۔ فرط خوف سے اس کے منہ سے چیخ نکلنے لگی تھی مگر اس نے پہچان لیا وہ جسے اس نے چلتی پھرتی لاش سمجھا تھا۔ درحقیقت اس کے آقا ڈیوک آف مارچ مونٹ ہیں! واقعہ میں اس وقت ان کے چہرہ کی زردی لاش کی سپیدی سے کم نہ تھی۔ گلے میں صرف ایک ڈریسنگ گون جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شدت اضطراب میں لباس کا خیال تک نہ کرکے خوابگاہ سے سیدھے اس طرف آگئے ہیں۔ ان کے چہرہ سے خوف عظیم ظاہر ہوتا تھا اور پاؤں شرابیوں کی طرح لڑکھڑا رہے تھے۔ دروازہ بند کرکے انہوں نے شمع کو صندوق پر رکھ دیا۔ اور خود اس طرح ایک کرسی پر گر گئے۔ گویا ٹانگوں میں سہارا دینے کی طاقت نہ تھی۔ صورت اور تمام انداز سے صاف ظاہر تھا۔ کہ انہوں نے کوئی خوفناک نظارہ دیکھا ہے۔

پردس آقا کی یہ حالت دیکھ کر ڈر گیا۔ خیال آیا۔ ضرور کوئی نیا ہیبتناک واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ کہنے لگا۔ "فرمائیے سرکار نے اس وقت کیوں تکلیف کی۔ اور دشمنوں کی صورت سے اتنا ہراس کیوں ظاہر ہوتا ہے؟"

ڈیوک نے جواب دینے کی کوشش کی۔ مگر ایک لفظ تک نہ کہہ سکا۔ اسی طرح سہمی ہوئی نظروں سے بڈھے داروغہ کی طرف جس کا ہر رگ و ریشہ کانپ رہا تھا دیکھا کیا۔

"کہئے حضور کوئی نیا معاملہ پیش آیا ہے؟" اس نے لرزہ براندام ہوکر دوبارہ پوچھا۔

"پردس حیران ہوں تمہارے سوال کا کیا جواب دوں" آخرکار مارچ مونٹ نے اس طرح کی کھوکھلی آواز میں جو آدھی رات کے وقت بہت ہی خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ کہا "سنو جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ محض ایک خواب تھا..."

"خواب! کیا خواب سے آدمی کی صورت اتنی زرد ہو جاتی ہے جیسی حضور کی ہے؟" داروغہ نے پوچھا۔ "مگر ممکن ہے یہ خواب انہی واقعات کا تتمہ ہو۔ جو نگار کمرہ میں پیش آئے تھے۔"

"میرا خیال ہے ایسا ہی ہوگا۔" مارچ مونٹ نے جواب دیا۔ مگر اس کی صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ وہ اس کے دلی خیالات سے متضاد اور مختلف ہے۔

پروس اب تک آقا کے بے رنگ چہرہ کو جس پر خوف کی انتہائی علامات نمودار تھیں۔ بغور دیکھ رہا تھا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی آنکھیں بڈھے داروغہ کی تیز نگاہ کا مقابلہ نہ کر کے فرش زمین کی طرف جھک گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک گہری آہ۔ یا یوں کہنا چاہیئے ایک بلبلی مدہم کراہٹ جو ذہنی اذیت کی مظہر تھی نکلی۔

"لیکن آخر وہ کیا خواب تھا۔ جس نے حضور کو اس درجہ پریشان کیا؟" پروس نے آخر کار پوچھا

ڈیوک نے اس کا فوراً ہی جواب نہیں دیا۔ پہلے بہت دیر تک سوچتا رہا۔ کہ مجھے اس سے سب حال کہنا چاہیئے یا نہیں۔ آخر کسی فیصلہ پر پہنچ کر یکایک کہا "سنو۔ پروس۔ میں سب حال کہتا ہوں۔"

"کیا پہلے سرکار کو ذرا سی شراب نہ لا دوں؟ یا حکم ہو تو پانی حاضر کروں۔" داروغہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ ڈیوک کے حلق سے بمشکل آواز نکلتی ہے۔

"ٹھیرو میں خود ہی ذرا سا پانی پی لیتا ہوں۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ اور وہ سرد پانی کی صراحی کی طرف گیا۔ جو پاس ہی رکھی ہوئی تھی۔

اس وقت اس کے ذہنی اضطراب کی یہ حالت تھی۔ کہ جب گلاس بھرنے لگا تو وہ ہاتھ کی لغزش سے بار بار صراحی سے ٹکراتا تھا۔ بہر حال وہ اسے پُر کر کے لاجرعہ پی گیا۔ اور بلا مبالغہ بر طرف حقیقت میں پانی اس کے خشک گلے پر اس طرح گذرا جیسے گرم لوہے پر گرتا ہے۔ فارغ ہو کر وہ پھر اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس سے اٹھا تھا۔ اور پروس نے دیکھا کہ گو اس کا چہرہ اب بھی اتنا ہی زرد تھا تاہم آثار تشنج پہلے سے کم تھے۔

پہلے کی طرح ہلکی مری ہوئی آواز سے داستان شروع کرتے ہوئے ڈیوک نے کہا "میری آنکھ بند ہونے لگی تھی۔ کہ اچانک کسی نامعلوم وجہ سے کھل گئی۔ میں نہیں جانتا کسی نے مجھے آواز دے کر بلایا تھا یا محض کسی آہٹ یا لمس سے آنکھ کھلی۔ بہر حال میں یکایک جاگ گیا۔ اس کے باوجود" اس نے دفعتاً رک کر کہا "میں جب اچھی طرح غور کرتا ہوں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ دیکھا وہ محض

ایک خواب تھا اور ایک بے حقیقت خواب کے لیے اتنا پریشان ہونا لا حاصل ہے . . ."

"ہاں اگر واقعی اس کا ذکر ابھی ہے . . ." پروس نے کہنا شروع کیا۔

گر ڈیوک نے جھٹ اس کی طرف مڑ کر حالت اضطراب میں کہا۔ "کیوں بھلا نہیں کیونکر معلوم ہوا؟"

"مائی لارڈ - مائی لارڈ" غریب بڈھے نے لکنت آمیز لہجہ میں کہا "میں حضور سے معافی چاہتا ہوں - دراصل میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا . . ."

"خیر مضائقہ نہیں!" ڈیوک نے جلدی سے سنبھل کر کہا "پھر بھی تم دیکھتے ہو ان پراسرار واقعات نے جو ہمیں شام کو پیش آئے تھے مجھے کتنا گھبرا دیا ہے۔"

"سرکار! ایسا ہونا قدرتی تھا" داروغہ نے عذر خواہی کے طور پر کہا "میری اپنی یہ حالت ہے کہ سوتے وقت تک انہی باتوں کی طرف خیال لگا ہوا تھا۔"

"مگر پروس تم نے ان واقعات کا ذکر نوکروں سے تو نہیں کیا؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"جی بالکل نہیں، حضور نے منع ہی جو کر دیا تھا۔"

"بے شک - ان کو ڈرانا بے سود تھا" اور ڈیوک اس شخص کے انداز سے جو تزیر بحیثیت ناگوار مضمون سے حتی الوسع بچنا چاہتا ہو - تھوڑی دیر چپ چاپ کرسی پر بیٹھا رہا - پھر اٹھا سے ٹہلنے لگا - اور اس کے بعد پھر بیٹھ گیا - آخرکار اس نے کہا "پروس اس کے باوجود میں چاہتا ہوں - اس خواب کی کیفیت تم سے بیان کر دوں۔"

اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گیا - صاف ظاہر تھا - کہ وہ اس مضمون کو زبان پر لانا نہیں چاہتا مگر کوئی زبردست کشش سبب حال کہنے پر مجبور کر رہی ہے۔

"جیسا میں تم سے کہہ رہا تھا" اس نے آخرکار فیصلہ کن لہجہ میں کہنا شروع کیا "میری آنکھ لگی ہی تھی - کہ یکایک کھل گئی میں نے اچھی طرح دیکھا ہے - کہ لیمپ حسب معمول جل رہا تھا - اس کی روشنی میں میں نے غور سے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی چیز نظر نہ آئی - چونکہ لیمپ کی روشنی مدھم ہوتی جا رہی تھی - اس لئے میں نے اٹھ کر ایک موم بتی جو پاس ہی رکھی ہوئی تھی جلائی - اور اس سے فارغ ہو کر پھر بستر پر لیٹ گیا - یکایک کیا دیکھتا ہوں - کہ پلنگ کے دوسری جانب ایک دراز قامت شخص لبادہ پہنے کھڑا ہے - میں نے اس کا چہرہ دیکھنے کی بہت کوشش کی - مگر نہ دیکھ سکا۔"

اتنا کہہ کر وہ پھر چپ ہو گیا - پروس فرط حیرت سے منہ کھولے مزید حالات کا انتظار کر رہا تھا۔

"اچھا اس کے بعد؟" آخرکار اس نے پوچھا - کیونکہ ڈیوک برابر خاموش تھا۔

"پروس تم سے پردہ نہیں۔" آخرکار مارچ مونٹ نے جواب دیا۔ "اس لئے میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اس صورت کو دیکھ کر مجھے بہت خوف ہوا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ حالت خواب میں خوف کا احساس ہونے لگا۔ کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے۔ جو کچھ نظر آیا۔ وہ حقیقت نہیں محض ایک خواب تھا۔ پھر بھی جیسا بعض اوقات ہوا کرتا ہے۔ اس خواب نے مجھے اتنا سہما دیا۔ کہ میں ذرا سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ میری حالت اس شخص کی سی تھی جس کا بدن کسی بھیانک خواب سے سکتہ میں آ گیا ہو۔ مگر حواس حسب معمول تیز ہوں۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا گویا وہ تاریک صورت میرے اوپر جھک گئی... کیوں پروس کیا یہ عجیب بات نہیں۔ مجھے غالباً سارا حال سن کر تم بھی تسلیم کرو گے۔ کہ یہ سب محض ایک خواب تھا۔ اور کچھ نہیں۔"

یہ کہتے ہوئے ڈیوک آف مارچ مونٹ کا بدن بہت زور سے کانپا۔ اس کی ذہنی اور جسمانی دونو حالتوں کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا تھا۔ کہ اس ظاہری اصرار کے باوجود وہ حقیقت میں واقعہ پیش آمدہ کو خواب نہیں سمجھتا۔ ایک بار پھر اپنی کرسی سے اٹھ کر وہ سخت بے چینی کی حالت میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا اور تھوڑی دیر بعد پھر وہیں بیٹھ گیا۔

جس طرح پروانہ شمع کے ذریعہ جل کر بھی ہر بار اسی کی طرف آتا ہے۔ اسی طرح ڈیوک آف مارچ مونٹ کے خیالات ہر ممکن کوشش کے باوجود پھر اسی خوفناک مضمون کی طرف عود کر رہے تھے۔ چنانچہ چند ہی لمحے بعد اس نے پھر کہنا شروع کیا۔ "وہ پر اسرار صورت میرے اوپر جھک گئی۔ مگر یاد رہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں محض ایک خواب کا حال ہے۔ اس پر اسرار ہستی نے بہت آہستہ مگر کھلی آواز میں چند الفاظ ایسے کہے جنہیں سن کر میرا خون منجمد ہو گیا تھا۔ جیسا ان الفاظ سے سروکار نہیں۔ اور مجھے یاد بھی نہیں وہ کیا تھے... فی الحقیقت میں نے ان کو سنا ہی نہیں... اور سنا ہوتا تو ان کو دہرانا غیر ممکن تھا... اور اس حقیقت کا سننا ناممکن اب پھر ہے تو اس جواب دے سکتے ہیں..."

یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے زور سے فرش زمین پر پاؤں مارا۔ اور اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ بڈھا داروغہ آقا کی یہ حالت دیکھ کر پریشان تھا۔ اور رفتہ رفتہ یہ خیال اس کے دل میں جاگزین ہونے لگا کہ شام کے واقعہ نے حضور ان کے دماغ میں فتور پیدا کر دیا ہے۔ اس کے سوا ان بے جوڑ کلمات کی جو ڈیوک نے پر اسرار صورت کے الفاظ کا ذکر کرتے ہوئے پے در پے کہے تھے۔ اور کوئی وجہ نہ تھی۔ اور اب جو اس نے دیکھا۔ تو مارچ مونٹ کا چہرہ پھر اتنا ہی زرد اور بگڑا ہوا نظر آیا۔ جیسا اس وقت تھا جب وہ داروغہ کے کمرہ میں داخل ہوا۔ غریب پروس نے سوچا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ نوکروں کو جگا کر کسی

ڈاکٹر کو طلب کیا جائے۔ کہ وہ آقا کی حالت دیکھ کر علاج تجویز کرے۔

"ہاں میرے لئے ان الفاظ کو دوہرانا غیر ممکن ...." ڈیوک نے یکایک جوش سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کہنے لگا۔ "یقیناً تم تو کلڈن... میرا مضحکہ اڑانا پسند نہ کرو گے یہی کیا کم ذلت ہے کہ میں اس حالت میں تمہارے پاس چلا آیا۔ بس وعدہ کرو۔ کہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرو گے۔ خواہ کچھ ہو اس راز کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھو گے۔ کیوں پروس کیا وعدہ کرتے ہو؟"

"مائی لارڈ یقین فرمائیے آپ کے حکم کی سرمو خلاف ورزی نہ ہوگی۔ مگر وہ خواب؟... آپ کے خواب کی کیفیت تو نامکمل ہی رہ گئی۔" پروس نے رکتے رکتے کہا۔

"آہ وہ خواب!" ڈیوک نے چونک کر کہا۔ "کیا تم اس کا باقی حصہ ضرور سننا چاہتے ہو؟" اس کے بعد پھر ایک بار کرسی پر بیٹھ کر اس نے کہا "سنو پروس جیسا میں نے بیان کیا ہے وہ پُراسرار صورت میرے اوپر جھک گئی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنے اوپر جھکتی معلوم ہوئی۔ اس نے چند الفاظ کہے اور ایک نام بھی لیا جو اس کا اپنا تھا۔ اور وہ نام... جانتے ہو کس کا تھا؟"

"بھلا میں کیا عرض کرسکتا ہوں" داروغہ نے سہمی ہوئی آواز سے کہا اور بانداز تشویش سے آقا کے چہرہ کو دیکھنے لگا۔

"وہ نام... وہ نام برٹرام ووین کا تھا" ڈیوک نے ہیبت ناک نظروں سے بڈھے خادم کی طرف دیکھتے ہوئے مری ہوئی آواز سے کہا۔

اس نام کو سن کر پروس اس طرح چونکا کہ چارپائی جس پر وہ بیٹھا تھا ہلنے لگی۔ ساتھ ہی مارچ مونٹ بھی بڑے زور سے چونکا۔ شاید اس نام کا ذکر آنے سے اس کے بدن میں کوئی خاص اثر پیدا ہوگیا تھا۔

"واقعی پروس اس پراسرار صورت نے میرے چھوٹے بھائی کا نام لیا" ڈیوک نے ہلکی کھوکھلی آواز سے کہا "اس سے مجھے خیال آتا ہے کہ یہ ضرور خواب ہی تھا۔ کیونکہ ایسا نہ ہوتا۔ تو پھر اسکی تعبیر اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ جسے میں نے دیکھا۔ وہ برٹرام ووین کی روح تھی۔ جو عالم ثانی سے آکر نمودار ہوئی...."

"سرکار کا خیال بالکل صحیح ہے" داروغہ نے سنجیدہ لفظوں میں کہا۔ "واقعی اگر آپ کے بھائی زندہ ہوتے تو غیر ممکن تھا کہ وہ اس محل میں واپس آنے کی جرأت کرتے۔ جہاں ان کے ہاتھوں قتل کی ایک خوفناک واردات ہوچکی تھی۔"

مارچ مونٹ نے پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھا۔ اور قریباً ایک لمحہ کامل خاموشی رہی

اس کے بعد ڈیوک نے پھر اسی وحشت آمیز لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "مجھے یاد نہیں اس نام کو سن کر مجھے غش آ گیا۔ یا سکتہ کی حالت طاری ہونے سے بدن عرق سرد میں تر ہو گیا۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ پراسرار صورت ہوا میں مل گئی۔ یا کسی ذی حیات شخص کی طرح دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ اس بارہ میں افسوس کہ میں کوئی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ خیالات جمع کرنے کی لاکھ کوشش کرتا ہوں۔ مگر وہ پھر بھی منتشر ہو جاتے ہیں۔ اس گھڑی سے لے کر اس وقت تک کا حال کہ میں تمہارے کمرہ میں آیا۔ مجھے یاد نہیں۔"

"جو کچھ حضور نے فرمایا۔ وہ نہایت عجیب ہے۔" پروس نے جو فرط حیرت سے منہ کھولے بیٹھا تھا۔ بالآخر کہا۔ "اگر آپ کے بھائی اب حیات نہیں ہیں۔ تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اُن کی روح کو یہاں آکر سرکار کے آرام میں مخل ہونے کی کیا حاجت ہے۔ اور اگر زندہ ہیں۔ . . ."

"نہیں پروس نہیں۔ یقین جانو کہ جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ محض ایک خواب تھا۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ "مگر تمہاری اپنی کیا رائے ہے؟ کیا ایسے واقعات خواب سے زیادہ اہمیت رکھ سکتے ہیں؟" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک جس کا چہرہ اب لاش سے بھی زیادہ زرد تھا۔ کرسی سے اُٹھ کر داروغہ کی چارپائی کے پاس گیا۔ اور دیوانوں کی طرح اپنے سرد ہاتھ سے اس کی کلائی کو مضبوط پکڑ لیا۔

"بے شک۔ بے شک۔ خواب ہی ہوگا۔" غریب پروس نے جان بچانے کے خیال سے فوراً تسلیم کیا۔

"مگر کچھ بھی ہو۔ میں اسی وقت لندن چلا جاتا ہوں۔" مارچ مونٹ نے دفعتاً کہا

"کیا آدھی رات کو؟" داروغہ نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

"کیوں اس میں کیا حرج ہے؟" ڈیوک نے جھلا کر سوال کیا۔ "کیا میرے نوکر جو اتنی بڑی بڑی تنخواہیں لیتے ہیں اتنا انتظام نہ کر سکیں گے؟ کم بخت عمر بھر حرام خوری کرتے رہے۔ آج ذرا سی تکلیف اٹھانی پڑی تو قیامت تو نہیں آ گئی"

"معاف فرمائیے۔ میں نوکروں کی حمایت نہیں کرتا۔" پروس نے جلدی سے کہا۔ "خیال اتنا ہی ہے کہ حضور کے یکایک چلے جانے سے لوگوں میں طرح طرح کے چرچے ہوں گے۔ اور مجھ سے ایسے سوالات پوچھے جائیں گے۔ جن کا میں کچھ جواب نہ دے سکوں گا۔"

"ہاں یہ تم بے شک ٹھیک کہتے ہو۔" مارچ مونٹ نے آہستہ سے تسلیم کیا۔

"مائی لارڈ۔ میں جانتا ہوں اس مرحوم واقعہ کی یاد حضور کے لئے بے حد روح فرسا ہے۔" بڈھے خادم نے آہستہ سے کہا۔ "کیونکہ مجھے خوب یاد ہے۔ حضور کو چھوٹی سرکار سے انتہا درجہ محبت تھی اور اپنے نامدار چچا سے بھی جن کا . . ."

"پروس اس گفتگو کو چھوڑ دو۔" ڈیوک نے یکایک قطع کلام کر کے کہا۔ "بلا سے میں نہیں جاتا۔ مگر تمہیں اپنا وفادار رفیق سمجھ کر پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ ہو۔"

"اطمینان فرمایئے نہ ہوگا۔"

"میں بھی اب رفتہ رفتہ سنبھل رہا ہوں" ڈیوک نے جبر کر کے کہا "مگر پروس تم مجھے کمزور اور بزدل تو نہیں سمجھتے؟"

"خدا نہ کرے" بڈھے داروغہ نے جواب دیا "حضور ایسے حالات میں بڑے بڑے دل والے

ہراساں ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تو سرکار ہی کا حوصلہ تھا..."

ڈیوک نے سرد پانی کا ایک گلاس اور پیا۔ پھر جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لے کر رخصت ہونے لگا۔ مگر دروازہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے داروغہ کو پھر ایک بار کامل رازداری کی تاکید کی۔ اور پروس نے پانچویں یا چھٹی مرتبہ اسکی تعمیل کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد ڈیوک چلا گیا۔ مگر جب وہ مختلف زینوں سے اتر کر برآمدوں اور غلام گردشوں سے ہوتا ہوا اپنے کمرہ کی طرف جا رہا تھا۔ اسکی حالت اتنی نازک تھی کہ کسی غریب اور محتاج شخص کو بھی اس پر رشک نہ ہو سکتا تھا۔ وہ رہ رہ کر متوحش نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا۔ خود اپنی چاپ سے ڈرتا اور دیوار پر اپنے ہی سایہ کو دیکھ کر بھڑکتا تھا۔ جوں توں کر کے وہ اپنے کمرہ میں پہنچ گیا۔ وہاں اس نے دروازہ بند کر کے پلنگ کے نیچے۔ دروازوں اور کھڑکیوں کے پردوں کے پیچھے یہاں تک کہ ہر گوشہ اور ہر حصہ کو خوف زدہ نظروں سے بغور دیکھا۔ اس کا بدن نمایاں طور پر کانپ رہا تھا۔ اور صاف نظر آتا تھا کہ وہ اتنی تحقیق کے بعد بھی دوبارہ لیٹنے کی جرأت نہیں کر سکتا

مگر ایک ڈیوک آف مارچ مونٹ پر کیا موقوف ہے۔ لاتعداد امیر ایسے ہی شاندار محلوں میں رہتے اور بظاہر عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے ہوئے حقیقت میں اس سے بھی زیادہ فکر و تشویش کے دن گذارتے ہیں۔ متمول بے شبہ قابل رشک چیز ہے۔ مگر ان جذبات و حسیات کو دبانے کی طاقت اس میں بھی نہیں جو غریب سے غریب انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ دولت و ثروت انسان کو بلند تر مقامات پر پہنچا سکتی ہے۔ مگر دل کے ان احساسات کو بدل نہیں سکتی جو کسی اوسط آدمی کو پیش آتے ہیں۔ بغور سے دیکھئے تو غریب و امیر ایک ہی آب و گل کے بنے ہوئے۔ ایک ہی نوع سے متعلق۔ ایک ہی مادر زمین کے فرزند ہیں۔ ان کے ظاہری لباس اُتار دو۔ اور بتاؤ کیا ان میں کچھ بھی فرق باقی ہے؟ یہ حالات کیا ثابت کرتے ہیں؟ یہی کہ انسان کا انسان کو دوسروں پر ترقی اور تفوق دینا ایک فضول اور مضحک عمل ہے۔ جنہیں خاندانی امارت کا دعوےٰ ہے۔ جو اپنی موروثی دولت پر فخر کرتے ہیں جنہیں ریاست اور شوکت کا زعم ہے۔ متمول کے سمت الراس پر وہ بے شک روشن ستارے ہیں۔ مگر جب زمین پر گرتے ہیں تو شہاب ثاقب کی طرح خالی پتھر ثابت ہوتے ہیں۔ یاد رہے امیر و غریب کا فرق انسان کا اپنا پیدا کیا ہوا اور اسی کے طبقہ میں

محدود ہے۔ خدا کی نظروں میں سب برابر ہیں وہی ہوا جس میں ایک محتاج گداگر سانس لیتا ہے بادشاہوں کی ناک میں داخل ہوتی ہے۔ وہی صبا جو اپاہج فقیر کے دریدہ پارچات کو ملاتی ہوئی چلتی ہے۔ دنیا کے منتخب امیروں اور حسینوں کے زرنگار کمروں میں مخمل پردوں کو جنبش دیتی ہے۔ وہی فضا جو بدنصیب مفلس کی مدہم کراہٹ کی حامل ہوتی ہے۔ امرا اور رؤسا کے محلات سے نغمہ شیریں کی دلاویز لطافت کو اطراف میں پھیلاتی ہے۔

مگر آئیے۔ ہم اپنے قصہ کی طرف رجوع کریں۔ جب ڈیوک آف مارچ مونٹ بڈھے داروغہ کی خوابگاہ سے جاتے وقت جلتی ہوئی شمع ساتھ لے کر چلا گیا۔ تو کمرہ میں تاریکی پھیل جانے سے غریب پروس کو مبہم خوف محسوس ہونے لگا۔ اس نے بیان کردہ واقعات پر غور کیا۔ تو معلوم ہوا کہ آقا کچھ بھی کہیں جو کچھ انہوں نے بیان کیا۔ خواب نہیں ہو سکتا۔ ظاہر میں اس نے ڈیوک کا خوف کم کرنے کو یہی تسلیم کر لیا تھا۔ کہ بیان کردہ واقعات ایک خواب ہیں۔ مگر باطن میں وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ خواب کی دہشت اتنی نہیں ہوتی جس قدر ڈیوک کے بشرہ سے ظاہر تھی۔ علاوہ بریں وہ اسی محل کے ایک اور حصہ میں اپنی آنکھوں سے ایک تاریک صورت دیکھ چکا تھا۔ اور کم از کم اس واقعہ کو خواب سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا۔ کیا عجب وہی دھندلی صورت ڈیوک کو نظر آئی ہو۔ مگر اب ایک اور سوال یہ پیدا ہوا کہ وہ پراسرار صورت جو خادم و مخدوم دونو کو نظر آئی۔ کسی جاندار انسان کی تھی یا کسی بے قرار روح کی جو عالم ثانی سے اس دنیا میں آنکلی ہو۔ دن ہوتا تو پروس پہلی صورت کو غالب قرار دیتا مگر رات۔ آدھی رات۔ اور وہ بھی سنسان اور تاریک۔ اس وقت اگر اس نے بھی آقا کے خوف سے متاثر ہو کر آخری صورت کے حق میں فیصلہ دیا تو یہ امر باعث حیرت نہیں ہو سکتا

ایک گھنٹہ گذر گیا۔ اور بڈھے داروغہ کی آنکھ ابھی تک روشن تھی پھر ایک بار آہستہ آہستہ بند ہونے لگی تھی۔ کہ وہ دروازہ کی دستی گھومنے کی آواز سن کر چونک گیا۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور کوئی داخل ہوا۔

"خاموش!" آنے والے نے دبی آواز سے کہا۔ "ڈرو مت۔ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔"

پروس کے بال بلا مبالغہ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اجنبی کے الفاظ سے ذرا ڈھارس بندھی مگر منہ سے کوئی لفظ ادا نہ ہو سکا۔ کمرہ کے دھندلکے میں اسے ایک تاریک صورت۔ رات کی سیاہی سے زیادہ سیاہ۔ چارپائی کی طرف آتی نظر آئی۔ اور اسکی پیشانی عرق سرد سے تر ہو گئی ہو گئی۔

"کیا تمہارا ہی نام پروس ہے؟" نووارد نے گہری دبی ہوئی آواز سے پوچھا۔

"جی ہاں مجھی کو اس نام سے پکارتے ہیں" داروغہ نے کانپتے ہوئے جواب دیا۔ "مگر کہیئے آپ کون ہیں؟"
"میں وہ ہوں جس کا حال تمہارے آقا نے ابھی ابھی تم سے بیان کیا تھا" آنے والے نے سنجیدہ لفظوں میں کہا۔
"خدا کی پناہ! تو کیا آپ مسٹر برٹرام دومین... یا زیادہ صحیح لفظوں میں لارڈ کلینڈن ہیں؟"
داروغہ نے دھڑکتے ہوئے دل سے سیدھا بیٹھ کر پوچھا۔
"ہاں میں وہی بدنصیب ہستی ہوں" آنیوالے نے تلخ لہجہ میں جواب دیا "مگر میں پھر کہتا ہوں ڈرو نہیں..."
"اوہ! اوہ! میں حیران ہوں کہ کیا کروں" داروغہ نے سراسیمگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا مجھے اس شخص کو قاتل سمجھ کر اس کے سایہ تک سے بچنا چاہیئے۔ یا اس بات کو پیش نظر رکھ کر کہ اس سے مصیبت زدہ گنہگار نے اس جرم کے لئے کافی سزا پالی ہے ہمدردی کا سلوک کرنا چاہیئے اس کو اسکے گناہ کا ابھی قطعاً یقین نہ تھا۔ کیونکہ اگر وہ اس جرم سے بے قصور ہوتا جو اس کے خلاف عائد کیا گیا تھا۔ تو یقیناً آدھی رات کو چوروں کی طرح بے بلائے نہ آتا۔
"پیدوس" آنے والے لارڈ کلینڈن نے کہا "کیونکہ جی کی موت پر میرے بڑے بھائی کے ڈیوک بن جانے سے اس کا خطاب مجھ کو حاصل ہو چکا تھا" میں جان گیا تمہارے دل میں کیا خیال آرہا ہے۔ گذر رہے ہیں لیکن غور کرو تو معلوم ہوگا کہ میں خواہ قصوروار ہوں یا بے قصور۔ بہر حال عالم میں اس جگہ نہیں آسکتا۔ صورت دل میں گزرتی ہو گنہگار کتنا ہی ہو... قاتل کی پیشانی سے خون کا داغ نہیں دھو سکتی۔ وہ صورت آخر میں جب تک دنیا مجھ کو بے قصور نہ سمجھے۔ وہ شخص اپنے خیال سے بے قصور نہیں بنتا۔ مگر پیدوس تم سے میری درخواست ہے۔ کیا تم واقعات گزشتہ کو ایک منٹ کے لئے بھول کر یا ان کی نسبت اپنے فیصلہ کو عارضی طور پر معطل کر کے مجھے چند منٹ یہاں رہنے کی اجازت دے سکتے ہو؟"
"کہئے مائی لارڈ میں بخوبی سنتا ہوں" بڈھے داروغہ نے جس کے دل پر ان لفظوں کا گہرا اثر ہوا تھا گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ "آخر آپ کس لئے چھپ کر آئے؟ کس سے آپ نے میری طرح آقا کو خوفزدہ کیا ہے؟ کہیئے میں آپ کا جواب سننے کو بے قرار ہوں..."
"پیدوس یہ وقت مجھ سے سوالات پوچھنے کا نہیں ہے" برٹرام نے اسی گہری آواز سے کہا۔ وہ اب تک اس طرح تاریکی میں چھپا کھڑا تھا۔ کہ داروغہ بڑی کوشش کے باوجود اسکی صورت نہ دیکھ سکا۔
"مائی لارڈ آپکے حکم کی تعمیل میں مجھے ہرگز عذر نہیں" پیدوس نے زوردار لفظوں میں کہا "مگر ایک سوال ایسا ہے جو میں پھر بھی آپ سے دریافت کرونگا۔ اور وہ یہ ہے کہ اس بدنصیب خاتون مس الزا کا کیا ہوا؟"
"پیدوس۔ پیدوس" لارڈ کلینڈن نے کسی قدر سختی کے لہجہ میں کہا۔ "عہد ماضی کا ذکر بالکل

جانے دو۔ میں اس وقت تمہارے سوالوں کا جواب دینے کے لئے نہیں۔ بلکہ خود تم سے چند سوالات پوچھنے کے لئے آیا ہوں۔ اگر حقیقت میں تمہیں اس شخص پر رحم آتا ہے۔ جس نے یہاں سے جا کر آفات روزگار کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ تو مہربانی سے اس کے سوالوں کا جواب دو۔۔۔"

بڈھے داروغہ پر ان لفظوں کا اتنا گہرا اثر ہوا۔ کہ وہ سسکیاں لینے لگا۔ وہ فطرتاً نیک اور فیاض تھا۔ اس لئے برٹرام کے الفاظ اس کے دل میں تیر و نشتر کی طرح چبھے۔ کہنے لگا۔ "مائی لارڈ میں آپ کی دکھی حالت دیکھ کر بے قرار ہوا جاتا ہوں۔ فرمایئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کے ہر ایک سوال کا جواب دینے کو تیار ہوں۔ کاش آپ صرف ایک لفظ کہہ کر مجھے اس کا یقین دلا سکیں۔۔"

"پرسوں میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا۔ کہ تم نیک باطن ہو۔" لارڈ کلیرنڈن نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "اور میں دنیا کی تمام مقدس اشیا کا حوالہ دے کر تم سے التجا کرتا ہوں کہ سردست میری نسبت کوئی رائے قائم نہ کرو۔ میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ میری آج کی آمد کو تم محض ایک خواب سمجھنا۔ اور اگر تم اسے حقیقت تصور کرنے پر مجبور ہو تو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ شائد کبھی وقت آئے۔ اور میرا خیال ہے کہ عنقریب ہی آئے گا۔ جب واقعات کی نقاب کشائی ہونے پر تمہیں یہ جان کر خوشی ہوگی۔ کہ تم نے اس شخص کی خاطر صبر و تحمل سے کام لیا جس نے دنیاوی مصیبتوں کو سیر ہو کر جھیلا ہے۔۔۔"

"آہ مائی لارڈ!" بڈھے داروغہ نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "جب میں سوچتا ہوں کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ جب مجھے اس وقت کا خیال آتا ہے۔ جب آپ جوان اور شکیل تھے۔۔۔"

"پرسوں اس تفصیل کی حاجت نہیں۔" برٹرام نے پھر قطع کلام کر کے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنا ہاتھ بڈھے داروغہ کی طرف بڑھا کر اس کے ہاتھ کو ایک لمحہ کے لئے گرمجوشی سے دبایا۔ اس موقعہ پر پرسوں نے بھی اپنے ہاتھ کو اس شخص کی طرح کانپتے ہوئے نہیں کھینچا جو سمجھتا ہو میرا ہاتھ ایک قاتل کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے بعد چند منٹ خاموشی رہی۔ پھر برٹرام نے کہا۔ "میں جس مضمون پر تم سے سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اُسے سن کر تمہیں حیرت تو ہوگی۔ مگر یہ ایک نہایت ضروری معاملہ ہے۔۔۔"

"کہیئے مائی لارڈ کہیئے۔ میں آپ کے ہر ایک سوال کا جواب دینے کو تیار ہوں۔" بڈھے داروغہ نے جو بظاہر برٹرام کے اثر میں آ چکا تھا۔ جلدی سے کہا۔

"ایک خاتون اس محل میں اُتری ہوئی تھی۔ اور میں نے چھپ کے اُسے تمہارے ساتھ کھڑے دیکھا تھا"

"جی ہاں ایک مشرقی خاتون واقعی یہاں ٹھہری ہوئی تھی۔" پرسوں نے جواب دیا۔ اور

مجھے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ جس مقصد کے لئے اُسے یہاں آنے کی ترغیب دی گئی۔ وہ نیک نہ تھا۔"

"مگر بھائی نے اس سے کوئی بدسلوکی تو نہیں کی؟" برٹرام نے جلدی سے پوچھا۔

داروغہ تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر کہنے لگا "مائی لارڈ میں نے اس خاتون کو وقت پر آگاہ کر دیا تھا۔ ایسا کرنا میں نے اپنا فرض سمجھا۔ وہ میری اطلاع سے حفاظت کے لیے تیار ہو گئی۔ اور۔۔۔"

وہ اتنا کہہ کر رُک گیا۔ کیونکہ اس سے آگے وہ جو کہنا چاہتا تھا۔ اس کا ذکر اس شخص کے سامنے جس سے اس وقت گفتگو کر رہا تھا۔ نامناسب معلوم ہوا۔

"پروس تم نے فقرہ نامکمل کیوں رہنے دیا؟ دیکھو مجھ سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھو۔"

برٹرام نے کہا "میں بعض خاص وجوہ سے یہ سوال پوچھ رہا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں ابھی تم سے کچھ اور بھی دریافت کرنا ہے۔۔۔"

"نہیں سرکار اس کے آگے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" بڈھے نے دبی ہوئی آواز سے کہا۔

"پروس میں ان مصیبتوں کا حوالہ دے کر جو میں نے آج تک جھیلی ہیں۔ پھر تم سے التجا کرتا ہوں۔۔۔ میں بنت درخواست کرتا ہوں کہ میرے سوالوں کا جواب دو۔۔۔"

"خیر تو اگر آپ مجبور کرتے ہیں۔" پروس نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ "پھر میں بیان کر دیتا ہوں۔ کہ جس ہتھیار سے اس خاتون نے اپنی حفاظت کی وہ وہی تھا۔۔۔ مگر کیوں آپ ایک لفظ کہہ کر میرا اطمینان نہیں کرتے۔ کیوں آپ مجھے اس کا یقین نہیں دلاتے۔ کہ وہ ہاتھ آپ کا نہ تھا جس نے۔۔۔"

"پروس اس طرح کا جوش بے سود ہے۔" لارڈ کلینڈن نے کہا "صبر و سکون سے کام لو۔ اور جو کچھ کہنا ہو اطمینان کے ساتھ بیان کرو۔ میں ایک حد تک تمہارا مطلب سمجھ گیا جس خنجر سے اس خاتون نے اپنے ناموس کی حفاظت کی شاید وہی تھا جسے میں تم دونو جانتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں وہ اس کے ہاتھ کیونکر آیا؟ بولو پروس مجھ سے پردہ نہ کرو۔"

پروس نے بہت رُک رُک کر۔ کئی بار فرط جوش سے ٹھیر کر اور درمیان میں کئی بے جوڑ فقرے داخل کر کے مفصل بیان کیا کس طرح اندرا فضرادک بینڈس میں آئی۔ کس طرح اس نے ساتھ جا کر سب مقامات کی سیر کرائی۔ اس نے چند گذشتہ تہ کے ساتھ کے حالات پوچھے۔ اور داروغہ نے وہ مہلک ہتھیار جس سے اب

تک چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ اسے دکھایا۔ اندرا نے پراسرار طریق پر اسے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور اسی سے ڈیوک کا مقابلہ کیا۔ مگر جاتے وقت اسے پھر اسی مقام پر چھوڑ گئی۔ ڈیوک نے اس سے اس بارہ میں سوالات پوچھے۔ اور دونو ملکر اس الماری کی طرف گئے۔ جہاں خنجر رکھا رہتا تھا وہاں کسی نے زور کرکے عاجز ہوئی شمع ڈیوک کے ہاتھ سے گرا دی۔ یہ سب حالات بڈھے داروغہ نے برٹرام سے بیان کئے۔ اور اس دوران میں آخرالذکر کو کئی بار اس کی تسلی و تسکین کے لئے مناسب الفاظ کہنے پڑے۔ اس نے کئی ضمنی سوالات کے ذریعہ اندرا کے ان مقامات پر جانے کی تفصیل معلوم کی۔ جہاں متوفی ڈیوک کا قتل ظہور میں آیا تھا قریبًا ایک گھنٹہ تاریکی میں دونو باتیں کرتے رہے۔ جس کے بعد داروغہ کا یہ اسرار ملاقاتی رخصت ہونے کو تیار ہوا۔

"پیرس" اس نے کہا۔ "آج تم نے میری وہ خدمت کی ہے جس کی اہمیت میں سردست ظاہر نہیں کرسکتا۔ مگر اس کی میں پھر تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میری آج کی آمد کو جہاں تک ممکن ہو۔ پوشیدہ رکھنا۔ نہ اس کا ذکر آقا سے کرنا۔ نہ دوسرے نوکروں سے اس لئے کہ یاد رکھو" اس نے سنجیدہ لفظوں میں کہا۔ "میں سردست قانون کی گردنت میں ہوں۔ اور اگر تم نے ذرا بھی ناعاقبت اندیشی کی۔ تو میرا انجام وہی ہوگا۔ جو تم سے پوشیدہ نہیں۔"

"مائی لارڈ۔ مائی لارڈ" بڈھے نے سبکیاں لے کر روتے ہوئے کہا "اطمینان فرمائیے میری طرف سے کوئی بے جا حرکت ظہور میں نہ آئے گی۔ فی الحقیقت اگر میرے دل میں اتنی سی امید نہ بھی ہو۔ کہ . . ."

"بس پیرس۔ جوش تھام لو۔" برٹرام نے کہا۔ اور ایک بار پھر اس نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔

اس کے لمحہ بھر بعد کمرہ کا دروازہ بڑی احتیاط سے کھلا۔ اور پھر بند ہوگیا جس سے معلوم ہوا کہ پراسرار ملاقاتی رخصت ہوگیا۔ اب کمرہ میں کامل خاموشی تھی۔ مگر اس کے بہت دیر بعد داروغہ کی آنکھ لگی۔ اور آخر جب وہ دن چڑھے بیدار ہوا۔ تو حیران تھا کہ جو کچھ میں نے رات کو دیکھا۔ وہ امر واقعہ تھا۔ یا محض ایک بے حقیقت خواب۔

---

# باب - ۵۷

## فکرِ جانکاہ

جس رات کے واقعات اور قلمبند کیے جا چکے ہیں۔ اس سے اگلی شام کا ذکر ہے کہ میڈم اینجیک اپنے آراستہ کمرہ میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور ڈیوک آف مارچ مونٹ داخل ہوا۔ میڈم اینجیک کو اس کے اتنا جلد واپس آنے کی امید نہ تھی۔ پھر بھی وہ اسے مشرقی خاتون کے وصل کی مبارکباد دینے کے خیال سے اُٹھی۔ مگر جونہی نگاہ ڈیوک کے چہرہ پر پڑی۔ رُک گئی۔ کیونکہ مارچ مونٹ کا رنگ زرد اور چہرہ اترا ہوا تھا۔ اسکی آنکھیں بے چینی سے حرکت کر رہی تھیں۔ اور عام حالت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس نے بہت شراب پی رکھی ہے۔

"کہیے حضور کا مزاج تو بخیر ہے؟" میڈم اینجیک نے ڈیوک کی بگڑی ہوئی صورت دیکھ کر اس خیال سے پوچھا کہ جس سازش کو اتنی کوشش سے پختہ کیا گیا تھا۔ کہیں آخرش ناکام تو نہیں رہی۔

"میرا مزاج گیا جہنم میں۔ اور تم سے کیا کہوں۔" ڈیوک نے ایک کرسی پر گرتے ہوئے غرا کر کہا۔ "لاؤ ذرا سی شراب دو...... نہیں نہیں۔ اچھی طرح بھر کر...... اور اوپر تک...... کیا بچت کا خیال ہے؟"

"مائی لارڈ۔ اس معاملہ کا حال تو کہیے۔" میڈم اینجیک نے جس کا اپنا چہرہ غازہ کی چھینٹوں کے نیچے لاش کی طرح زرد ہو گیا تھا۔ گھبرا کر کہا۔

"پہلے گلاس میرے ہاتھ میں دے دو۔" مارچ مونٹ نے جھلا کر کہا۔ "اسے کیوں روک رکھا ہے؟"

میڈم اینجیک نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے شمپین کا گلاس پیش کیا۔ اور ڈیوک اُسے ایک ہی بار منہ کو لگا کر پی گیا۔

"بس اب طبیعت ٹھیک ہو گئی۔" اس نے مصنوعی قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے کہا۔ "بخدا! عورت میں بھی کیا جوہر بھرے ہوئے ہیں۔"

"گستاخی معاف۔ میں پھر پوچھے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ اس معاملہ کا انجام کیا ہوا؟" وہ مشرقی

گھوڑی جو حضور کو پیش کی گئی تھی، کیسی رہی ؟"

"بہت سرکش۔ نہایت منہ زور۔" مارچ مونٹ نے جوش سے جواب دیا۔ "ظالم نے پیٹھے پر ہاتھ تو رکھنے ہی نہیں دیا۔"

"تو کیا میری سب کوششیں بے کار گئیں ؟"

"بالکل! الٹا مفت میں ندامت اور خفت اٹھانی پڑی!"

"مگر یہ تو کہیے۔ کوئی خرابی تو پیش نہ آئے گی ؟" میڈم ایجلیک نے گھبرا کر پوچھا۔ "کہیں قانونی مواخذہ کا تو خوف نہیں ہے ؟"

"نہ۔ نہ تم اسکی فکر نہ کرو۔" ڈیوک نے جواب دیا۔

"تو پھر یہ غیر معمولی اضطراب کس لئے ؟ اور کیوں آپ کی صورت سے اتنی وحشت برستی ہے ؟ یقین فرمائیے۔ میں تو آپ کی حالت دیکھ کر ڈر گئی تھی . . ."

"اررر! ڈرنے کا ذکر کرتی ہو۔ سچ جانو میں بھی کچھ کم نہیں ڈرا۔ مگر یہ ایک فضول خوف تھا۔ جو میرے دل میں پیدا ہوا . . . اُف! خدا جانے میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تھوڑی شراب اور دینا"

"معاف فرمائیے۔ میرے ناچیز خیال میں سرکار نے پہلے ہی بہت پی رکھی ہے۔"

"بدبخت سٹرن یہ شراب کیا میری خوشی سے بھی مہنگی ہے جو میرے روپیہ سے خریدی ہوئی چیز کیا مجھی سے چھپائی جائے گی ؟" ڈیوک نے غصہ میں بھر کر کہا۔

"قصور معاف۔ خادمہ نے آپ ہی کی بہتری کے خیال سے انکار کیا تھا۔" اور یہ کہتے ہوئے میڈم ایجلیک نے ایک گلاس اور پُر کر دیا۔

ڈیوک نے چھلکتی ہوئی شراب کا گلاس ہاتھ میں لے کر حریصانہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا پھر ایک مصنوعی قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "آہ یہ وہ اکسیر ہے۔ جو انسان کے سارے فکر والم مٹا دیتی ہے۔" پھر گلاس کو خالی کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "دیکھ لو اس نے مجھ میں نئی جان ڈال دی ہے۔" حالانکہ شراب پینے سے اس کے چہرہ کی رنگت اور زرد اور مکروہ ہو گئی تھی۔

میڈم ایجلیک اس کی طرف حیرت و خوف سے دیکھا کی۔ حیران تھی کیا رائے قائم کرے ہر چند ڈیوک نے اس کا اطمینان کر دیا تھا کہ قانونی گرفت کا خطرہ نہیں۔ پھر بھی ڈرتی تھی کہ اندرا خاموش نہ رہے گی۔ اور اس کے خلاف جو کارروائی کی گئی تھی وہ اس کے سلسلہ میں ضرور کوئی پیچیدگی پیدا کرے گی۔

سخت پریشانی کی حالت میں اس نے کہا۔ آخر سرکار کو اتنی تشویش کیوں ہے؟ کیا کوئی خلاف معمول بات پیش آئی؟ . . .

"خلاف معمول!" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے انداز نفرت سے کہا۔ "اس عورت کا طرز عمل شروع سے آخر تک عجیب بعید از فہم تھا۔ اسے بآسانی مغلوب کرنا تو کجا . . ."

"مگر میں نے یہ کب وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ آسانی سے مغلوب ہو جائے گی۔" میڈم اینجلیک نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا۔ کہ وہ عصمت کی دیوی ہے . . ."

"دیوی کہتیں تو ٹھیک تھا" مارچ مونٹ نے تلخ لہجہ میں کہا "میں جب اسکی خوابگاہ میں داخل ہوا۔ تو ظالم ایک تیز خنجر سے کر وار کرنے کو کھڑی ہو گئی۔" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک کے چہرہ پر پھر خوف کی علامات نمودار ہوئیں۔

"تو کیا حضور والا اس ذراسی مزاحمت کے لئے بھی تیار نہ تھے؟" میڈم اینجلیک نے حقارت سے کہا "حیرت ہے کہ مرد ہو کر آپ ایک کمزور عورت سے ڈر گئے۔"

"کم بخت کودن۔ کیوں چھینٹے دے رہی ہے۔" ڈیوک نے جوش سے بھڑک کر کہا۔ کیا مجھے پہلے کچھ کم رنج و تشویش ہے۔ کہ تو اپنی واہی تباہی باتوں سے نمک بر جراحت کئے جاتی ہے

"میں سچے دل سے معافی کی خواستگار ہوں۔" میڈم اینجلیک نے ڈیوک کے لہجہ سے ڈر کر دفعتاً انکسار اختیار کرتے ہوئے کہا "میرا مطلب فقط یہ تھا۔ کہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے سرکار سے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ اس عورت کی طرف سے کچھ نہ کچھ مقابلہ ضرور ہوگا . . ."

"خیر جانے دو۔ اور اب جو میں کہتا ہوں۔ اسے غور سے سنو۔" ڈیوک نے اسی جوش کے لہجہ میں کہا۔ مگر یکایک ایک پرزور مصنوعی قہقہہ لگا کر اس نے بدلے ہوئے انداز سے کہنا شروع کیا "میڈم پیاری خفا نہ ہونا۔ میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ تمہاری شراب ناب نے مجھ میں غیر معمولی جوش پیدا کر دیا ہے ہا! ہا! ہا!" اس نے ایک اور قہقہہ لگایا۔ مگر اسکی آواز کسی بیمار کی ہنسی سے مشابہ تھی۔

"مائی لارڈ بے شبہ ہماری کوشش ناکام رہی۔" میڈم اینجلیک نے سنا ان سنا ایک کر کے کہا "مگر ایسی حالتوں میں ناکامی یقینی اور کامیابی ہمیشہ مشکوک ہوتی ہے۔ اس لئے جو کچھ ہوا اس کا مضائقہ نہیں۔ پھر بھی میں پوچھتی ہوں۔ اس ناکامی نے حضور کے مزاج میں اتنی برہمی کیوں پیدا کر دی؟"

"تم نہیں جانتیں درحصل اس معاملہ کی تہ میں کوئی راز ہے جسے میں خود بھی اب تک نہیں سمجھا۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "پھر بھی میرا خیال ہے۔ تم اس راز کو ضرور حل کر سکوگی۔ گمان ہے کہ اندلا کسی مدعائے خاص کو پیش نظر رکھ کر اوک لینڈٹس گئی تھی۔ جس کا حال مجھے تو کیا تمہیں بھی معلوم نہ ہوسکا۔ علاوہ بریں وہ عورت اتنی سادہ لوح اور نا تجربہ کار بھی نہیں ہے۔ جیسا تم سمجھتی ہو اس کا اوک لینڈٹس جانا خالی از علت نہ تھا۔ مگر اس سوال کو کہ وہ کیوں وہاں گئی۔ تمہیں حل کر سکتی ہو۔ اگر تم میری خاطر یہ کام کر دو تو ایک ہزار پونڈ نذر کروں گا۔ بصورت انکار آج سے تمہاری ڈیوڑھی میں قدم رکھنا مجھ پر حرام ہوگا۔ سمجھ گئیں کیا؟"

"جی ہاں۔ اچھی طرح۔ مگر میں خود حیران ہوں کہ کیا جواب دوں۔" اور واقعہ میں اس کی صورت سے سخت پریشانی ظاہر ہوتی تھی "میری سمجھ میں خاک نہیں آتا۔ کہ وہ کیا مقصد ہوگا جس کے لئے وہ آپ کے محل میں گئی تھی ..."

"یہی تو امر دریافت طلب ہے۔" ڈیوک نے پُر بعند ہو کر کہا۔ "اوک لینڈٹس کے قیام میں اس عورت نے میرے نوکروں سے صدہا سوالات پوچھے۔ بڑی تحقیق و تجسس سے کام لیا یہاں تک کہ ایسی باتوں سے دلچسپی ظاہر کی۔ جن کا میری دولت میں اس کو سان گمان بھی نہ تھا۔ ان حالات میں جو نتیجہ میں نے اخذ کیا وہ یہی ہے کہ وہ ضرور کسی گہرے منصوبے کے لئے وہاں گئی تھی۔"

فینشینل عیارہ ایک لمحہ گہری سوچ میں رہی۔ پھر کہنے لگی "میرے نزدیک اس راز کی تحقیق کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ یعنی یہ کہ اسکی خادمہ سکو نہ سے مل کر کچھ حال معلوم کیا جائے۔ اس میں بھی مشکل یہ ہے کہ وہ بہت کم گو عورت ہے ..."

"ہوا کرے۔ تم روپیہ کی مدد سے اس کی بھی زبان کھلوا سکتی ہو۔" مارچ مونٹ نے کہا "دیکھو محض تمہاری وجہ سے میں کن الجھنوں اور مصیبتوں میں پھنس گیا ہوں۔ خدا ان کا ستیاناس کرے۔"

"آپ بار بار مصیبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔" میڈم اینجلیک نے انداز حیرت سے کہا "مگر جس صورت میں اس عورت کی طرف سے کسی قانونی کارروائی کا اندیشہ نہیں۔ اور وہ معاملہ کو فاش کرنا بھی نہیں چاہتی۔ تو پھر حضور کے لئے کونسی الجھن اور مصیبت باقی رہ جاتی ہے؟ آخر کس لئے آپ بار بار اس خیال پر زور دے رہے ہیں۔ کہ وہ کسی خاص غرض سے اوک لینڈٹس گئی تھی؟"

یہ وقت بحث کا نہیں۔ پھر بھی مختصر طور پر کہتا ہوں۔ اس عورت کی نقل وحرکت کی تہ میں ضرور کوئی خوفناک راز ہے۔ تم لاکھ کہے جاؤ۔ میں اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کہ تم نے اُسے نہیں بھگا۔ بلکہ اس نے تمہاری نادانی سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ ذرا سوچ کر جواب دو۔ اوک لینڈس جانے کی تحریک کس کی طرف سے ہوئی تھی؟"

میڈم اینجلیک نے تھوڑی دیر غور کیا۔ پھر کہنے لگی۔ "ہاں اب جو میں سوچتی ہوں۔ تو یاد آتا ہے۔ کہ پہلے اسی نے آپ کے محل کی تعریف کرتے ہوئے اُسے دیکھنے کی خواہش کی تھی۔ میں نے دوران گفتگو میں سرسری طور پر حضور کا نام لیا۔ تو وہ اوک لینڈس دیکھنے کی بے قراری ظاہر کرنے لگی۔۔۔"

"دیکھا!" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ "کیا اب بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نہیں ہے۔ کہ اس نے الٹا تم کو بیوقوف بنایا۔ اور تم نے مجھے مصیبت میں مبتلا کر دیا۔"

"ہاں۔ مگر کیسی مصیبت؟" میڈم اینجلیک نے بدستور حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا "حضور کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ معاملہ کی تہ میں کوئی راز ہے جسے آپ ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ مگر جب تک آپ ~~نصف~~ معاملہ کو مجھ سے پوشیدہ رکھیں گے۔ میں کس طرح حضور کو مدد دے سکونگی؟"

"میں اس سے زیادہ تمہاری امداد نہیں چاہتا۔ کہ معلوم کرو وہ کس غرض سے اوک لینڈس گئی تھی؟" ماپیج مونٹ نے کہا۔ "اس کا مجھے یقین کامل ہے۔ کہ وہ محض سیر و تفریح کے لئے نہیں گئی۔ آخر ملک میں بیسیوں اور محلات اس سے بھی پر فضا موجود ہیں۔ پھر اُسے خصوصیت سے اوک لینڈس دیکھنے کی خواہش کیوں ہوئی؟ پھر جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ وہ اس ملک کے داب و آداب سے بے خبر کوئی جاہل مطلق عورت نہیں۔ بلکہ ویسی ہی مہذب اور روشن خیال ہے جیسی کوئی فیشنبل انگریز خاتون ہو سکتی ہے۔"

"خیر تو جہاں تک ممکن ہوگا۔ میں اس بارہ میں تفتیش کرونگی۔" میڈم اینجلیک نے کہا "اور اگر خادمہ سگونہ سے کوئی ڈول بن گیا۔ تو فوراً آپ کو اطلاع بھیجدونگی۔"

"ضرور۔ اس میں سرمو تساہل نہ ہو" ڈیوک نے جواب دیا۔ اور شراب کا ایک گلاس اور پی کر رخصت ہوا۔

جب وہ اپنے محل واقع بلگریو سکوئر میں پہنچا۔ تو معلوم ہوا مسٹر آرمیٹیج اس کا انتظار کر رہا ہے اس کا نام سن کر ڈیوک کی پریشانی اور بڑھ گئی۔ بہرحال وہ سیدھا اس کمرہ کی طرف

چلا۔ جہاں ڈیوک والد اس کا منتظر تھا۔ فکر و اضطراب کو حتی الوسع سکون و اطمینان کے پردہ میں چھپاکر ڈیوک نے اس سے مصافحہ کیا۔ پھر کہا "خیر تو ہے؟ ملنا ہی تھا تو رات کے ساڑھے دس بجے آنے کی کیا حاجت تھی؟"

"میں اس تصدیعہ کے لئے معافی چاہتا ہوں۔" آرمیٹج نے کہا "مگر ایسا ہی ضروری معاملہ تھا کہ بے وقت حاضر ہونا پڑا۔ میں آپسے درخواست کرنا چاہتا تھا..."

"ارے! تو کیا ابھی تک تمہاری درخواستوں کا سلسلہ جاری ہے؟" ڈیوک نے غصہ اور رنج کو چھپانے سے قاصر رہ کر کہا۔ مگر جلدی ہی لہجہ بدل کہنے لگا "غالباً یہ نئی درخواست مالی امداد کے متعلق نہیں ہے؟"

"مجھے ندامت اور افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے..." مسٹر آرمیٹج نے کہنا شروع کیا

"آخر کیا بات ہے۔ کہ تمہاری مالی مشکلات اب روزبروز بڑھتی ہی جارہی ہیں؟" مارچ مونٹ نے گھبراکر کہا "تم جو کبھی اتنے خوشحال ہوا کرتے تھے۔ اب بالکل ہی ادبار کی راہ پر چل رہے ہو"

"مگر سرکار یہ مشکلات محض عارضی ہیں" آرمیٹج نے کہا "مجھے کامل امید ہے کہ اپنی حالت کو بہت جلد اصلاح پر لے آؤنگا جس کے بعد پھر آپ کو تکلیف دینے کی حاجت نہ ہوگی"

"مگر یہی بات تم نے چھ سات مہینے قبل اس وقت کہی تھی۔ جب پچاس ہزار پونڈ قرض لے گئے تھے۔ اور تمہیں یاد ہوگا۔ کہ یہ روپیہ اب تک واپس نہیں ملا۔"

"حضور والا جو کچھ فرماتے ہیں صحیح ہے۔" آرمیٹج نے زیادہ اصرار کے لہجہ میں کہا "مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ اگر مجھے کل دوپہر تک پچیس ہزار پونڈ نہ ملے۔ تو پھر میرا تباہ اور برباد ہونا یقینی ہے۔"

"پچیس ہزار پونڈ! ہڈیوس..." ڈیوک نے گھبراکر کہا۔

"چپ سرکار، یہ نام نہ لیجئے۔" آرمیٹج نے جلدی سے کہا۔

"خدا اس نام کو غارت کرے۔" مارچ مونٹ نے اس شخص کے انداز سے کہا جس کی پریشانی حد انتہا تک پہنچی ہوئی ہو۔

"مگر حضور کو یاد ہوگا۔ کہ یہ نام آپ ہی کے حکم پر ترک کیا گیا تھا۔" آرمیٹج نے سرد لہجہ میں کہا۔

"چلو جانے دو۔ نام کی بحث میں کیا رکھا ہے۔" ڈیوک نے اکتاکر کہا "خیر ۲۵ ہزار پونڈ

کا تھا میں سچ کہتا ہوں اس وقت میرے لیے اس کا انتظام کرنا غیر ممکن ہے۔ . . . میں حقیقتاً اتنا روپیہ نہیں دے سکتا . . ."

"نہیں روپیہ کی خاطر برباد ہونا منظور کر سکتا ہوں" آرمیٹج نے برابر کے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا۔

"آخر تمہاری اس وقت کی حالت کیا ہے؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"حضور کو یاد ہوگا میں نے پچاس ہزار پونڈ لیتے وقت عرض کیا تھا۔ کہ میرا بے شمار روپیہ بدمعاش پرسٹن نے اپنی جعلسازیوں سے برباد کر دیا ہے" آرمیٹج نے جواب دیا "گذشتہ چھ ماہ میں میں اس نقصان کی تلافی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا ہوں مگر معلوم ہوتا ہے۔ قسمت نامہربان ہے۔ اگلے نقصان کی تلافی ایک طرف۔ الٹا اس عرصہ میں کئی اور گھاٹے برداشت کرنے پڑے ہیں . . ."

"مگر تمہاری حالت روزمرہ اسی طرح بگڑتی ہی جائے گی۔ تو نئے مطالبات سے اس کی اصلاح معلوم" ڈیوک نے کہا "مجھے یاد ہے پچاس ہزار پونڈ قرض لیتے وقت تم نے کہا تھا۔ کہ مجھے عنقریب بعض امرا سے بہت سا روپیہ وصول ہونیوالا ہے . . ."

"تھا سہی" آرمیٹج نے جواب دیا۔ "مگر . . ."

"مگر کیا؟" ڈیوک نے گھبرا کر پوچھا۔ "وصولی کے بعد وہ بھی تو خاک میں نہیں مل گیا؟"

"حضور سے کیا پردہ ہے۔" آرمیٹج نے کہا "شومئی قسمت سے سونے کو ہاتھ ڈالتا ہوں وہ بھی مٹی ہو جاتا ہے۔ اب حالت یہ ہے۔ کہ اگر میں نے کل دوپہر تک پچیس ہزار پونڈ جمع کرا کے بعض ہنڈیوں کا بھگتان نہ کیا۔ تو میری تباہی یقینی ہے۔ لیکن اگر آپ اس وقت میری امداد منظور کریں۔ تو میری ساکھ دوبالا ہو جائے گی۔ اور قرض لینے میں دقت کا سامنا نہ ہوگا۔"

"تو کیا میرے دیے ہوئے روپیہ کے علاوہ تمہیں کاروبار چلانے کو اور بھی قرض لینے کی حاجت ہے؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"حضور جانتے ہیں۔ کاروبار میں لین دین کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے" آرمیٹج نے جواب دیا "مگر جیسے ہی تقدیر یاور ہوئی۔ ساری مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ ان دنوں میں نے بہت سا روپیہ سٹہ میں لگا رکھا ہے جس کی کامیابی کے لئے مزید روپیہ کی حاجت ہے . . ."

"اوہ! تم جو امیروں کو خود روپیہ دیا کرتے تھے۔ اب ساہوکاروں کے دست نگر ہو"

ڈیوک نے کہا۔

"مگر اطمینان فرمائیے میرا تعلق پیشہ ور سود خواروں سے نہیں۔ایک معزز سا لسٹر ہے۔"

آرمیتج نے جواب دیا "ان کا نام مسٹر کولمین ہے۔ اور وہ بڈفورڈ رو واقع ہوبورن میں رہتے ہیں۔ ان سے میں نے ۲۵ ہزار پونڈ ہنڈی پر وصول کئے تھے۔ جس کی ادائگی کل لازم ہے۔ اگر یہ ہنڈی ٹھیک سکر گئی تو آگے چلکر میں ان سے ۵۰ ہزار تک وصول کر سکوں گا۔"

"مان لیا مگر سوال یہ ہے۔ کیا اس ۵۰ ہزار میں سے تم میرے حال کے ۲۵ ہزار واپس دے دو گے ؟" ڈیوک نے پوچھا۔

آرمیتج نے ایک لمحہ تامل کیا۔ پھر کہنے لگا "ہاں دے دونگا" مگر یہ الفاظ اس نے اس انداز سے کہے۔ گویا سمجھتا ہے۔ کہ جب ضرورت ہوئی۔ پھر اتنی ہی رقم لے لوں گا۔

"دیکھو ٹریورس دھوکا مت دینا ۔ ۔ ۔"

"مائی لارڈ میں پھر عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ آپ اس نام کے متعلق احتیاط نہیں فرماتے۔ کچھ عرصہ سے یہ لفظ کئی بار سہواً آپ کی زبان سے نکلا ہے ۔ ۔ ۔"

"سچ کہتے ہو۔" ڈیوک نے بے خبرانہ انداز سے کہا "خیر بامر مجبوری کل دس بجے روپیہ دے جاؤ گا مگر یاد رکھو۔ اسے چند دن میں واپس ادا کرنا تمہارا فرض ہوگا۔ کیونکہ دوسری صورت میں خود مجھے سخت مشکلات پیش آئیں گی۔ اس کے ساتھ ہی میری نصیحت یاد رکھو اور جہاں تک ممکن ہے بدی اور سٹہ سے گریز کرو ورنہ آج نہیں کل۔ کل نہیں پرسوں یقیناً برباد ہو جاؤ گے۔ ہاں مگر تمہاری بیٹی اور داماد کو بھی ان مشکلات کا علم ہے ؟"

"خدا کا شکر ہے نہیں" آرمیتج نے جواب دیا "زو تو باہر گئی ہوئی ہے ۔ ۔ ۔"

"باہر۔ بیٹی ؟ مارچ مونٹ نے تعجب سے کہا۔ "اگر وہ شہر سے باہر گئی ہوئی ہے۔ تو غالباً اس کا شوہر بھی ساتھ ہوگا۔"

"جی نہیں۔ وہ تنہا صرف خادماؤں کو ساتھ لے کر گئی ہے۔"

"کیوں ؟" ڈیوک نے انداز حیرت سے کہا۔ "کیا میاں بی بی میں ان بن ہو گئی ہے ؟"

"بالکل نہیں" آرمیتج نے جواب دیا "سچ پوچھئے تو میریڈیتھ اس کے ساتھ جانے کو بیقرار تھا۔ مگر زو نے خود ہی اکیلا جانے پر اصرار کیا۔ دراصل کچھ عرصہ سے اس کی صحت خراب ہوئی جاتی تھی۔ ڈاکٹروں نے کہا۔ اس کا کسی معتدل مقام پر جانا ضروری ہے۔ میں اور میریڈیتھ دونو ساتھ

جانے کو تیار ہوئے مگر اُسے پُر بضد دیکھ کر رہ گئے۔ ہم بھی اصرار کرتے تو اسکی پریشانی اور بڑھتی جس کا اثر اس کی صحت پر یقیناً خراب پڑتا۔ میں نہیں جانتا اُسے کوئی مُراقی عارضہ یا مالیخولیا کی قسم سے کوئی بیماری لاحق ہے۔ بہرحال کچھ عرصہ سے یہ خیال بشدت اس کے ذہن نشین ہو چکا تھا کہ میری صحت جنوبی فرانس یا اٹلی میں چند ماہ تنہا سیر کرنے سے ہی ٹھیک ہوگی۔"

"اس صورت میں تم نے بہت اچھا کیا کہ جھک گئے۔" ڈیوک نے تسلیم کیا۔

"یہی بات میں نے ہیریڈ سے کہی تھی۔ مگر اس کو منانے میں بڑی دقت کا سامنا ہوا" آرمیٹج نے جواب دیا۔ "وہ زوئے پر ہزار جان سے فدا ہے اور زوئے اسکی عاشق۔ فی الحقیقت زوئے کا اپنا بیاہ ہے۔ کہ ایسی محبت جیسی ان دونوں میں ہے کبھی مرد عورت میں نہیں ہوئی۔ وہ تو محض بیماری کی وجہ سے اس سے جدا ہونے پر مجبور ہوئی۔ ورنہ دونو ایک دوسرے کو دیکھ کر جیا کرتے ہیں"

اس کے تھوڑی دیر بعد مسٹر آرمیٹج رخصت ہوا۔ تو ڈیوک نے بنک کی کتاب نکال کر دیکھی اور اُسے یہ جان کر سخت ہی رنج ہوا کہ آرمیٹج کو نیا چک دینے کے بعد بنک کا خود اس کے ذمہ بہت سا روپیہ ہو جائے گا۔ اس میں شک نہیں اس کی ساکھ کھری تھی۔ اور بنک کو اسے بڑی سے بڑی رقم ادا کرنے میں اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ پھر بھی دوسرے کی حاجت روائی کرنے کو اپنے اوپر قرض کا بوجھ لئے جانا باعث تسکین امر نہ تھا۔

اس کے دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب میڈم اینجلیک سادہ لباس پہن کر ہیرواٹ کو چلی جس بنگلہ میں راچگاری اندرا رہا کرتی تھی۔ اس کے پاس جاکر اس نے داروغہ مارک کو باہر نکلتے دیکھا۔ اور یہ اس سے نظر بچانے کے خیال سے سڑک پر اس طرح چلنے لگی۔ گویا کسی کام پر جا رہی ہے۔ پھر بھی چھپی نظروں سے اسکی طرف دیکھتی رہی حتے کہ وہ ایک بند گاڑی میں سوار ہو گیا۔ گاڑی چل دی۔ تو وہ بنگلہ کی طرف واپس ہوئی۔ اور کسی کے انتظار میں ادھر اُدھر ٹہلنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد خادمہ سگونہ باغ میں پھرتی نظر آئی۔ اسے دیکھ کر وہ باڑ کے پاس گئی اور ایک دو بار کھانسنے کی آواز پیدا کی۔ اس سے ہندوستانی خادمہ کے کان کھڑے ہوگئے اور وہ تیز چلتی اس مقام کی طرف آئی۔ جہاں میڈم اینجلیک درختوں کے سایہ میں کھڑی تھی۔

قریب آئی تو میڈم اینجلیک نے پوچھا "کہئے تمہاری بیگم واپس آگئیں۔ کیا؟"

"وہ تو پرسوں ہی آ گئی تھیں۔" سگونہ نے جواب دیا۔ "مگر تم بتاؤ وہاں کیا کچھ ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں۔" میڈم اینجلیک نے افسردگی سے جواب دیا۔ "ہمارے سب منصوبے

خاک میں مل گئے۔ تمہاری بیگم کے پاس ایک خنجر تھا۔ اُسے دیکھ کر ڈیوک اتنے خوف زدہ ہوئے کہ ذرا تاب مقابلہ نہ لا سکے۔"

"تب وہ تمہارا نام نہاد ڈیوک کوئی نہایت ہی بزدل اور ڈرپوک آدمی ہوگا۔" سگونہ نے جس کی خوشنما آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔ اور عنابی ہونٹ فرطِ حقارت سے مڑ گئے تھے۔ کہا "پھر اب میرے پاس آنے کی کیا حاجت تھی؟"

"اندراسنے واپسی پر تم سے وہاں کا کچھ حال بیان کیا ہوگا؟" میڈم اینجلیک نے پوچھا۔

"نہیں۔ اور ایک ایسی معزز خاتون کو ضرورت بھی کیا ہے۔ کہ وہ نجی معاملوں کا ذکر خادماؤں سے کرتی پھرے۔" سگونہ نے جواب دیا۔

"کم از کم تم اپنی کوشش سے ضرور کچھ حال معلوم کر سکتی ہو۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔

"نا ممکن۔" سگونہ نے جواب دیا پھر سوچ کر کہنے لگی "علاوہ بریں جب تم نے ایسا زریں موقعہ ہاتھ سے کھو دیا۔ تو میرا کیا سر پھرا ہے کہ از سرِ نو تمہاری مدد کروں؟" یہ کہتے ہوئے ہندوستانی خادمہ کی سیاہ آنکھوں میں اس قسم کی تیز روشنی پیدا ہوئی جسے دیکھ کر میڈم اینجلیک ڈر گئی۔

"سگونہ" اس نے یکایک کسی تازہ خیال کے زیرِ اثر کہا "میری دانست میں تم نے محض روپیہ کی خاطر میری مدد کرنا منظور نہ کیا تھا۔۔۔"

"کیسے جانا؟" خادمہ نے سرد مہری سے پوچھا۔

"تمہاری ناکامی سے تمہیں جو رنج پہنچا ہے۔ وہی اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ غالباً تمہاری دلی خواہش تھی کہ ڈیوک آف ہارج مونٹ تمہاری بیگم پر فتح پائیں۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے تیز نظروں سے خادمہ کے چہرہ کو دیکھنا شروع کیا۔

"میں تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھی اس لئے مفصل بیان کرو۔" سگونہ نے سکون کامل برقرار رکھتے ہوئے کہا۔

"میری رائے میں تمہیں کسی وجہ سے اپنی بیگم سے نفرت ہے۔ اسی لئے تم نے اُسے برباد کرنے کی سازش میں حصہ لیا تھا۔" میڈم اینجلیک نے کہا "کیا واقعی تمہیں اپنی بیگم سے کد ہے؟"

"تمہارا یہ خیال محض غلط ہے۔" ہندوستانی خادمہ نے غیر معمولی بے چینی ظاہر کرتے ہوئے کہا "بیگم مجھ سے ہمیشہ محبت اور عنایت کرتی رہی ہیں۔ اس لئے مجھے اُن سے کوئی شکایت نہیں پھر بھی کوئی چیز یہاں چھپی ہوئی" اور یہ کہتے ہوئے اس نے دل پر ہاتھ رکھا "مار مار مجھے اُن کی برائی

پر اُکسا رہی ہے ۔ کوئی جہنمی فرشتہ ہر بار مجھے بدی کی ترغیب دیتا ہے . . . "

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمہیں بیگم سے انتقام لینے کی خواہش ہے ۔ اور اسی لئے تم نے اُسکی بربادی کی سازش میں حصہ لیا تھا ۔"

"سیاہ کار عورت ۔" سگونہ نے غیر معمولی جوش کے لہجہ میں کہا "معلوم ہوتا ہے اس جہنمی فرشتہ نے ہی تمہیں میری تحریص و ترغیب کے لئے بھیجا ہے ۔ کاش میں تمہاری منحوس صورت نہ دیکھتی ۔ یا تم نے جو سازش کی تھی ۔ اس میں کامیابی ہوتی ۔ کیونکہ فی الحال مجھے حصول مدعا کی خوشی تو ہوئی نہیں مگر ایک فعل بد میں حصہ لینے کی شرم و ندامت لاحق ہے ۔"

"تم مجھے ناحق کوستی ہو ۔" میڈم اینجلیک نے نرم لہجہ میں جسے وہ بوقت ضرورت آسانی سے اختیار کر لیتی تھی ۔ کہا ۔ "جو ہو چکا ۔ اس پر رنج بے سود ہے ۔ سمجھدار آدمی گذشتہ ناکامیوں سے آئندہ کے لئے سبق حاصل کرتے ہیں ۔" پھر دفعتاً کسی اور خیال کے زیر اثر اس نے کہا "کہیں تم اس لئے تو خفا نہیں ہو ۔ کہ تمہیں بھی ان عاشق تن رسیا مردوں سے جن کا میں نے پیشتر ذکر کیا تھا ملنے کی خواہش ہے ۔ مگر تم آغاز کار کی بجائے اپنی بیگم کی تقلید پسند کرتی ہو ۔"

میڈم اینجلیک کا اشارہ سمجھ کر سگونہ کی سیاہ آنکھوں میں بجلیاں چمکنے لگیں ۔ کڑی آواز سے بولی "نادان تو سمجھتی ہے ۔ میرے سینہ میں خیالات فاسدہ کا ہجوم ہے ؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی دودھیا ساری کا آنچل ہٹا کر برف کی ایسی سپید چھاتی برہنہ کی "نہیں ۔ سو بار نہیں ۔ اور اگر ایک لمحہ کے لئے تیرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اپنی بیگم کو گناہ کے غار میں گرتا دیکھ کر خود بھی اسی طرف آنے کا ارادہ رکھتی ہوں ۔ تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ میں نے پیشتر کسی توضیح یا تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھی تھی ۔ مگر اب سنو اور یاد رکھو ۔ کہ جن فاسق و فاجر مردوں کا تم ذکر کرتی ہو ۔ ان میں سے کوئی میرا دامن چھونے کی کوشش کرے یا میری طرف آنکھ بھر کر بھی دیکھے ۔ تو میں بیگم کی طرح خنجر دکھانا کافی نہ سمجھوں گی ۔ میں اس آلہ تیز کو میں اس کے سینہ میں گھونپ دونگی !"

سگونہ یہ الفاظ کہہ رہی تھی ۔ تو اسکی آنکھیں شعلہ بار نتھنے پھولے ہوئے اور سینہ متلاطم تھا ساتھ ہی جب اس نے اپنی دلفریب قامت کو انداز فخر سے دراز کیا ۔ تو اس کی صورت پر ایسا جلال ظاہر ہوا ۔ کہ میڈم اینجلیک مرعوب ہو کر دو قدم ہٹ گئی ۔

" دل سے کہنے لگی "معاملہ کی تہ میں ضرور کوئی گہرا راز ہے ۔ اور میں نہیں جانتی ۔ الکسرح تو

پر کیا رویہ اختیار کروں" پھر کچھ سوچ کر اس نے کہا "سگونہ پیاری مجھ سے اتنی سختی کس لیے؟ کیا ہم دونوں کو مل کر کام نہیں کرنا ہے؟"

"مگر کس طرح؟" ہندوستانی خادمہ نے پوچھا۔ اور اب ایک لمحہ میں اس کا سکون پھر بحال ہوگیا۔ "اگر میں بیگم کی تباہی کے لئے دوبارہ کوشش کرنا بھی چاہوں۔ تو اس کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ جب ایسا نادر موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ تو بتاؤ اور کیا صورت پیدا کی جا سکتی ہے؟"

"میری رائے میں پہلے کسی طرح یہ معلوم کرو کہ اندرا کس لئے روک لینڈس گئی تھی؟ یہ راز حل ہو گیا۔ تو پھر تمہاری آرزو بر لانے کی نئی صورت میں پیدا کر دوں گی۔ اس صورت میں میری طرف سے انعام واکرام میں بھی دریغ نہ ہوگا۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔

سگونہ نے اپنی تیز سیاہ آنکھیں میڈم اینجلیک کے چہرہ پر گاڑ دیں۔ پھر کہنے لگی "تو کیا تمہارے خیال میں بیگم تمہارے بہکانے سے وہاں نہ گئی تھیں؟ کیا ان کا روک لینڈس جانے کا مقصد کچھ اور تھا؟"

"ہاں۔ یہ رائے ڈیوک آف مارچ نے مجھ سے ظاہر کی تھی۔ اور یہی میرا اپنا خیال ہے۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔

سگونہ تھوڑی دیر حالت فکر میں ہی۔ نگاہ فرش زمین کی طرف جھکی ہوئی۔ مگر چہرہ اتنا پرسکون اور سنجیدہ تھا کہ میڈم اینجلیک ایسی جہاندیدہ عورت بھی معلوم نہ کر سکی۔ اس کے دل میں کیا خیالات گذر رہے ہیں۔ آخرکار اس نے اپنا خوشنما سر بڑی آہستگی سے اٹھایا اور فرانسیسی عورت کے چہرہ کو دوبارہ انداز تجسس سے دیکھتے ہوئے بولی "معلوم ہوتا ہے۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ ڈر گئے"

"اندرا کا طرز عمل ہی ایسا تھا کہ اس سے کئی طرح کے مبہم اور پُراسرار اندیشے پیدا ہو سکتے تھے۔"

"کیونکر؟" سگونہ نے جلدی سے پوچھا۔

"مفصل حالات تو میں نہیں جانتی۔" میڈم اینجلیک نے اس سوال سے گھبرا کر کہا۔ "مگر ڈیوک کہتے ہیں ایک غیر ملکی عورت کا ایسے عجیب حالات میں ان کے دیہاتی مکان پر جانا اور وہاں پُراسرار طریق عمل اختیار کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس کا مقصد ضرور تشویشناک تھا۔"

"میری اپنی رائے بھی ہے۔" سگونہ نے اسی پرسکون لہجہ میں کہا۔ پھر اپنی تیز سیاہ آنکھوں کو پُرمعنی انداز سے میڈم اینجلیک کے چہرہ پر جما کر اس نے کہا۔ "سچ جانو اگر ڈیوک آف مارچ مونٹ

نے بیگم اندرا کو موثر طریق پر برباد نہ کیا۔ تو وہ بے شبہ ان کی اپنی بربادی کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ میری آجکل کی پیشگوئی یاد رکھنا۔ اور خبردار پھر کبھی ادھر آنے کی جرات نہ کرنا۔"

"سگونہ، سگونہ۔ ذرا ٹھہرو۔ میں صرف ایک لفظ اور کہنا چاہتی ہوں" میڈم اینجلیک نے ان لفظوں سے حقیقتاً خوف زدہ ہو کر کہا۔ کیونکہ اسے خیال آیا۔ اگر ڈیوک آف مارچ مونٹ کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے تو گھن کی طرح میرا بھی ساتھ پس جانا یقینی ہے۔ وہ سمجھتی تھی جس بربادی کی طرف سگونہ نے اشارہ کیا ہے۔ وہ ضرور اندرا کی کسی انتقامی کوشش سے متعلق ہے۔ اور ظاہر تھا کہ اندرا نے ڈیوک کے خلاف کوئی کارروائی کی۔ تو میڈم اینجلیک کا بھی گرفت میں آنا لازم تھا۔ کیونکہ وہ اس سازش میں مساوی حصہ دار تھی۔

سگونہ ان فیصلہ کن الفاظ کے بعد تیز چلتی واپس جا رہی تھی۔ مگر میڈم اینجلیک کی التجا پر رک گئی۔ اور کہنے لگی "بتاؤ۔ اور کیا چاہتی ہو؟"

"تم نے کہا ہے اگر ڈیوک نے اندرا کو برباد نہ کیا۔ تو وہ خود ڈیوک کو برباد کر دے گی۔ اب میں پوچھتی ہوں کہ اگر ڈیوک نے تمہاری بیگم کے خلاف کوئی نئی کارروائی کی۔ تو کیا تم اس میں مدد دو گی؟"

سگونہ تھوڑی دیر چپ رہی۔ پھر کچھ سوچکر کہنے لگی "کل اسی وقت یہاں مجھ سے ملنا۔ اس وقت میں تمہارے سوال کا جواب دونگی۔"

اتنا کہہ کر وہ تیز چلتی بنگلہ کی طرف چلی گئی۔ اور اس کا بے داغ سپید لباس بہت جلد درختوں کے پیچھے میڈم اینجلیک کی نظروں سے چھپ گیا۔

---

# باب ۵۸

## نیا خطرہ

اسی رات ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان ڈیوک آف مارچ مونٹ اور میڈم اینجلیک اس آراستہ کمرہ میں بیٹھے ہوئے جو فرانسیسی عبارہ کی نشست گاہ کا کام دیتا تھا۔ باتیں کر رہے تھے۔ میڈم اینجلیک نے وہ سب گفتگو جو دن کے وقت سگونہ سے ہوئی تھی۔ ڈیوک سے مفصل بیان کر دی تھی۔ مگر اس سے مارچ مونٹ کا اضطراب اور بڑھ گیا تھا۔ میڈم اینجلیک نے سر دست ڈیوک سے اسکی

موجودہ پریشانی کی وجہ دریافت نہ کی تھی۔ کیونکہ اپنے خیال میں وہ سمجھے ہوئے تھی۔ کہ اس کا تعلق انہی مشکلات سے ہے جو اندرا کے خلاف سوچی ہوئی منحوس تجویز کی بدولت ہم دونو کو پیش آنے والی ہیں۔ چنانچہ اسی خیال سے اس نے کہا "کل رات حضور نے کہا تھا۔ اس معاملہ میں ہمارے لئے قانونی مواخذہ کا خوف نہیں۔ میں پوچھتی ہوں یہ بات آپنے کس خیال سے کہی تھی؟

"خدا جانے کس خیال سے کہی تھی"۔ ڈیوک نے مضطرب ہو کر جواب دیا۔ "تم جانتی ہو۔ میں اس وقت سخت جوش میں تھا۔۔۔"

"تو بھی آپ کی رائے میں اس عورت کی طرف سے کیا کارروائی ہو سکتی ہے؟" میڈم اینجلیک نے گھبرا کر پوچھا۔

"اس نے مجسٹریٹ میں استغاثہ دائر کر دیا۔ تو تمہیں فوراً زیر حراست کر لیا جائے گا"۔ ڈیوک نے جواب دیا۔ "اور میں گو اپنے رتبہ امارت کی بدولت اس ذلت سے بچ رہوں گا۔ تاہم اس انکشاف سے میری بھی جیسی کچھ بدنامی ہوگی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔"

میڈم اینجلیک ان لفظوں کو سن کر کانپ گئی۔ مگر ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح تنکے کا سہارا لیکر کہنے لگی۔ "کل جب اس خادمہ سے میری باتیں ہوئیں۔ تو جہاں تک یاد ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا۔ کہ اندرا تمہیں بھی تباہ کرنا چاہتی ہے۔ پھر یہ بات اب تک راز میں ہے کہ جیسا حضور نے فرمایا تھا۔ اس نے اوک لینڈمس کے حالات کی اتنی تحقیقات کیوں کی۔ اس لئے مائی لارڈ" اس نے اس امید کا سہارا لیتے ہوئے جو اس کے دل میں پیدا ہو گئی تھی۔ اصرار کہا "جہاں تک میرا خیال ہے خطرہ فقط آپ کے لئے ہے۔ میری ذات اس شمار میں نہیں۔"

"یہ بات ہے کیا؟" ڈیوک نے جس کے چہرہ پر عجیب طرح کا اثر پیدا ہو گیا تھا۔ کہا۔ "میڈم اینجلیک۔ تم ان مشرقی عورتوں کا حال نہیں جانتی ہو۔ ان کے دلوں تک پہنچنا حقیقت میں غیر ممکن ہے۔ وہ پراسرار، دباہ قدم اور ان سانپوں کی طرح خطرناک ہیں جو ان کے ملک میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سگونہ کی بات پیچھے نہ ڈالو۔ اور یاد رکھو اندرا بڑی منتقم اور کینہ توز عورت ہے۔۔۔"

اس وقت ایک نوکر نے اندر آکر میڈم اینجلیک کے کان میں کچھ کہا۔
وہ کہنے لگی۔ "بہت اچھا۔ کہہ دو میں ایک منٹ میں آتی ہوں۔"

نوکر چلا گیا تو ڈیوک نے پوچھا" کیا بات ہے؟"

" کوئی صاحب ایم - برٹن کے مکان کی راہ سے آئے ہیں۔"

" تو جاؤ اسے کچھ کہکر ٹال دو۔" مارچ مونٹ نے بگڑ کر کہا۔ ہماری اس وقت کی گفتگو تمہارے عام کاروبار سے زیادہ قیمت رکھتی ہے۔"

" اطمینان فرمائیے میں ابھی حاضر ہوتی ہوں۔" فرانسیسی عورت نے جواب دیا۔ کوئی اجنبی معلوم ہوتا ہے جسے ایم برٹن نے میرے پاس بھیجا ہے۔ ایسے آدمی سے لازماً اخلاق کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے۔

اتنا کہہ کر میڈم اینجلیک ڈیوک کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر باہر نکلی۔ اور اس عشرت کدہ کی طرف ہولی جس کا ذکر پیشتر کئی موقعوں پر ہو چکا ہے۔ اس جنت کی حوریں اس وقت سب کی سب غائب تھیں۔ اس لئے اکھاڑا خالی پڑا تھا۔ مگر ایک شخص جو بظاہر وہی گاہک تھا جسکی نوکر نے اطلاع دی تھی کھڑا ہو کر آئینہ دار دروازہ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ آدمی خوش پوش تھا۔ مگر میڈم اینجلیک کی تیز آنکھ نے فوراً معلوم کر لیا کہ وہ صحیح معنوں میں طبقہ شرفا سے نہیں ہے۔ اسکی صورت میں گنواروں کا عنصر غالب تھا۔ اور وہ شاندار لباس جو اس وقت اس نے پہن رکھا تھا اسے بالکل نہیں سجتا تھا۔ دفعتاً اس عیار کوٹھی والی کے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہوا۔ مگر اپنے اضطراب کو ظاہری تبسم میں چھپاکر وہ اطمینان سے چلتی اس کے پاس گئی۔ جواب تک آئینہ دار دروازہ کے امتحان میں اتنا منہمک تھا کہ اسے میڈم اینجلیک کی آمد کا بھی علم نہیں ہوا۔

" کیا آپ ہی کا نام میڈم اینجلیک ہے؟" اس نے مڑ کر پوچھا۔

" جی ہاں۔ لوگ مجھی کو اس نام سے یاد کرتے ہیں۔" عورت نے بڑے اخلاق سے مسکرا کر جواب دیا۔

" اچھا تو سنئے۔ میں محکمہ سراغرسانی کا افسر ہوں۔" اجنبی نے بڑے اطمینان سے کہا۔

خطاکار عورت کے منہ سے ہلکی دبی ہوئی چیخ نکلی۔ اس مختصر جملہ نے اس وقت جب اسکی روح پہلے ہی فکر جانکاہ سے گھلی جاتی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے اس کے دماغ کو چکر میں ڈالدیا۔ اور قریب تھا کہ غش کھا کر گر جاتی۔ مگر اجنبی نے اسکی حالت دیکھ کر کہا۔

" ڈرو نہیں۔ میں صرف دوستانہ پیرایہ میں حاضر ہوا ہوں۔"

اس سے میڈم اینجلیک کا ایک حد تک اطمینان ہوگیا۔ اور اب اس نے ملاقاتی کی تعظیم میں غیر معمولی تکلف کا اظہار شروع کر دیا۔ بڑی قدر سے ایک میز کے پاس بٹھا کر بہترین شراب اور سامان اکل حاضر کیا۔ اور وہ بھی بڑے اطمینان کے ساتھ ان چیزوں کے خورد و نوش میں مصروف ہو گیا۔

شراب کا دوسرا گلاس چڑھاتے ہوئے اس نے کہا "میڈم اینجلیک تملق برطرف میں آپ کے حسن اخلاق کی داد دیتا ہوں۔ اور اسی اخلاق حمیدہ سے قائل ہو کر کہنا پڑتا ہے کہ میرا ارادہ پہلے کچھ بھی ہو۔ موجودہ فیصلہ یہ ہے کہ آپ کو کسی طرح کا گزند نہ پہنچنے دوں گا۔ میرا نام شیڈ بولٹ ہے شاید کبھی آپ نے سنا ہوگا۔"

"افسوس مجھے آپ کا شرف شناسائی حاصل نہیں۔" میڈم اینجلیک نے کہا "مگر از راہ کرم یہ تو فرمائیے۔ اس وقت آپ کی تشریف آوری کیسے ہوئی؟۔۔۔ در اصل مجھے سخت تشویش ہو رہی ہے۔۔۔۔۔"

"اطمینان فرمائیے۔ میڈم اطمینان فرمائیے۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا "میری طرف سے کسی تشویش کی حاجت نہیں۔ بات در اصل یہ ہے۔" اس نے چاندی کی چھری سے پہلے اسفنجی کاک کا بڑا سا ٹکڑا کاٹتے اور پھر اسی کی مدد سے تربوز کی ایک قاش تراشتے ہوئے کہا "بات در اصل یہ ہے کہ پولیس کو اطلاع دی گئی ہے۔۔۔"

"اطلاع! کون ہے جس نے میرے خلاف اطلاع دی؟" میڈم اینجلیک نے جو سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی گھبرا کر پوچھا۔

"آہ! یہ سوال ایسا ہے جس کا میں کچھ جواب نہیں دے سکتا۔" شیڈ بولٹ نے جس کا منہ اچھی طرح بھرا ہوا تھا دقت سے بولتے ہوئے کہا "ہاں اتنا بتا سکتا ہوں کہ آج ہی کمشنر ان پولیس کو اطلاع دی گئی ہے کہ آپ بزازہ کے علاوہ کچھ ایسا ویسا کاروبار بھی کرتی ہیں۔۔۔ میں قصداً تشریح نہیں کرتا۔ کیونکہ کسی کا دل دکھانا میری عادت میں داخل نہیں۔۔۔ ارے یہ شیرینی کتنی مزیدار ہے اور پورٹ تو۔۔۔ واہ ہی واہ!"

"الٰہی! کیا بات کمشنر ان پولیس کے کانوں تک پہنچ گئی!" بدنصیب عورت نے دست تاسف ملتے ہوئے کہا "افسوس۔ افسوس۔ اب میرا کیا ہوگا؟"

"یہ نہیں میڈم۔ گھبرائیے نہیں۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے جلد جلد کھانے پر ہاتھ صاف

کرتے ہوئے کہا۔ آپ کا نصیب یاور تھا۔ کہ معاملہ کی تفتیش میرے سپرد کی گئی۔ ورنہ میرا بھائی کوئی اور ہوتا تو بخدا تم اس وقت تھانے میں ہوتیں۔ مگر میری عادت کچھ اور طرح کی ہے۔ میں جانتا ہوں شرفا سے شرافت کا سلوک کرنا چاہیئے۔ اور ایسی۔ ایسی فیاض خاتون سے جیسی آپ ہیں۔ میں کسی حال میں سختی روا نہیں رکھتا۔"

وہ لفظ "ایسی" پر رک گیا تھا۔ کیونکہ پہلے اس کے آگے "معزز" کا لفظ استعمال کرنا چاہتا تھا مگر پھر کچھ سوچ کر اسے "فیاض" سے بدل دیا۔

"صاحب اس احسان کے لئے جو آج آپ نے میری ذات پر کیا ہے۔ دلی شکریہ قبول فرمائیے" میڈم اینجلیک نے کہا۔ کیونکہ مسٹر شیڈ بولٹ کی زبانی اپنی تعریف سن کر اب رفتہ رفتہ اس کا اطمینان ہونے لگا تھا۔

"دیکھئے میڈم" سراغرساں افسر نے جو بڑے اطمینان کے ساتھ پھل مٹھائی اور شراب نوش کر رہا تھا کہا "کمشنر پولیس کو جو اطلاع بھیجی گئی۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ کا ہمسایہ فرانسیسی درزی آپ سے ملا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی خوش پوش آدمی آہستہ سے اس کو کہہ دے کہ مجھے ساتھ والے مکان میں ایک لیڈی سے ملنا ہے۔ تو بے تامل ادھر بھیج دیتا ہے۔ میں خود اسی راہ سے آیا ہوں۔ گو بخدا اپنی زندگی میں میں نے کئی خفیہ اور عجیب ایجادیں دیکھی ہیں۔ مگر ان سب میں آئینہ والے دروازہ کی ایجاد واقعی لاجواب ہے۔"

"خدا کی پناہ! تو کیا یہ سب حال کمشنر پولیس کو معلوم ہو گیا؟" میڈم اینجلیک نے پریشانی کی حالت میں کہا۔

"تو بھلا۔ ایسے راز کبھی پولیس سے چھپا کرتے ہیں؟" مسٹر شیڈ بولٹ نے کہا۔ "تعجب تو اس بات کا ہے کہ معاملہ اتنی مدت پوشیدہ رہا۔"

"پھر اب فرمائیے آپ میرے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ آپ میرے کرمفرما ہیں جس طرح حکم دیں گے کروں گی۔" فرانسیسی عورت نے کہا۔

"مجھ سے جو ہو سکتا ہے اس سے دریغ نہیں۔" مسٹر شیڈ بولٹ نے جواب دیا۔ "مگر آپ جانیں دنیا میں ہر چیز کی کچھ نہ کچھ قیمت ہوتی ہے۔ آخر جب آپ خریداروں سے یہاں آنے اور آرام کرنے کی قیمت لیتی ہیں۔ تو اگر میں اینک شیڈ بولٹ یا ایماندار ایک جیسا لوگ عام طور پر مجھے سمجھتے ہیں اپنی خدمات کی قیمت مانگوں تو کیا مضائقہ ہے۔"

"کہیے۔ کہیے۔ آپ جو مانگیں میں دینے کو تیار ہوں" میڈم اینجلیک نے امید و بیم کی حالت میں کہا۔

"میری رائے میں پچاس پونڈ کچھ ایسی بڑی رقم نہیں ہے۔۔۔"

"پچاس کیا میں سو دینے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ مجھے بچانے کا وعدہ کریں" میڈم اینجلیک نے خطرے کے اس آسانی سے ٹل جانے کے خیال سے خوش ہو کر کہا۔

"بس سو۔ سو۔ میرا مطلب سو ہی سے تھا۔ شاید سہواً پچاس کا لفظ نکل گیا" سٹیڈ بولٹ نے کہا۔

میڈم اینجلیک نے بٹوہ نکال کر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے نوٹوں کی گڈی برآمد کی۔ اور اس میں سے اپنے خیال کے مطابق بیس بیس پونڈ کے پانچ نوٹ گنے۔ مگر غلطی سے ایک نوٹ ۲۰ کی بجائے ۵۰ پونڈ کا شامل ہو گیا۔ مسٹر سٹیڈ بولٹ نے اس غلطی کو دیکھا مگر چپ رہا۔ اور نوٹوں کو بڑے اطمینان سے تہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"اب میڈم جو میں آپ سے کہتا ہوں اُسے بغور سنئے" اس نے اس کام سے فارغ ہو کر کہا "میں کل اپنی رپورٹ داخل کر دوں گا جس میں درج ہو گا کہ آئینہ دار دروازہ بے شک موجود ہے مگر میڈم اینجلیک نے مدت گذری یہ کاروبار چھوڑ دیا ہے۔ اور اب صرف بزازہ پہ گذر اوقات کرتی ہیں۔ میں یہ بھی لکھ دوں گا کہ ان کا ارادہ اس دروازہ کو پاٹ دینے کا ہے۔۔۔"

"میں جس طرح آپ حکم دیں ویسے کروں گی" میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا "مجھے دروازہ چنوا دینے میں بھی عذر نہیں ہے۔۔۔"

"گھبرائیے نہیں میڈم" سٹیڈ بولٹ نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی شراب کا نواں یا دسواں گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا "دروازہ قائم رہے تو بھی مضائقہ نہیں صرف اس کا خیال رکھیے کہ آئندہ زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے۔ اپنے دوست فرانسیسی ویرزنی سے کہہ دیجیے کہ پورا اطمینان کئے بغیر کسی کو اس طرف نہ آنے دیں۔ اس کے ساتھ اگر سو پونڈ سالانہ میری فیس ملتی رہے تو مزے سے کام چلتا رہے۔ مجال نہیں کوئی پوچھے تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔"

"مگر آپ کی رائے میں صورت تو کسی طرح کا خطرہ باقی نہیں ہے؟" میڈم اینجلیک نے مکرر دریافت کیا۔

"بالکل نہیں۔ بشرطیکہ میری نصیحت پر عمل ہوتا رہے۔ میرا نام ایماندار آنسٹ شیڈ بولٹ ہے۔ اور میں کسی خاتون کو دھوکا دینا گناہ سمجھتا ہوں۔ بس اب میڈم اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں رخصت ہوتا ہوں۔"

مسٹر شیڈ بولٹ نے بنک نوٹوں کو جیب میں ٹٹول کر اطمینان کیا۔ اور چلتے چلتے شراب کا ایک اور گلاس میڈم ایجلیک کی، اور دوسرا اپنی صحت کا جام کہکر پی ڈالا۔ پھر ان دو کو ناکافی سمجھکر تیسرا "ترقی طالع" کے نام پر ختم کیا۔ اس کے بعد لڑکھڑاتا ہوا آئینہ دار دروازہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ میڈم ایجلیک نے پوچھا۔ "تو آپ کو واقعی معلوم نہیں کس نے پولیس میں اطلاع بھیجی؟ غور کر کے جواب دیجئے۔ وہ کوئی عورت تو نہ تھی؟"

مسٹر شیڈ بولٹ کو حقیقت میں اس کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ مگر شراب کے نشہ اور حالات کے اثر نے یہی جتلانے پر مجبور کیا کہ وہ سب حال سے واقف ہے۔ پُر راز لہجہ میں کہنے لگا "معاملہ میرے اور آپ ہی کے درمیان ہے۔ تھی تو وہ عورت ہی۔"

"معلوم ہوتا ہے آپ کوئی بات مجھ سے چھپانا چاہتے ہیں۔" میڈم ایجلیک نے کہا "مہربانی سے صاف صاف کہئے۔۔"

"لیکن میڈم ہم لوگ محکمہ سراغرسانی کے افسر اگر سب حال ظاہر کرنے لگیں ۔۔۔"

"مگر اتنا تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اطلاع دینے والی کوئی عورت تھی" میڈم ایجلیک نے کہا۔ "اچھا اس قدر اور بتا دیجئے کیا وہ عورت ۔۔۔ وہ عورت ۔۔۔ بیزوا ٹر میں رہتی ہے؟"

"آپ واقعی مجبور کر رہی ہیں۔" شیڈ بولٹ نے اسکی طرف رندانہ انداز سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "چلئے آپ کی خاطر میں یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ وہ بیزوا ٹر میں ہی رہتی ہے۔" مگر ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس شخص کو اطلاع کے ماخذ کا صحیح حال بالکل معلوم نہ تھا۔

اس کے بعد وہ رخصت ہوا اور میڈم ایجلیک تیز چلتی ڈیوک آف مارچ مونٹ کے پاس گئی۔ ہرچند یہ معاملہ اطمینان بخش طریق پر۔ بلکہ اس سے بہت زیادہ اطمینان بخش طریق پر جس کی اسے اس وقت امید تھی جب "محکمہ سراغرسانی کے افسر" کا لفظ اس کے کانوں میں پڑا، طے ہو چکا تھا۔ تاہم اس کا اضطراب اب بھی قائم تھا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ نے اسکی صورت سے جان لیا کہ ضرور کوئی نیا ماجرا پیش آیا ہے۔

"کیا خبر لائی ہو؟" اس نے بدمزاجی سے پوچھا "میں جانتا ہوں، مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی پھر بھی معلوم تو ہو۔ یہ نیا معاملہ کیا ہے؟"

میڈم اینجلیک نے ڈیوک سے سب حال پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا۔ کہ میں نے اپنی حکمت عملی سے مسٹر شیڈبولٹ سے منوا لیا ہے۔ کہ جس عورت نے پولیس کو اطلاع دی، وہ ہیمپ ڈائریس رہتی ہے۔ اس سے مایح مونٹ کو سخت حیرت ہوئی اندرا نے ارک لینڈس سے چلتے وقت وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اس راز کو پوشیدہ ہی رکھوں گی۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ میڈم اینجلیک کی معافی بھی اسی میں شامل ہے۔ اس میں شک نہیں۔ دوران گفتگو میں وہ محض اس لئے میڈم اینجلیک کو فرضی خطروں سے ڈراتا رہا تھا۔ کہ وہ کسی نہ کسی طرح خوف زدہ ہو کر اس نئی سازش میں جو وہ اندرا کے خلاف عمل میں لانا چاہتا تھا۔ شامل ہو جائے۔ مگر حقیقت میں اُسے قانونی گرفت کا قطعاً احتمال نہ تھا۔ لیکن اب جو حال میڈم اینجلیک کی زبانی معلوم ہوا۔ اس سے ظاہر تھا کہ اندرا کم از کم میڈم اینجلیک کو سزا دلانے پر تلی ہوئی ہے۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔" اس نے سوچ سوچ کر کہا۔ "اندرا کو تمہارے مکان کے اسرار کیونکر معلوم ہوئے؟"

"اس کی تو مجھے بھی حیرت ہے۔" میڈم اینجلیک نے جواب دیا۔ "کاش کہ ان مشرقی عورتوں سے واسطہ ہی نہ پڑتا۔"

"دیکھا۔ اب معلوم ہوا۔ ہم کس الجھن میں پھنسے ہوئے ہیں۔" ڈیوک نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔ "ذرا دیر پیشتر تم یہ سوچ کر خوش ہو رہی تھیں کہ اندرا انہیں نقصان پہنچانا نہیں چاہتی..."

"مگر میں دیکھتی ہوں۔ کم بخت نے ابھی سے میرے خلاف انتقام کا آغاز کر دیا ہے۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "اور اب خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کا انجام کیا ہوگا۔"

"انجام!" مایح مونٹ نے جلدی سے کہا۔ "اطمینان رکھو۔ اس معاملہ کا انجام اس آسانی سے نہ ہوگا۔ جیسا تم خیال کرتی ہو۔ میں پھر کہتا ہوں۔ یہ مشرقی عورتیں دیکھنے میں کتنی خوبصورت ہوں باطن میں سنپنی اور ناگن ہوتی ہیں۔ اب کہ ہم ان کے انتقام کا نشانہ بن چکے ہیں..."

"آخر آپ ہی فرمائیے۔ ہمیں اب کیا کرنا چاہئیے؟" میڈم اینجلیک نے فرط خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

ڈیوک اس کے چہرہ کو نظر غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا "تم نے سگونہ سے نہیں

پوچھا تھا۔ کہ کیا تم آئندہ ہماری مدد کرو گی ؟ پھر کیا اس نے تسلیم نہیں کیا۔ کہ کوئی زبردست مگر نامعلوم احساس مجھے بیگم کی تباہی پر اکسا رہا ہے۔ علاوہ بریں اس نے کل صبح پھر تم سے ملنے کا وعدہ کیا ہے ۔ ۔ ۔"

"کیا تو ہے۔ مگر میں سوچتی ہوں اب ہمیں کرنا کیا چاہیے ؟"

"پہلے یہ بتاؤ۔ کہ جب تم نے سگونہ سے مدد مانگی تھی۔ تو اس وقت تمہارے دل میں کیا خیالات تھے ؟" مارچ مونٹ نے پوچھا۔

"میرے دل میں کوئی قابل ذکر تجویز نہ تھی۔ میں نے تو محض سرسری طور پر اسے مدد دینے کے لیے کہہ دیا تھا۔ کیونکہ اس وقت میں سخت پریشان اور خائف تھی ۔ ۔ ۔"

"مانا جو کچھ تم کہتی ہو۔ صحیح ہے" مارچ مونٹ نے بدستور فرانسیسی عورت کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا "بہرحال کوئی تجویز۔ کوئی خیال۔ کوئی نکتہ ضرور تمہارے دماغ میں ہوگا۔ ۔ ۔"

"اس سے معلوم ہوتا ہے۔ خود آپ کے ذہن میں کوئی تجویز موجود ہے۔" میڈم اینجلیک نے کہا "اگر ایسا ہو تو اسے چھپانے سے کچھ حاصل نہیں۔ مفصل بیان کیجیے۔ کہ اس پر عمل کیا جائے یاد رکھیے۔ میں اس وقت دشمن سے نجات پانے کو سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"سچے دل سے کہتی ہو ؟" ڈیوک نے کرسی اور آگے سرکاتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں آج آپ میری طرف ایسی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہیں" عورت نے کہا۔ اور پھر لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے بولی "فرمائیے۔ آپ کی وہ تجویز کیا ہے۔ معقول ہوئی تو مجھے اس پر عمل کرنے میں سر مو عذر نہ ہوگا۔"

"اندرا ۔ ۔ ۔" مارچ مونٹ نے کہنا شروع کیا۔ اور پھر چپ ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کوئی بات کہنا چاہتا ہے مگر پھر رک جاتا ہے۔ آخر تھوڑے تامل کے بعد اس نے کہا "اندرا کی ہستی کسی وجہ سے سگونہ کو خار کی طرح کھٹکتی ہے ۔ ۔ ۔"

"ہاں ہاں" میڈم اینجلیک نے دبی آواز سے کہا۔ "آگے کہئے۔"

ڈیوک نے اپنی کرسی اور آگے سرکائی۔ اور فرانسیسی عورت کے بالکل پاس پہنچ کر آہستہ سے کہنے لگا "سگونہ اگر اس خار کو نکال دے۔ تو کیا ہم سب کی بہتری نہیں ہے ؟"

میڈم اینجلیک چونک گئی۔ پھر جلدی ہی مری ہوئی آواز سے کہنے لگی "مگر سوال یہ ہے کیا وہ ایسا کرے گی ؟ پھر بھی ۔ ۔ ۔"

"پھر ہی کیا؟" ڈیوک نے پوچھا۔ اور تھوڑی دیر میڈم اینجلیک کی طرف دیکھنے کے بعد کہنے لگا۔ "سگونہ نے کل صبح تم سے ملنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر اس موقع پر اسے کچھ اشارہ دے کر سا تھ ہی سدپیہ کی جھلک دکھا دی جائے ..."

"اشارہ! کیسا اشارہ؟" میڈم اینجلیک نے اسی ہلکی آواز سے پوچھا۔ اور وہ سہمی ہوئی نظروں دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ کہ کوئی سننے والا تو نہیں ہے۔

"اس کانٹے کو نکال دینے کا اور کیا" مارچ مونٹے نے آہستہ سے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

اس کے بعد وہ دونوں یعنی او باسٹس رئیس اور سیاہ کار عورت بہت دیر تک ایک دوسرے کی طرف پرمعنی نظروں سے دیکھتے رہے۔ ان کے خیالات کی سیاہی متجسس نگاہوں سے ظاہر تھی تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد مارچ مونٹے نے اپنا ہاتھ میڈم اینجلیک کے بازو پر رکھ کر کہا۔ "بتاؤ یہ کام کر سکتی ہو؟"

"کرنا ہی پڑے گا" اس نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد ایک لمبی گہری سانس لی۔

مارچ مونٹے نے اپنی جگہ سے اٹھ کر شراب کے دو گلاس پر کئے۔ ایک میڈم اینجلیک کو دیا۔ اور دوسرے کو خود لاجرعہ پی گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دو وحشی انسان ہیں جو بے ارغوانی سے اپنے خونیں معاہدہ کی تصدیق کر رہے ہیں۔

ان میں تھوڑی دیر کچھ اور گفتگو ہوئی۔ جس کے بعد ڈیوک آف مارچ مونٹے رخصت ہو گیا۔

---

# باب - ۵۹

## سگونہ میدان عمل میں

اگلے دن میڈم اینجلیک وقت مقررہ پر وہیں جا پہنچی۔ جہاں سگونہ نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا اور تھوڑی دیر بعد ہندوستانی خادمہ بھی آ گئی۔ آتے ہی کہنے لگی "جو کچھ تمہیں کہنا ہو اختصار کے ساتھ جلد کہہ دو۔ ورنہ مارگ ادھر ادھر پھر رہا ہے۔"

میڈم اینجلیک بیگم گذشتہ کی باتوں سے ہندوستانی خادمہ کی سیرت کا کافی طور پر صحیح

اندازہ کر چکی تھی۔ اس وقت براہ راست اصل مطلب کی طرف آتے ہوئے اس نے کہا۔ "سگونتہ سچ سچ بتاؤ کیا تمہارے دل میں کوئی آرزو یا خواہش ایسی ہے جسے تم پورا کرنا چاہتی ہو۔ مگر جرأت نہیں ہوتی؟"

"میں ان پہیلیوں کا مطلب نہیں جانتی۔ اس لئے جو کہنا ہو۔ صاف صاف کہو" اور یہ کہتے ہوئے ہندوستانی عورت نے اپنی سیاہ چمکیلی آنکھیں میڈم اینجلیک کے چہرہ پر جما دیں۔

"مجھے معلوم نہیں تمہیں اپنی بیگم سے کس لئے خصومت ہے۔ بہرحال اتنا جانتی ہوں کہ ہے ضرور" میڈم اینجلیک نے جلدی سے کہا۔ "اس صورت میں حیرت ہے کہ تم اپنے جذبات کو برابر دبائے چلی جاتی ہو۔ حالانکہ اگر مجھے کسی سے حسد یا نفرت ہوتی۔ تو میں اپنا انتقام ایک دن بھی ملتوی نہ کر سکتی"

"آہ میں نے کل ہی کہہ دیا تھا۔ کہ تم اس جہنمی فرشتہ کی بھیجی ہوئی کوئی عورت ہو جو مجھے بدی پر مائل کر رہا ہے" سگونتہ نے کہا "تمہارے حال کے لفظوں سے اس خیال کی رہی سہی تصدیق ہو گئی ہے" یہ کہتے ہوئے سگونتہ نے پہلے نیچی نظروں سے ہار کی طرف دیکھا۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی آنکھیں فرانسیسی عورت کے چہرہ پر جم گئیں۔ اور سینہ کے تلاطم سے اس کا سپید لباس تیز حرکت کرنے لگا

"میں نے سنا ہے ہندوستانی عورتیں بڑی باہمت مستقل مزاج اور دلیر ہوتی ہیں" میڈم اینجلیک نے کہا "اور اگر انہیں کسی سے نفرت ہو جائے۔ تو اس کی ہستی مٹانے میں کسی خطرے یا روک سے نہیں ڈرتیں۔ مجھے معلوم نہیں تمہیں اپنی بیگم سے کس لئے نفرت ہے۔ بہرحال اتنا جانتی ہوں کہ ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تمہارے اندر وہ حوصلہ۔ دلیری اور استقامت موجود ہے..."

"آہ یہ کیا الفاظ ہیں جو تم مجھ سے کہہ رہی ہو" سگونتہ نے انداز حیرت سے کہا "اور کیا وجہ ہے کہ وہ میرے سینہ کے اندر اسی مقام پر اترتے جا رہے ہیں۔ جہاں بدی کا فرشتہ مسلط ہے..."

اس نے بائیں چھاتی کو دونوں ہاتھوں سے بزور دبایا۔ گویا اس طرح دل کی تیز حرکت کو روکنا چاہتی تھی۔ منہ سے کراہنے کی مدھم آواز نکلی۔ اور وہ ان خیالات کو سوچ کر جو میڈم اینجلیک کی تعلیم سے اس کے دماغ میں پیدا ہونے لگے تھے۔ نمایاں طور پر کانپ گئی۔

"سگونتہ میں نہیں، وہ راہ بتا سکتی ہوں" میڈم اینجلیک نے اپنی گردن ہار کے اوپر سے سگونتہ کی طرف بڑھا کر اور اپنا منہ اس کے کان کے پاس لے جا کر مدھم آواز سے کہا "میں وہ

راہ بتا سکتی ہوں جس سے کسی خطرہ کے بغیر تم اپنے جذبہ انتقام کو پورا کر سکتی ہو۔ فرض کرو۔ دشمن کے سینہ میں خنجر گھونپ کر اس کا دایاں ہاتھ ایسے طریق پر رکھ دیا جائے۔ کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو۔ وہ خود ہی خنجر مار کر گرا ہے۔ یا چاقو سے۔۔۔"

شیطان سیرت عورت کے منہ سے جو اپنی تجاویز سے جہنم کی راہ دکھا رہی تھی۔ یہ الفاظ سن کر سگونہ نے اسکی طرف تیز آتشی نظروں سے دیکھا۔ اس کے اپنے چہرہ پر کینہ آمیز اطمینان پُرجوش استقلال مستقل امید اور ان جذبات کا جو حسیات سیاہ سے قریبی تعلق رکھتے ہیں اثر ظاہر ہونے لگا تھا۔

"لو۔ یہ ہوا میں بطور انعام پیش کرتی ہوں۔" میڈم اینجلیک نے طلائی سکوں کی بھری ہوئی ہتھیلی پیش کرتے ہوئے اس سے کہا۔

مگر اب آن واحد میں سگونہ کا انداز بالکل ہی بدل گیا۔ میڈم اینجلیک کے ہاتھ سے تھیلی لیکر ہندوستانی خادمہ کے جوش نے غرور وغصہ کی صورت اختیار کر لی۔ اس نے وہ تھیلی انداز حقارت سے اسی کھیت میں پھینک دی۔ جہاں میڈم اینجلیک کھڑی تھی۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اور باریک عنابی ہونٹوں کے اندر عاج کے ایسے سپید دانت نمودار ہوئے۔

سخت نفرت اور حقارت کے لہجہ میں اس نے کہا: "جو تم کہہ رہی تھیں میں اسے کرنے کو تیار ہوں۔ مگر روپیہ کے لالچ سے نہیں۔ یہ ناپاک چیز تمہیں کو مبارک ہو۔"

میڈم اینجلیک نے پُراسرار عورت کی طرف سہمی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ اسکی فطرت کا انقلاب حیرت خیز تھا۔ سوچتی تھی یہ عورت ہے یا چھلاوہ۔ کہیں وہ عورت کے بھیس میں کوئی شیرنی تو نہیں جو عنقریب جست کر کے مجھے ہلاک کر دے گی۔ یا کالی ناگن ہے۔ جو ابھی مجھ کو اپنے پیچ میں دبا کر کچل دے گی۔ کچھ شک نہیں سگونہ کی نظروں میں اس وقت کوئی عجب سحری اثر موجود تھا۔

"بس جاؤ۔" ہندوستانی عورت نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا: "اب میں نہیں پوچھتی۔ تم نے مجھے کس لئے اس فعل پر اکسایا ہے۔ یہ بھی نہیں کہ تمہارے پردہ میں اصلی محرک کون ہے بہرحال میں وعدہ کرتی ہوں۔ کہ جو تم نے کہا ہے۔ کر دیا جائے گا۔ اور تعجب نہیں کل ہی تمہیں اطلاع پہنچے۔ کہ اس گھر میں!" یہ کہتے ہوئے اس نے انگلی سے بنگلہ کی طرف اشارہ کیا "ایک خوفناک واردات ظہور میں آچکی ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ تیز چلتی مکان کی طرف واپس ہوئی۔ اور میڈم اینجلیک بٹوہ کو فرش زمین سے اُٹھا کر سڑک کی طرف ہولی۔

اس روز اس بنگلہ کے مکینوں میں کرسٹینا ایشٹن کو بڑی رات تک نیند نہ آئی۔ موسم گرم اور رات کو غیر معمولی امس تھا۔ کرسٹینا کی طبیعت دن بھر خراب رہی۔ اور اب بھی بخار کی سی حالت معلوم ہوتی تھی۔ بارہ بج گئے۔ مگر اس کی آنکھ نہ لگی۔ اس وقت اس کے خیالات کئی طرح کے معاملوں کی طرف لگے ہوئے تھے۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے۔ ایسی بے چینی میں طرح طرح کے خیالات دماغ کو پریشان کرنے لگتے ہیں۔ اسے معلوم تھا۔ کہ زولندن سے رخصت ہو گئی ہے۔ اسکی اطلاع اس نے ایک نیشنل اخبار میں پڑھی تھی۔ وہ اپنی عزیز سہیلی کی طویل علالت کا اصلی سبب جانتی اور اپنی ذات کو وجہ مرض تسلیم کرتی تھی۔ اس خیال سے وہ کئی بار اپنے آپ کو کوستی بھی تھی۔ مگر جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ وہ بالارادہ اس کی تکلیفوں کا موجب نہ تھی۔ وہ پاک تھی۔ اور ہم بلا خوف مبالغہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ کوہستان ایلپس کی چوٹیوں کی سپید برف اتنی پاک نہ ہوگی۔ جیسی کرسٹینا تھی۔ پھر بھی حالات کا عجیب اتفاق اسے اپنی عزیز جان محسنہ کے حق میں زہر ثابت کر رہا تھا۔

بارہ بج گئے۔ مگر کرسٹینا کی آنکھ نہ لگی۔ بنگلہ میں ہر طرف خاموشی تھی۔ ہوا بھی تھمی ہوئی اور درختوں کا پتہ تک نہ ہلتا تھا۔ مگر یکایک ایک ہلکی دبی ہوئی آواز ایسی گویا کوئی بڑی احتیاط سے زینہ پر چل رہا ہے۔ اس غیر معمولی سکوت میں سنائی دی۔ آواز خفیف تھی۔ مگر کرسٹینا نے اسے سن لیا۔ اور پھر دم روک کر دوبارہ سننے کی کوشش کی۔ وہی آواز پھر آئی۔ اور اب کسی نامعلوم وجہ سے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید سگو نہ خلاف وعدہ پھر اخبار ٹائمز کے پرانے پرچے دیکھنے جا رہی ہے۔

دل سے کہنے لگی "اس کی حرکت قابل اعتراض ہے۔ اول تو آدھی رات کسی کا بے پاؤں مکان میں پھرنا ہی معیوب ہے۔ پھر اسکی حالت میں یہ امر بھی قابل لحاظ کہ وہ جانتی ہے اگر راجکماری کو میری اس حرکت کا علم ہو گیا تو ضرور خفا ہو جائیں گی۔"

یہ سوچکر وہ پلنگ پر بیٹھ گئی۔ اور آواز کو زیادہ غور سے سننے لگی۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ اور بہت دیر تک اسے کچھ سنائی نہ دیا۔ لیکن آخر کار وہی ہلکی۔ بے معلوم آواز پھر ایک بار اس کے کانوں میں پہنچی۔ اور اب وہ اتنی دبی ہوئی۔ اور ایسی خفیف تھی کہ اسے اپنی قوت سامعہ پر شک

ہونے لگا۔ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرنا چاہتی تھی۔ مگر یہ خیال مانع تھا کہ اگر میرا گمان غلط ہوا اور کسی نے مجھ کو ادھر ادھر پھرتے دیکھ لیا تو بے وجہ ندامت اٹھانی پڑے گی۔ اس کے باوجود اپنی بے چینی سے مجبور ہو کر وہ آہستگی سے اٹھی اور ایسی احتیاط سے دروازہ کھولا کہ اتنی آواز بھی پیدا نہ ہوئی۔ جس کی تحقیق اسے منظور تھی۔

باہر نکلی تو دیکھا راجکماری کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا۔ اور اس میں روشنی جھلملا رہی ہے۔ پہلے خیال ہوا شاید ان کی طبیعت ناساز ہے۔ مگر کمرہ سے نہ کسی کے بولنے نہ حرکت کرنے کی آواز آتی تھی۔ ننگے پاؤں چلتی وہ برآمدہ سے گذر کر راجکماری کے کمرہ کی طرف گئی۔ مگر اس احتیاط سے کہ دیوار کے ساتھ کپڑوں کی خفیف سرسراہٹ سے زیادہ کوئی آواز پیدا نہ ہوئی۔ عین اس وقت سگوندا اسی کمرہ سے باہر نکلی۔ اس کے ایک ہاتھ میں شمع تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا دوسرے سے اس نے کوئی چیز اپنے لباس میں۔ جو معمولی دن کے پہننے کا تھا۔ چھپائی ہے۔ کرسٹینا اس سے یہ سوال پوچھا ہی چاہتی تھی۔ کہ خدانخواستہ راجکماری کو کوئی شکایت تو نہیں۔ کہ سگوندا نے بڑے جوش سے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ اور اب جو کرسٹینا نے اس کو دیکھا تو معلوم ہوا اسکی آنکھوں میں عجیب طرح کی تیز روشنی چمک رہی تھی۔ حسین دوشیزہ کسی نامعلوم خطرہ کے احساس سے وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی۔ اتنے میں سگوندا نے راجکماری کی خوابگاہ کا دروازہ بڑی احتیاط سے بند کیا۔ اور کرسٹینا کو اپنے کمرہ میں چلنے کا اشارہ کر کے ساتھ ہولی۔

وہاں جا کر اس نے دروازہ کو بے آواز بند کیا۔ شمع ایک طرف رکھ دی اور کرسٹینا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اسے ایک چوکی پر جو پلنگ کے پاس ہی رکھی ہوئی تھی۔ بٹھا دیا۔ واضح ہو کہ فیاض راجکماری نے کرسٹینا کیلئے جو کمرہ مخصوص کیا۔ وہ اس شاندار بنگلہ کے باقی حصوں کی طرح پوری طرح آراستہ اور ہر قسم کے سامان ضرورت سے مزین تھا۔

خود اس کے پاس دوسری کرسی پر بیٹھ کر سگوندا نے غیر معمولی ہلکی آواز میں جو اسکی سابقہ بھیانک صورت سے بالکل مختلف تھی کہا "مس ایشٹن شاید آپ کو حیرت ہے کہ میں راجکماری کے کمرہ میں کیوں گئی"۔

"بے شک پہلے مجھے حیرت تھی۔" کرسٹینا نے جواب دیا "مگر اب اس لئے نہیں کہ غالباً تم اس بارہ میں کوئی تسلی بخش جواب دے سکو گی۔ میں پہلے ڈر گئی تھی۔ کہ راجکماری کہیں شاید

علیل نہ ہوگئی ہوں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ ایسا نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں تم انہیں چھوڑ کر اور مجھے بھی ساتھ لے کر اس طرف نہ چلی آتیں۔"

مس اسٹیٹن آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں راجکماری کی جاں نثار خادمہ ہوں۔۔" سگونہ نے کہنا شروع کیا۔

"اور ایسا ہونا باعث حیرت نہیں" کرسٹینا نے قطع کلام کرکے کہا۔ "تم تو بچپن سے ان کے پاس رہی ہو۔ میں جسے یہاں آئے صرف چند ہفتے گذرے ہیں۔ ان کے احسانات عظیم کی اس درجہ گرویدہ ہوں کہ ان کے لئے جان تک حاضر کرنے سے دریغ نہیں۔ مگر سگونہ میں پوچھتی ہوں ان کے کمرہ سے باہر آتے وقت تمہاری صورت اتنی خوفناک کیوں تھی؟ سچ پوچھو تو میں تمہاری اس وقت کی حالت دیکھ کر ڈر گئی تھی۔"

"آہ! مس اسٹیٹن" ہندوستانی خادمہ نے کامل سکون واطمینان سے جواب دیا۔ "مجھے اندیشہ ہے اس سوال کا جواب آپکے لئے جن کے خیالات مہذب اور ترقی یافتہ کہلاتے ہیں۔ باعث حیرت ہوگا۔ اور عجب نہیں آپ عذر سن کر مجھے حقارت سے دیکھنے لگیں۔ درحقیقت میرے دل میں یہ خیال مضبوطی سے جم چکا ہے کہ رات کی تاریکی میں ارواح بد آوارہ پھرا کرتی ہیں۔ اور وہ نہ صرف لوگوں کو ڈرانی بلکہ بعض حالتوں میں جسمانی ضرر بھی پہنچاتی ہیں۔ کیا آپ نے میرا مطلب سمجھا؟"

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہم سگونہ کی جتنی گفتگو اب تک درج کر چکے ہیں وہ اس کی زبان سے نکلے ہوئے اصلی الفاظ میں نہیں بلکہ اس کے فقروں کو ہم نے اپنے طور پر صحیح کرکے پیش کیا ہے حقیقت میں وہ بہت ناقص انگریزی بولتی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس موقعہ پر اس نے کرسٹینا سے یہ دریافت کرنا ضروری سمجھا کہ آپ نے میرا مطلب سمجھا یا نہیں۔

"میں اچھی طرح سمجھ گئی" کرسٹینا نے جواب دیا۔ "مگر تمہارے اس بیان سے مجھے غصہ نہیں رحم آتا ہے۔ کہ اب تک تمہارے دل میں اس قسم کے توہمات جاگزین ہیں۔"

"مس اسٹیٹن اس میں میرا کچھ قصور نہیں" خادمہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "مجھے شروع سے تعلیم ہی اس قسم کی دی گئی ہے۔۔۔"

"پھر بھی دیکھ لو۔ راجکماری ان توہمات کی قائل نہیں ہیں" کرسٹینا نے نرمی سے کہا۔

"خیر یہ اپنا اپنا خیال ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میرے عقائد صحیح ہیں یا اُن کے۔"

"کچھ بھی ہو۔ یہ وقت اس سوال پر بحث کرنے کا نہیں ہے۔" کرسٹینا نے کہا۔ "علاوہ بریں ابھی میں یہ جاننے کے لئے منتظر ہوں ..."

"کہ میں کیوں ان کی خوابگاہ میں گئی تھی؟" خادمہ نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "مگر کیا اس کا جواب میرے پہلے بیان میں شامل نہیں ہے؟" پھر غور سے کرسٹینا کی طرف دیکھ کر "آپ اچھی طرح سمجھ سکتی ہیں کہ مجھے چونکہ ان سے گہری محبت ہے۔ اس لئے بارہا دل میں ان کی سلامتی کی فکر پیدا ہو جاتی ہے۔ آج رات بھی مجھے غیر معمولی بے چینی تھی ..."

"مگر سگونہ تمہاری حالت کہتی ہے کہ تم نے سونے کی کوشش ہی نہیں کی۔" مس ایسٹن نے قطع کلام کرکے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہندوستانی خادمہ کے لباس کی طرف دیکھا۔

"آپ کا خیال صحیح ہے۔" ہندوستانی عورت نے جواب دیا۔ "میں نے اس لئے لباس نہیں بدلا تھا۔ کہ نیند کی رغبت مطلق نہ تھی۔ میں اگرچہ چارپائی پر لیٹتی بھی تو آنکھ نہ لگتی۔ دل میں کئی طرح کے مبہم اندیشے پیدا ہو رہے تھے جنہیں میں آپ سے بیان نہیں کرسکتی۔ اس لئے میں مہاراجکماری کے کمرہ میں یہ دیکھنے چلی گئی۔ کہ کیا وہ اطمینان سے سو رہی ہیں؟ کہیں ارواح بد تو ان کے پاس موجود نہیں ...؟"

"سگونہ۔ سگونہ" مس ایسٹن نے خادمہ کی طرف شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "میں نہیں جانتی تمہارے بیان کی نسبت کیا رائے قائم کروں۔ مجھے معلوم ہے۔ تم جھوٹ نہیں بولتی ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی ..."

"آپ کو میرے بیان کا یقین نہیں آتا۔" خادمہ نے دردناک لہجہ میں کہا۔ "یہ میری بد نصیبی ہے کہ آپ کو مجھ سے اتنی بدگمانی ہوگئی ہے۔ کیونکہ میں حقیقت میں آپ سے دلی محبت رکھتی ہوں۔ پس مجھے یہ جان کر سخت صدمہ ہوتا ہے۔ کہ اب آپ کو مجھ پر اتنا بھی اعتماد نہیں رہا ..."

مکار عورت اتنا کہہ کر رُک گئی۔ اور اسکی سیاہ چمکیلی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہنے لگے۔ مصفا ملیح رخساروں پر بہتے ہوئے وہ قطرات اشک دُرِ منثور معلوم ہوتے تھے اور بعض پلکوں سے لگ کر روشنی میں تھرتھراتے اور چمکتے ہوئے الماس سے مشابہ تھے سینہ رکی ہوئی سسکیوں کی وجہ سے متلاطم تھا۔ اور وہ کرسٹینا کی طرف ایسی دردناک نظروں سے

دیکھ رہی تھی۔ کہ معصوم حسینہ کے دل پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا۔

خادمہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس نے کہا" سگونہ اگر ایک لمحہ کے لئے مجھے تمہارے بیان پر شک ہوا۔ اگر اپنے انگریزی خیالات کی وجہ سے میں نے تمہاری سیرت جانچنے میں سختی کی یا اگر مجھ سے تمہارا صحیح مطلب سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ تو میں اس کے لئے سچے دل سے معافی چاہتی ہوں۔ کیونکہ خدا جانتا ہے میں کسی کا دل دکھانا پسند نہیں کرتی۔"

"آہ! اب آپ کی عنایات مجھے حد سے زیادہ شرمسار کر رہی ہیں۔" سگونہ نے کہا۔ اور کرسٹینا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس نے پہلے اپنے سینہ پھر لبوں سے لگایا۔ اس کے بعد کہنے لگی "پیاری مس اشٹین۔ یقین فرمایئے۔ جو کچھ میں نے آپ سے عرض کیا۔ وہ بالکل صحیح ہے بے شک میری طبیعت میں وہم ہے۔ لیکن اگر وہم ایک کمزوری ہے تو میں امید کرتی ہوں آپ اس کمزوری سے درگذر کریں گی۔"

"یہ درخواست بے ضرورت تھی۔ کیونکہ میرے دل سے ہر قسم کے شبہات مٹ چکے ہیں۔" کرسٹینا نے کہا" مگر اس کے ساتھ ہی میری بھولی سگونہ میں چاہتی ہوں تمہارے وہم کی تاریکی کو تہذیب کی روشنی میں بدلنے کی کوشش کروں۔ اول تو ایسی بد روحیں جن کا تمہیں وہم ہے دنیا میں موجود ہی نہیں۔ لیکن ہوں بھی تو ان کا ایسی نیک طینت اور فیاض خاتون کے پاس جیسی ہماری بیگم ہیں۔ کیا کام ہے؟ سچ جانو اگر اس قسم کی روحیں حقیقتاً موجود ہیں۔ تو ان سے بدطینت لوگوں کو ہی خطرہ ہو سکتا ہے۔ نیک آدمی کو کسی طرح کا اندیشہ نہیں۔ پس آدھی رات کو جب سارا عالم محوِ خواب ہو۔ اس طرح آوارہ پھرنا جیسے تم پھر رہی تھیں سخت معیوب ہے۔ بالفرض میری بجائے کوئی اور ہوتا۔ جو تمہارے عادات و فطرت کو اچھی طرح نہ سمجھ سکتا تو وہ خیال کرتا تمہارے ضمیر کی بے چینی اس طرح سرگرداں کر رہی ہے۔ دیکھو خدا نے رات سونے کے لئے بنائی ہے اس وقت کسی کو نیند نہ آئے تو بھی اسے چارپائی پر لیٹے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اندھیرے میں صرف مجرم اور گنہگار لوگ ہی آوارہ پھرا کرتے ہیں۔ رات کو کوئی نیک آدمی بھی اُٹھ کر پھرنے لگے تو دیکھنے والے یہی سمجھتے ہیں۔ وہ ضرور اپنے دل میں فاسد خیالات رکھتا ہے۔"

"مس اشٹین۔ آپ کی باتیں مجھے خوف زدہ کر رہی ہیں۔" خادمہ نے گھبرا کر کہا۔ واقعی کرسٹینا کے الفاظ کا اس کے دل پر گہرا اثر ہوا تھا۔

"خوف زدہ ہونے کی کچھ بات نہیں۔" کرسٹینا نے جواب دیا۔" نہ میرا مقصد تمہیں ڈرانا ہے

میں تو فقط اس قدر جتلانا چاہتی ہوں۔ کہ آدھی رات کو آوارہ پھرنا نیکوں کا کام نہیں۔ میں اگر تو ہمات مجبور کریں۔ تو لازم ہے۔ انہیں دبانے کی کوشش کرو۔ تم نے کتابوں میں نہیں پڑھا۔ کہ رات کو صرف وہی لوگ باہر نکلتے ہیں۔ جو مجرم ہوں یا جن کے ضمیر انہیں چین نہ دیں کیونکہ رات ہی وہ وقت ہے۔ جب قتل کا جہنمی فرشتہ دنیا میں نمودار ہوتا ہے۔۔۔"

"مس اسٹیشن خدا کے لئے آگے نہ کہئے۔ اس ذکر کو جانے دیجئے۔" سگونہ نے جس کے چہرہ سے حقیقی خوف ظاہر ہوتا تھا۔ بمنت کہا "میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ پھر کبھی رات کو کمرہ سے باہر نہ نکلوں گی۔ آپ کی باتوں نے میرے دل پر سچا اثر کیا ہے۔ میں مانتی ہوں آپ کے خیالات صحیح ہیں۔ اور آئندہ ہر بات میں آپ ہی کی نصیحت پر عمل کرونگی۔ مگر میں التجا کرتی ہوں۔ کہ مہربانی سے آج کے واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کیجئے۔۔۔"

کرسٹینا تھوڑی دیر چپ رہی۔ پھر سوچکر کہنے لگی "سگونہ۔ یہ دوسرا موقعہ ہے کہ میں تمہیں راجکماری کے عتاب سے بچانے کی خاطر وہ کرتی ہوں جو نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اس مرتبہ میں پھر درگذر کرتی ہوں۔ مگر یاد رکھو آئندہ کبھی ایسا ہوا۔ تو ضرور سب حال بے کم وکاست ان سے کہہ دونگی تم نے وعدہ کیا ہے۔ کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کروگی۔ اور مجھے تم پر بھروسہ ہے۔ پھر بھی یاد رکھو کہ اگر تم نے عہد شکنی کی۔ تو میں ضرور سب حال راجکماری سے کہہ دوں گی۔ میں ان کی نمک خوار ہوں۔ اس لئے میرا فرض ہے۔ کہ ان سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھوں۔"

"پیاری مس اسٹیشن۔" خادمہ نے کرسٹینا کا نازک سپید ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا "یقین فرمائیے۔ میں کبھی آپ کو ناراضگی کا موقعہ نہ دونگی۔۔۔ شب بخیر!"

اتنا کہہ کر سگونہ دبے پاؤں کمرہ سے باہر نکلی۔ اور زینہ کی راہ سے اوپر چلی گئی۔ اپنی خوابگاہ میں جاکر اس نے دروازہ کو بڑی احتیاط سے بند کیا۔ پھر ایک لمبا چمکدار خنجر جس کے دستہ پر سیپ کا نادر کام کیا ہوا تھا۔ اور جو مشرقی صناعی کا بہترین نمونہ تھا۔ بکس سے باہر نکالا اسے صندوقچی میں رکھتے وقت اس کی آنکھوں سے نار جہنم کی طرح تیز شعلے نکلنے لگے۔ اور اس نے دبی آواز سے کہا "میں کتنی بے وقوف ہوں۔ کہ ایک لمحہ کو اس لڑکی کے الفاظ سے متاثر ہو گئی۔ واقعی جس وقت اس نے قتل کے جہنمی فرشتہ کے راتوں کو باہر نکلنے کا ذکر کیا۔ تو مجھے اپنے دل میں تاسف کی زبردست لہر پیدا ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔"

وہ تھوڑی دیر خیالات میں غرق رہی۔ بظاہر اس کے سینہ میں عظیم جدوجہد ہورہی تھی

معلوم ہوتا تھا کرسٹینا کی نیک تلقین کا ان ادنے جذبات سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ جو اس کی فطرت میں داخل تھے۔ یہ جد و جہد کچھ عرصہ جاری رہی۔ مگر آخرکار بدی کو نیکی پہ غلبہ ہوا۔ سگونہ کے خوشنما چہرہ پہ استقلال ظاہر ہونے لگا۔ اور اس نے فیصلہ کن آواز سے کہا "کچھ بھی ہو۔ یہ کام ضرور کرنا ہوگا۔"

اس سے اگلے دن میڈم اینجلیک صبح سے شام تک سخت بے چین رہی۔ فکر کی گھڑیاں مشکل سے کٹیں۔ ہر لحظہ اس خبر کا انتظار تھا۔ کہ بیزوارڈ کے ایک بنگلہ میں شب گذشتہ کو ایک مشرقی عورت نے خودکشی کر لی۔ مگر وقت گذرتا گیا۔ اور اس طرح کی کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ ناچار سہ پہر کو سخت اضطراب کی حالت میں خود بیزوارڈ کو روانہ ہوئی۔ اور کوئی چیز خریدنے کے بہانہ سے ایک دوکان میں گئی۔ خیال تھا اگر واردات ہوئی ہے تو اس کا ذکر ضرور سننے میں آئے گا۔ مگر دوکاندار عورت نے سودا فروخت کرتے ہوئے صرف موسم کا ذکر کیا۔ اس کے سوا کسی ہولناک واقعہ کی نسبت ایک لفظ تک نہیں کہا۔ مایوس ہو کر میڈم اینجلیک پھر اپنے مکان پر واپس آگئی۔ اور شام کے اخبار دیکھنے شروع کئے۔ مگر جس خبر کا اسے انتظار تھا۔ وہ ان میں بھی نظر نہ آئی۔ اب اُسے مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ بات کسی نہ کسی وجہ سے رہ گئی اس رات ڈیوک آف مارچ مونٹ بھی خوشخبری سننے اس کے پاس آیا۔ مگر جب میڈم اینجلیک نے یاس آمیز جواب دیا۔ تو ناچار یہ فیصلہ ہوا۔ کہ اگر کل تک بھی خبر نہ ملی۔ تو پھر اجنبی عورت بیزوارڈ کے بنگلہ میں جا کر سگونہ سے ایک ملاقات کرے۔

وہ رات میڈم اینجلیک نے سخت قلق و اضطراب میں بسر کی۔ اب اُسے یقین کامل ہو چکا تھا۔ کہ اندرا ڈیوک آف مارچ مونٹ کی طرح میری بھی جانی دشمن ہے۔ اور میری سلامتی اسی میں ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ صبح اُٹھی۔ تو بخار کے مریض کی سی حالت تھی۔ صبح گذر گئی۔ پھر دوپہر بھی۔ مگر بیزوارڈ کی واردات کی خبر نہ موصول ہونی تھی نہ ہوئی۔ مجبوراً سہ پہر کو پھر بیزوارڈ گئی۔ اور یہ سوچ کر ایک اور دوکان میں داخل ہوئی۔ کہ شاید کوئی خبر سننے میں آئے۔ مگر ہر شخص محض رسمی گفتگو کر رہا تھا۔ کسی کے چہرہ پر اضطراب نہ تھا جس سے ثابت ہو گیا۔ کہ واردات نہیں ہوئی۔

وہاں سے چل کر وہ راجکماری اندرا کے بنگلہ کی طرف گئی۔ اور اس وقت تک درختوں کے سایہ میں چھپی رہی جب تک کہ وارڈن مارک کسی کام کے لئے باہر نکلا۔ اور ایک طرف کو چلا گیا

اس کے نظروں سے غائب ہونے پر وہ پارک کے پاس پہنچی۔ اور اس کے چند منٹ بعد سگونہ بھی میں آ گئی۔

"مجھے کل ہی تمہارا انتظار تھا۔" اس نے آتے ہی کہا۔ "کیونکہ میں سمجھتی تھی تم ضرور یہ جاننے کے لیئے آؤگی۔ کہ کام ہوا یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہوا تو کیوں؟"

"سگونہ پیاری۔" میڈم اینجلیک نے جو باطن میں امید و بیم کی کشمکش سے تھرتھرا رہی تھی نرم لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "مجھے تمہارے استقلال پر اتنا بھروسہ اور تمہاری ہمت پر ایسا اطمینان تھا کہ میں یقین کرتی تھی ۔ ۔ ۔"

"بس تملق رہنے دو۔" خادمہ نے بے صبری سے کہا۔ "تمہاری چکنی چپڑی باتیں سننے کے لیئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں تو فقط یہ کہنے آئی ہوں۔ کہ اس گھر میں ایک انگریز لڑکی رہتی ہے ۔ ۔ ۔"

"میں جانتی ہوں۔" میڈم اینجلیک نے کہا۔ "غالباً اس کا نام کرشیلا لیشٹن ہے۔"

"خیر جب تک وہ لڑکی اس گھر میں رہتی ہے۔" سگونہ نے جلدی سے کہا۔ "میرا ہاتھ کام نہیں کر سکتا۔ اس لڑکی سے خلاصی پانا میرے اختیار سے باہر ہے۔ تمہیں کو اس سے نجات حاصل کرنے کی صورت پیدا کرنی ہوگی۔"

"مگر کیسے؟" میڈم اینجلیک نے اس نئی شرط سے مضطرب ہو کر پوچھا۔ "تم جانتی ہو۔ یہ کام ایک دن کا نہیں اس کے لیئے کئی دن یا شاید ہفتے درکار ہوں۔ تب کوئی کارروائی عمل میں لائی جا سکے گی ۔ ۔ ۔"

"تو اگر تم اتنی سی بات نہیں کر سکتی ہو۔" سگونہ نے سرد مہری سے کہا۔ "پھر مجھ سے ایسے خطرناک کام کی امید رکھنا فضول ہے۔ دیکھو اگر تم کسی طرح اس لڑکی کو یہاں سے نکلوا دو۔ تو میں وہ کام کرنے کو حاضر ہوں۔ نہیں تو جب تک وہ اس گھر میں رہتی ہے۔ میں دوبارہ ہرگز کوشش نہ کرونگی۔"

اتنا کہہ کر سگونہ واپس جانے کے لیئے مڑی۔ میڈم اینجلیک نے اسے ایک دو آوازیں دیں۔ مگر نہ تو وہ ٹھیری۔ نہ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس نے فرانسیسی عورت کے الفاظ کو سنا ہی نہیں۔ دیکھتے دیکھتے اس کی خوشنما دراز قامت بالکل سپید پوشاک میں ملبوس درختوں کے پیچھے میڈم اینجلیک کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

# باب ۔۔۔۹۰

## کرسچن کا نیا آقا

ادھر تو یہ واقعات ہو رہے تھے اور دوسری جانب اسی سہ پہر کو ۳ - ۴ بجے کے درمیان کرسچن ایسٹن تیز چلتا بازار پکاڈلی سے گذر رہا تھا۔ چند منٹ کے عرصہ میں وہ ایک فیشن ایبل ہوٹل میں داخل ہوا۔ اور ویٹر سے پوچھا کیا آنریبل مسٹر ٹالبٹ سائیکامور یہیں ہیں؟ نوکر نے اثبات میں جواب دیا۔ اور کرسچن کو زینہ کی راہ سے اس کمرہ میں لے گیا۔ جہاں صاحب ممدوح کامل رئیسانہ انداز سے صوفے پہ لیٹے ہوئے سگار پی رہے تھے۔

ان کی موجودہ حالت عشرت آمیز تغافل۔ امیرانہ تن آسانی اور صحیح رندانہ لاپروائی کا دلچسپ مجموعہ تھی۔ سر ایک طرف گدے پر رکھا ہوا اور پاؤں دوسری جانب کے سہارے پر ٹکے ہوئے تھے۔ ایک مراکو سلیپر فرش پر گر چکا اور دوسرا صرف انگلیوں میں اٹکا ہوا تھا۔ کمدانی کی ڈرسنگ گون۔ بہت ڈھیلی اور کھلی اور منہ میں موٹا سا خوشبودار سگار جس کے کش لگاتے ہوئے مسٹر ٹالبٹ سائیکامور عالم و عالمیان کے جملہ فکر و آلام سے بالاتر نظر آتے تھے۔

ہمارے نئے دوست کی عمر ۳۰ سال سے کچھ اوپر۔ بال بھورے لمبے اور بظاہر قدرتی خم کھائے ہوئے گلپچھے بڑے بڑے۔ جن کی رنگت سرخ تھی۔ آنکھیں نیلی اور شکل صورت خاصی اچھی تھی۔ یہ شخص قد کا لمبا۔ بدن کا چھریرا اور ہاتھ پاؤں کا کھلا تھا۔ مگر ساتھ ہی اسکی وضع رندانہ چہرہ عیش پرستی کے آثار لئے ہوئے اور انداز انتہا درجہ لاپروائی کے تھے۔ یہ باتیں اس فیشنبل کسل کی تہ میں بھی جو اس نے اختیار کر رکھا تھا۔ پوری طرح ظاہر ہو رہی تھیں۔ نوکر کرسچن کو اس کمرہ میں پہنچا کر چلا گیا۔ تو وہاں یہ دونو ہی رہ گئے۔

مسٹر سائیکامور نے منہ سے سگار نکال کر امیرانہ لاپروائی سے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ اور سگار کا دھواں جو ایک لمبے کش کے بعد منہ میں بھر چکا تھا آہستہ آہستہ نیم باز ہونٹوں کے اندر سے نکالنا شروع کیا۔ کرسچن حسب ارشاد کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ "آج صبح جناب کی طرف سے جو خط موصول ہوا تھا۔ اس کی تعمیل میں حاضر ہوا ہوں۔"

"آہ! یاد آیا۔" مسٹر سائیکامور نے الفاظ چبا کر بولنے کے اس لہجہ خاص میں۔ جسے

امراء کا ایک طبقہ اس خیال سے استعمال کیا کرتا ہے۔ کہ ان کے زعم میں اس سے درجہ اوسط کے آدمیوں پر ان کی فوقیت ظاہر ہوتی ہے۔ کہا "تم وہ نوجوان ہو جس نے معتمد خاص کی آسامی کے لیئے درخواست بھیجی۔ اور اس میں کئی طرح کی قابلیتوں کا ذکر کیا تھا؟"

"اور آپ غالباً وہ صاحب ہیں جنہوں نے جواب میں تحریر کیا تھا۔ کہ مجھے ایسے ہی نائب کی ضرورت ہے" کرسچن نے جواب دیا۔

مسٹر سائیکامور نے آہستہ آہستہ سر گھما کر کرسچن کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ اور بہت دیر تک اُسے اس طرح گھور کر دیکھتا رہا۔ گویا سمجھتا تھا ان الفاظ کی تہ میں طنز و ملامت کی جھلک شامل ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ لہجہ کرسچن نے قصداً استعمال کیا تھا۔ کیونکہ ہر چند وہ فطرتاً متکبر و مغرور نہ تھا۔ تاہم "نوجوان" کے عامیانہ لفظ سے اُسے سخت ہی رنج ہوا پھر مسٹر سائیکامور نے اس کی قابلیت کا ذکر جس حقارت آمیز پیرایہ میں کیا وہ بھی کچھ کم رنجدہ نہ تھا۔ بہرحال اس نے اس کی نگاہ تیز کا بڑے استقلال سے مقابلہ کیا۔ گو اس کے انداز سے کوئی بے جا گستاخی نہیں۔ بلکہ اس طرح کا وقار ظاہر ہوتا تھا۔ جو سوئے ادب سے بالکل جدا چیز ہے۔

"خیر مجھے ایک پرائیویٹ سکرٹری کی ضرورت ہے" آخر کار آنریبل مسٹر "بابسٹ سائیکا" نے کہا۔ "چونکہ میرے احباب کا حلقہ بہت وسیع ہے ۔ ۔ ۔ گو ان میں ہر شخص اپنے طبقہ کا انتخاب ہے۔ اور میرے دوستوں میں ڈیوک۔ مارکوئیس۔ ارل اور اسی درجہ کے اور امیر و رئیس لوگ شامل ہیں۔ اس لئے اتنے وسیع لیکن منتخب حلقہ سے خط و کتابت کا سلسلہ ہمیشہ ہی جاری رہتا ہے۔ اور کام رفتہ رفتہ اتنا بڑھا ہے کہ اب میں اکیلا اس کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے ایک معتمد کی خدمات درکار ہیں۔"

اس لمبی چوڑی تقریر سے کرسچن نے اور نہیں تو اتنا ضرور معلوم کر لیا۔ کہ کام جو میرے سپرد کیا جائے گا۔ وہ بہت مشکل نہیں ہے۔ اور چونکہ اُسے کسی نہ کسی طرح کی ملازمت درکار تھی۔ اس لئے موجودہ صورت میں وہ مسٹر سائیکامور کی خودستائی اور اس کے بعض اور خصائص کے باوجود جو تھوڑی سی دیر میں ہی ظاہر ہو چکے تھے نئی آسامی کے فرائض اپنے ذمہ لینے کو تیار ہو گیا۔

اُسے آمادہ دیکھ کر مسٹر سائیکامور نے پوچھا۔ "غالباً تمہیں سفر کرنے میں تو اعتراض

نہ ہوگا؟ میرا مطلب سیاحت عالم سے نہیں ہے محض اس قسم کا سفر جیسے کبھی برائٹن کبھی چلٹنہم یا کبھی راسگیٹ یا ڈورکنگ جانا ہیں چونکہ غیر شادی شدہ ہوں۔ اس لئے وقت گذارنے کو کوئی نہ کوئی مشغلہ درکار رہتا ہے . . . ."

کرسچن نے جواب دیا۔ کہ اس قسم کے مختصر سفر پر مجھے کسی طرح کا اعتراض نہیں ہے۔"

"البتہ اس سے نہیں یہ فائدہ ہوگا" مسٹر سائیکامور نے کہا۔ کہ دنیا دیکھ لوگے۔ علاوہ بریں کام سہل اور مختصر ہوگا۔ مگر اس کام میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میرے ہاں تم ادنیٰ طبقہ کے لوگوں کو کبھی نہ دیکھو گے۔ آجتک کبھی میں اس شخص سے گفتگو کا روادار نہیں ہوا۔ جو اپنی گاڑی نہ رکھتا ہو۔ یہاں تک کہ میرے دوستوں میں کوئی کبھی کفایت کے خیال سے گاڑی فروخت کردے۔ تو میں اس کا نام یک قلم احباب کی فہرست سے کاٹ دیتا ہوں۔ اس سے تم جان سکتے ہو۔ میں کس طرز کا آدمی ہوں۔"

کرسچن اس بات کو پہلے ہی جان گیا تھا۔ اور اُسے نئے آقا کی گاؤ تازہی سے کچھ خوشی نہیں ہوئی۔ مگر اس نے دوراندیشی اور موقعہ شناسی سے اپنے خیالات کو ظاہر نہ ہونے دیا علاوہ ازیں مسٹر سائیکامور کی عادات کی اصلاح اس کا کام نہ تھا۔ اس لئے محض ان سطحی وجوہ سے ایک فائدہ بخش ملازمت ترک کرنا نامناسب معلوم ہوا۔

مسٹر سائیکامور نے قریباً پاؤ گھنٹہ اسی انداز سے گفتگو جاری رکھی۔ پھر اس کے بعد کرسچن سے سابقہ ملازمت کی سندات طلب کیں۔ اس نے ڈیوک آف مارچ مونٹ اور گرینڈ ڈیوک آف سٹالبرگ کے دیئے ہوئے سرٹیفکیٹ پیش کئے۔ جن سے مسٹر سائیکامور کا اطمینان ہو گیا۔ اور اس نے انداز تفخر سے کہا "شکر ہے اس سے پہلے تم کسی ادنےٰ آدمی کے پاس نوکر نہیں رہے۔ اور غالباً اپنے فرائض کو بوجہ احسن پورا کرسکو گے۔"

پھر گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا "میں کل صبح باہر جا رہا ہوں۔ اس لئے تمہیں بھی ساتھ ہی چلنا ہوگا۔ بہتر ہو صبح کا کھانا کھا کر ذرا جلدی ہی چلے آؤ۔"

"بہتر ہے میں صبح نو بجے حاضر خدمت ہو جاؤنگا" کرسچن نے جواب دیا "یا اگر آپ حکم دیں تو اس سے پہلے بھی آسکتا ہوں۔"

"مسٹر سائیکامور کے منہ سے بے اختیار ایک دردناک کراہٹ نکلی۔ اور وہ کرسچن کی طرف نظر حیرت سے دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ میرے منہ سے کونسا کلمہ ایسا نکل گیا جس سے انہیں

اتنا بیخ ہوا۔ بہت غور کرنے پر بھی اسے اپنا کوئی بے جا لفظ یاد نہ آیا۔

"نو بجے!" آخر کار مسٹر سائیکامور نے مری ہوئی آواز سے کہا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ اس کے اعصاب کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ "بندہ خدا صبح سے میرا مطلب ۹ بجے نہیں۔ بلکہ دوپہر سے کوئی آدھ گھنٹہ بعد تھا۔ اس موقعہ پر میں تمہیں ہدایت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میرے ہاں رہتے ہوئے تمہیں ایسے ادنے خیالات یک قلم ترک کرنے ہونگے۔ حیرت ہے تم اب تک اتنا نہیں جانتے۔ کہ طبقہ اعلیٰ میں صبح کس کو کہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں بوٹ صاف کرنے یا کھڑکیاں جھاڑنے والوں اور دوکانداروں کی صبح نو بجے کے قریب شروع ہو جاتی ہے۔ مگر امرا و شرفا کی صبح کا" مسٹر سائیکامور نے ہلکی ملامت کے لہجہ میں کہا "ہمیشہ دوپہر کے بعد آغاز ہوتا ہے۔ ان کے ناشتہ کا وقت ایک یا سوا بجے سمجھنا چاہیئے۔ اس لئے اگر تم ڈھائی بجے کے قریب آ جاؤ تو میں سمجھوں گا سویرے آ گئے۔ چونکہ تمہارے آنے پر میں رہسکیٹ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے اسباب و سباب ساتھ ہی لیتے آنا۔ سنا ہے سال گذشتہ کے بعد جب میں اول مرتبہ وہاں گیا تھا۔ یہ جگہ فیشنبل لوگوں کا مرکز بن چکی ہے۔"

کرسچن ٹھیک ڈھائی بجے حاضر ہونے کا وعدہ کرکے مسٹر سائیکامور کے کمرہ سے نکلا۔ مگر جس وقت زینہ سے اتر کر ہوٹل کی ڈیوڑھی سے گذر رہا تھا۔ تو ایک خوش پوشش فربہ اندام نوکر جس کی عمر تقریباً پچیس سال اور ٹانگیں طبقہ رؤسا کے خادموں کی طرح خمیدہ تھیں۔ ایک اور شخص کے ساتھ جو بظاہر کسی اصطبل کا چوکیدار تھا۔ کسی معاملہ پر بحث کرتا نظر آیا۔

"سنو جیمز۔" اصطبل والا دوسرے سے کہہ رہا تھا۔ "اب صرف باتیں بنانے سے کام نہ چلیگا۔ میرے آقا نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ اس وقت تک گاڑی نہ دوں گا۔ جب تک پچھلے حساب کا چکوتہ نہ ہو جائے گا۔ تم ایسی باتوں کو اچھی طرح سمجھتے اور بخوبی اندازہ کر سکتے ہو۔ جس صورت میں تمہارے آقا کے ذمہ ۵۴ پونڈ صرف گاڑی کے کرایہ کے ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے اس میں سے ایک کوڑی تک ادا نہیں کی۔ تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ جانو روپیہ کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہیں چلتا۔"

"تم کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔" فیشنبل خادم نے جس کا ابتدائی نام بظاہر جیمز تھا۔ جواب دیا "سرکار کے پاس روپیہ کی کمی نہیں۔ ہاں ان کی عادت میں ذرا سی لاپروائی ضرور پائی جاتی ہے۔۔۔"

کرسچن نے چلتے چلتے اتنا ہی سنا۔ کیونکہ کسی کی باتیں سننے کے لئے قصداً ٹھیرنا اُسے ناپسند تھا۔ جو کچھ اس نے سنا وہ بھی ڈیوڑھی سے گذرتے ہوئے اتفاقاً اس کے کانوں میں پہنچ گیا۔ اس نے اس معاملہ پر خاص توجہ بھی نہ دی۔ اور باہر جاکر یہ واقعہ اس کے ذہن سے بالکل ہی اُتر گیا۔ بحیثیت مجموعی اسے نئی ملازمت ملنے سے خوشی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے اس کی اطلاع بہن کو دینے کے لئے وہ بیز واٹر کی طرف چلا۔ کرسٹینا گھر پر ہی تھی۔ اور جب راجکماری اندرا کو معلوم ہوا کہ اس کا بھائی کل لندن سے باہر چلا جائیگا۔ تو اس نے اسے وہ شام کرسٹینا کے پاس ہی بسر کرنے کی اجازت دیدی۔

اگلے دن ٹھیک ڈھائی بجے کرسچن بازار پکاڈلی کے اسی ہوٹل کے دروازہ پر کرایہ کی گاڑی سے اُترا۔ اور اپنا اسباب ڈیوڑھی میں ایک طرف رکھوا کر ہوٹل کے نوکر سے دریافت کیا "مسٹر سائیکامور یہیں ہیں؟" اس پر وہی خوش پوش خادم جس کی ٹانگیں مڑی ہوئی تھیں آگے بڑھ کر کہنے لگا۔ "کیا آپ ہی مسٹر ایشٹن ہیں؟"

"ہاں یہ میرا ہی نام ہے" کرسچن نے جواب دیا۔ اور اب یکایک اس کے دل میں ایک ناگوار شبہ ہو گیا۔

"سرکار قریباً آدھ گھنٹہ میں تیار ہو جائیں گے" جیمز نے جواب دیا "صبح ذرا دیر سے جگے تھے۔ آپ اتنے قہوہ نوشی کے کمرہ میں بیٹھیں۔ وہ باہر تشریف لاتے ہیں۔ تو اطلاع کر دونگا"

کرسچن کمرہ مذکور میں چلا گیا۔ اور چونکہ وہاں اس وقت کوئی اور نہیں تھا۔ اس لئے اس نے ہوٹل کے کسی نوکر سے ذرا دیر گفتگو کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ حقیقت جو ابھی ابھی اس کو معلوم ہوئی کہ جیمز اسکے نئے آقا مسٹر سائیکامور کا خادم ہے۔ اور جس عجیب گفتگو کے چند فقرے اتفاقاً کل اسکے کان میں پہنچے تھے۔ وہ مسٹر سائیکامور ہی کے متعلق تھے۔ بہت ناگوار محسوس ہوتی تھی۔ اس نے سوچا۔ اگر واقعی مسٹر سائیکامور کا چلن مشتبہ ہے۔ تو مجھے فوراً ہی اسکی ملازمت سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے آدمی کے ساتھ ملکر سفر کرنا کسی طرح باعث عزت نہیں ہو سکتا۔ جو لوگوں سے قرض لے کر اخراجات عظیم کا زیر بار ہو کر ادائیگی کا کوئی ذریعہ نہ رکھتا ہو۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی کہ نوکر سے پہلے کچھ ناشتہ لانے کو کہا جائے۔ اور پھر باتوں باتوں میں مسٹر سائیکامور کا حال معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔

آواز سن کر ایک نوکر فوراً حاضر ہوا۔ اور کرسچن نے مناسب طریق پر گفتگو شروع

کی چند ابتدائی کلمات کے بعد نوکر نے کہا "آہ میں سمجھا آپ وہی صاحب ہیں جنہیں مسٹر سائیکامور نے اپنا معتمد خاص مقرر کیا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے پاس والی میز کو جھاڑنا شروع کیا۔

"مسٹر سائیکامور غالباً مرفہ الحال اور معزز آدمی ہیں۔" کرسچن نے استفہامیہ لہجہ میں کہا

نوکر تھوڑی دیر چپ رہا۔ پھر کہنے لگا "انہوں نے آج صبح بل کی ساری رقم ادا کر دی ہے۔ اس لئے اب کوئی وجہ شکایت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ اصل بات یہ ہے جو لوگ اپنا بل وقت پر ادا کر دیں۔ ہمارے نزدیک تو وہ سب معزز اور شریف ہی ہیں۔" یہ کہتے کہتے وہ پہلے ایک اخبار کا پرچہ اُٹھا کر دوسری میز کی طرف لے گیا۔ پھر وہاں سے لا کر اس کی اصلی جگہ پر رکھ دیا

کرسچن نے ان حرکات سے معلوم کیا۔ کہ وہ گفتگو جاری رکھنے کو آمادہ تو ہے۔ مگر فوراً ہی سب حال کہنا نہیں چاہتا۔

"اچھا میرے ذمہ کیا ہوا؟" آخر کار اس نے بٹوہ نکالتے ہوئے پوچھا۔

نوکر نے حساب کرنا شروع کیا "سینڈوچ ڈیڑھ شلنگ۔ شیری ایک شلنگ تین پنس سب ملکر دو شلنگ تین پنس ہوئے۔"

کرسچن نے پانچ شلنگ کا سکہ اس کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔ اور اس نے ایک طرف جھک کر جس کی جیب میں دیر تک ہاتھ ڈالتے ہوئے چھوٹے سکے تلاش کرنے شروع کئے۔ مگر وہ یا تو موجود ہی نہ تھے۔ یا وہ انہیں قصداً نکالنا نہ چاہتا تھا۔ بہر حال اس کا ہاتھ بہت دیر تک جیب سے باہر نہیں نکلا۔ کرسچن کا منشا یہی تھا کہ بقایا اسی کے پاس رہے۔ کیونکہ ہوٹلوں کے نوکروں کو اسی طرح راز کی باتیں ظاہر کرنے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

پس وہ کہنے لگا "رہنے دو۔ ایسی ہی کونسی بڑی رقم ہے۔"

"پرورش" نوکر نے جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا پھر ایک صاف میز کو رومال سے اور زیادہ رگڑتے اور سیاہ مرچ کی بوتل ایک سرے سے دوسرے پر رکھتے ہوئے اس نے کہا، صاحب آپ سے کیا پردہ ہے۔ مسٹر سائیکامور آدمی تو خلیق ہیں۔ مگر دکھاوے اور نمائش کی عادت بہت ہے۔"

"میں نے سنا ہے۔ ان کے ملنے والے بے شمار ہیں۔" کرسچن نے کہا۔

"جی ہاں کچھ شک نہیں۔" نوکر نے جواب دیا۔ پھر کچھ رک کر کہنے لگا "مگر ان سے بہت کم ملتے ہیں۔"

"آخر کیوں؟ میں تمہارا مطلب اچھی طرح نہیں سمجھا۔" کرسچن نے انداز حیرت سے کہا۔

"میں نے صحیح عرض کیا ہے۔" نوکر نے جواب دیا۔ "ہر روز بے شمار درزی۔ بوٹ ساز۔ جوہری۔ اصطبل والے ان سے ملنے آتے ہیں۔ مگر" اس نے پر معنی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "مسٹر سائیکامور چونکہ بلند طبقہ کے آدمی ہیں۔ اس لئے ایسے ادنےٰ لوگوں سے ملنا پسند نہیں کرتے۔" یہ کہہ کر وہ پھر کرسچن کی طرف ایک خاص انداز سے دیکھنے لگا۔

"تو کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ مسٹر سائیکامور لین دین کے صاف نہیں؟" کرسچن نے پوچھا "ایسا ہو تو صاف صاف کہہ دو۔ میں یہ سوالات محض رفع استعجاب کے لئے نہیں پوچھتا۔ اور یقین دلاتا ہوں۔ جو کچھ تم مجھ سے بیان کرو گے۔ وہ کسی پر ظاہر نہ کیا جائے گا۔"

"دیکھئے صاحب مجھے مسٹر سائیکامور کا جو حال معلوم ہے۔ وہ سب میں آپ سے عرض کر دیتا ہوں۔" نوکر نے کہا۔ "انہیں اس ہوٹل میں رہتے تین مہینے ہوئے مگر آج سے پہلے انہوں نے ایک کوڑی بھی تک ادا نہ کی تھی۔ وہ ہر روز قریباً دوپہر کو سو کر اٹھتے اور رات کے تین چار بجے پھر پھرا کر واپس آتے ہیں۔ ایک گاڑی کرایہ پر لے رکھی ہے۔ مگر اس کا کرایہ بھی آج ہی صبح ادا ہوا ہے بہرحال آج انہوں نے اپنے سب بل بے باق کر دیئے ہیں۔ اس سے زیادہ افسوس مجھے ان کا کچھ حال معلوم نہیں۔"

"غالباً ان کا ایک نوکر بھی تو ہمیں رہتا ہے؟" کرسچن نے پوچھا

"جی ہاں۔ وہی جس سے آپ باتیں کر رہے تھے۔" پھر احتیاطاً دروازہ اور کھڑکی کی طرف دیکھ کر اس نے کہا۔ "جناب وہ نوکر بھی اتنا پاجی ہے۔ کہ بس کچھ پوچھئے نہیں۔"

"میں پھر تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ ذرا مفصل بیان کرو۔" کرسچن نے کہا۔

"جناب میرا مطلب اتنا ہی ہے کہ وہ بڑا عیار اور نہایت چالباز شخص ہے۔ اس سے زیادہ ہوشیار آدمی میں نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھا۔ صبح سب سے پہلے بیدار ہوتا ہے اور سب سے پیچھے تیار کھڑا ہے۔۔۔"

اس وقت دو شخصوں کی آمد سے کرسچن اور ہوٹل کے نوکر کی گفتگو یکایک رک گئی۔ پھر بھی جو حالات معلوم ہو سکے تھے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرسچن کے دل میں نئے آقا مسٹر سائیکامور کی نسبت کچھ اچھے خیالات پیدا نہیں ہوئے۔ مجموعی طور پر وہ ابھی سے اسکو ناپسند کرنے لگا تھا رہا خادم جیمز۔ اس کا حال ہوٹل کے نوکر نے کچھ ایسے پر پیچ لفظوں میں بیان کیا تھا۔ کہ وہ اسکے

بارہ میں کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکا۔

پھر کبھی ایک نیک نیت شخص کی حیثیت میں اس نے اپنے شبہات دبانے کی کوشش کرتے ہوئے دل سے کہا "بہر حال اب تک مجھے کوئی بات ایسی معلوم نہیں ہوئی جس سے صحیح معنوں میں مسٹر سائیکامور کے چلن پر حرف آتا ہو۔ اس کی طرف سے روپیہ کی ادائیگی میں بے شک دیر ہوئی ہے۔ مگر اس نے ہر شخص کے مطالبات پورا کر دیے ہیں۔ کیا عجب اسکی عادت ہی یہ ہو کہ پہلے روپیہ ادا کرنے میں تامل کیا جائے۔ اور بعد میں سب رقمیں یکجا ادا کر دی جائیں۔ یہ بھی ممکن ہے وہ ایسے لوگوں کو ادنیٰ طبقہ کے آدمی سمجھ کر اس طرح ان کے متعلق حقارت ظاہر کرنا چاہتا ہو۔ خیر سر دست مجھے یہ ملازمت منظور کر لینی چاہیئے۔ پھر اگر یہ میری منشا کے موافق ثابت نہ ہوئی تو مجھے ہر وقت اس سے سبکدوش ہونے کا اختیار حاصل ہے"

وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہی تھا۔ کہ جیمز نے داخل ہو کر اطلاع دی "سرکار چلنے کے لئے تیار ہیں" اسی وقت دو گاڑیاں طلب کی گئیں۔ کیونکہ مسٹر سائیکامور ہمیشہ بے شمار سامان ساتھ لے کر سفر کیا کرتے تھے۔ وہ خود ایک میں سوار ہو گئے۔ اور جیمز اسی کے آگے کوچبان کے پاس بیٹھ گیا۔ دوسری میں جو اسباب سے بھری ہوئی تھی۔ کرسچن سوار ہوا اور اس طرح یہ لوگ لندن برج ریلوے جنکشن کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آنریبل ٹالبٹ سائیکامور نے درجہ اول کا ٹکٹ اپنے لئے درجہ دوم کا کرسچن کیلئے اور سوم کا جیمز کیلئے خریدا۔ ٹرین تیار کھڑی تھی۔ تینوں اپنے اپنے درجہ میں سوار ہو گئے۔

جس ڈبہ میں کرسچن اسٹیشن بیٹھا۔ اس میں فقط دو مسافر اور تھے۔ ایک کوئی عمر رسیدہ مرد جس کی صورت اور اس بو سے جو اس کے منہ سے خارج ہو کر ڈبہ کو شراب کے تہ خانہ کی حیثیت دے رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس نے حد سے زیادہ پی رکھی ہے۔ اس وقت اسی کے نشہ میں وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ایک کونے میں پیچھے کی طرف جھکا ہوا سو رہا تھا۔ اور دوسری ایک خوش پوش عورت جس کا چہرہ نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔ کرسچن اس عورت کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گیا۔ مگر اس نے معلوم کیا۔ کہ وہ اسے دیکھ کر پہلے چونکی۔ پھر اس کے منہ سے کلمہ حیرت بھی نکلا۔ مگر نقاب کی وجہ سے وہ اسکی صورت نہ دیکھ سکا۔ گو اس قدر پھر بھی اس نے معلوم کر لیا کہ ایسی صورت کہیں نہ کہیں میری دیکھی ہوئی ہے۔ بہر حال اس نے اس کی طرف گھور کر دیکھنا پسند نہ کیا۔ خصوصاً اس لئے کہ وہ اس بات کو معلوم کر کے کہ اس نوجوان نے بھی میری طرف اتنے ہی غور سے دیکھا ہے۔ جس طرح میں نے اسکی طرف دیکھا تھا۔ اب متزلزل یا اضطراب کی وجہ

سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

اتنے میں ٹرین چل دی اور مخمور مسافر نے اپنے پرزور خراٹوں سے دوسروں کو اس کا یقین کامل دلا دیا۔ کہ میرا عدم وجود برابر ہے۔ اس پر عورت نے ذرا آگے جھک کر آہستہ سے کہا "کہیے مسٹر انیشٹن مزاج کیسا ہے؟"

یہ کہتے ہوئے اس نے نقاب اٹھائی تو کرسچن نے پہچانا کہ یہ وہی ایمی سٹن ہے جس کی نسبت ناظرین کو یاد ہوگا کہ بیگم مارچ مونٹ کی خادماؤں میں شامل تھی۔ ان کے حافظہ کی مدد کے لئے یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔ کہ ڈیوک نے اس سازش کے سلسلہ میں جو اس نے اپنی عصمت مآب بیگم کے خلاف سوچی تھی۔ جس عورت سے مدد لینے کی کوشش کی وہی تھی۔ اب اس کی عمر پچیس سال کے قریب تھی۔ اس کی دراز قامتی اور خوبصورتی کا حال ہم اس سے پیشتر لکھ چکے ہیں رسالہ ہی اس کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔ کہ اس کی صورت سے ایسے زبردست استقلال اور قوت فیصلہ کا اظہار ہوتا تھا۔ جو گاہ بگاہ وحشیانہ تندی کی صورت اختیار کر لیتے تھے سب مشتبہ یہ عورت خود غرض حریص اور زر پرست تھی۔ مگر جن دنوں کرسچن ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ہاں اس سے ملا تھا۔ اس وقت تک اس کا چلن بے داغ تھا۔ اصول راستی کی خاطر نہیں بلکہ غرور و تکبر کی وجہ سے وہ حصول زر کے لئے کسی سے ناجائز تعلق رکھنا پسند نہ کرتی تھی۔ وہی ایمی سٹن تھی۔ جو اس وقت اتفاقاً ریل گاڑی میں کرسچن سے ملی۔

مزاج پرسی کے بعد کرسچن نے دریافت کیا" کیا اب تک ڈیوک آف مارچ مونٹ ہی کی ملازمت اختیار رکھی ہے؟"

بولی "نہیں" مگر یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں تلملا گئیں۔

بغور دیکھنے سے کرسچن نے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ سابق کی نسبت اس کی صورت اب بالکل ہی بدلی ہوئی ہے۔ رنگت زرد۔ چہرہ اترا ہوا۔ بدن لاغر اور صورت سے فکر و تشویش ظاہر تھی۔ یہ دیکھ کر کہ پہلے سوال نے ہی بظاہر اس کو آزردہ کر دیا ہے۔ کرسچن نے مزید سوالات پوچھنا نامناسب سمجھا۔ اس لئے تھوڑی دیر خاموشی رہی جس میں کرسچن مضطرب اور وہ غمگین نظر آتی تھی۔ آخر اسی نے آنکھیں اٹھائیں۔ اور مخمور مسافر کی طرف دیکھ کر جو اب تک سونے میں پڑا خراٹے لے رہا تھا۔ گہری آواز سے کہنے لگی "سچ پوچھتے ہو تو ڈیوک آف مارچ مونٹ روئے زمین پر درجہ اول کا بدمعاش ہے۔"

"وہ کچھ بھی ہو۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "بہر حال ہم دونو کو اس کے جو حالات معلوم ہیں ان کی بنا پر کوئی اس کی نسبت اچھی رائے قائم نہیں کر سکتا۔"

"مگر مسٹر اینٹن اس کا تو تمہیں یقین ہو گیا ہو گا۔ کہ میں نے اس سازش میں قصداً حصہ نہ لیا تھا . . ." ایمی نے کہنا شروع کیا۔

"مجھے معلوم ہے۔" کرسچن نے جواب دیا "تمہیں فقط ظاہری صورت سے دھوکا ہوا تھا جس صورت میں ڈچس کا لباس ایک اور عورت کو پہنا دیا گیا . . ."

"واقعی سخت دھوکا ہوا۔" ایمی سٹن نے بیان کیا۔ "مگر میں جانتی ہوں یہ دھوکا ڈیوک آف مارچ مونٹ نے مجھے عمداً دیا تھا۔ اُف! ایسی شرمناک حرکت بہت کم کسی کے دیکھنے میں آئی ہو گی۔"

"غالباً ڈچس نے تو تمہیں قصور وار سمجھ کر موقوف نہیں کر دیا؟" کرسچن نے دریافت کیا۔

"بالکل نہیں۔ ڈچس آف مارچ مونٹ تو ہمیشہ مجھ سے اچھا سلوک کرتی رہی تھی اور محض اس حسن سلوک ہی کی وجہ سے میں آج سے دو ہفتے پہلے تک ان کے ہاں ملازم تھی۔" پھر تھوڑی دیر چپ رہ کر اس نے ہلکی گہری آواز سے کہا۔ "مگر سیاہ کار مارچ مونٹ نے آخرش مجھے بھی تباہ اور برباد کر دیا۔"

کرسچن اسکی طرف حیرت سے دیکھنے لگا۔ ایک عورت کے منہ سے نکلے ہوئے ایسے الفاظ اس کے سوا کیا ظاہر کر سکتے تھے۔ کہ معاملہ عصمت ریزی کی حد تک پہنچا ہے۔ بہر حال کرسچن کو اس موقعہ پر جو حیرت ہوئی۔ وہ اور وجوہ پر مبنی تھی۔ وہ سنا کرتا تھا۔ ایمی سٹن نیک و پاک عورت ہے اور کوئی شخص ذرا بھی دست درازی کی جرأت کرے۔ تو سخت برا مانتی ہے۔ پھر یہ بھی اس کا خیال تھا۔ کہ ڈیوک نے اپنی بے قصور بیگم کے خلاف جو سازش کی۔ اس کی وجہ سے ایمی سٹن کو اس سے سخت نفرت ہے۔ ان حالات میں یہ امر واقعی حیرت خیز تھا۔ کہ اس نفرت نے محبت کی صورت کیسے اختیار کی؟ اور ایک ایسی مستقل مزاج عورت ڈیوک کے بہکانے سے کیونکر منزل عصمت سے گری؟

تھوڑا رک کر وہ خود ہی سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی "مسٹر اینٹن رفع غلط فہمی کے لئے میں یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتی ہوں۔ کہ میری تباہی میری خواہش یا ارادہ سے نہیں ہوئی۔ ایسا ہوتا تو غیر ممکن تھا۔ کہ میں سب حالات تم سے بیان کرنے بیٹھتی۔ نہیں اس صورت

میں رسوائی کے خوف سے میں اپنی شرم کو چھپانے کی کوشش کرتی۔ شاید تم میرا مطلب نہیں سمجھے درصل ڈیوک نے مجھ پر شرمناک جفا کی ہے۔ جس کا میں ضرور عبرتناک انتقام لوں گی۔"

اب کرسچن کی حیرت اور بڑھی۔ مگر وہ قصداً چپ رہا۔ کیونکہ ایک ایسے نازک معاملہ پر کسی طرح کے سوالات پوچھنے کی جرأت خارج از بحث تھی۔ پس وہ اس انتظار میں رہا۔ کہ ایمی سٹن جس قدر مناسب سمجھے خود ہی بیان کرے تو اچھا ہے۔

تھوڑی دیر رُک کر وہ پھر کہنے لگی "شاید تمہیں حیرت ہو گی کہ ایک عورت ایسے حیا سوز واقعات کی تفصیل ایک مرد سے کر رہی ہے۔ مگر میں اس خیال سے سب حالات بیان کرتی ہوں کہ ایک تو تم مارج مونٹ کی سیاہ کاریوں سے بخوبی واقف ہو۔ دوسرے ہم دو خوب ارادہ اس سازش میں حصہ لے چکے ہیں جس کے انکشاف سے تم نے ڈیوک کے ناپاک ارادوں کو الم نشرح کیا تھا۔ علاوہ بریں میرے دلی رنج والم میں اس خیال سے تخفیف ہوتی ہے کہ میں اپنا حال اس شخص سے کہہ رہی ہوں جو ایک ستمگر۔ اوباش کی سیرت سے اچھی طرح واقف اور جانتا ہے کہ وہ مطلب براری کے لئے کسی پر انتہائی جبر وظلم کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب ہم لوگ اوک لینڈس سے بلگریو سکوائر والے مکان پر گئے۔ تو ڈیوک نے میری طرف بیجا حرکات شروع کیں۔ میں نے اس جرأت پر سرد مہری ظاہر کی۔ دوسری بار اس نے روپیہ کا لالچ دے کر پھر کوشش شروع کی جس نے میری سرد مہری کو حقارت و نفرت میں بدل دیا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے کہا۔ میں کل ہی آپ کی ملازمت چھوڑ کر چلی جاؤنگی۔ اور سب حال بیگم صاحب سے کہہ دوں گی۔۔۔"

ایمی سٹن ایک لمحہ کے لئے پھر رُک گئی۔ اس وقت غم وغصہ کی وجہ سے اس کا چہرہ سپید ہو رہا تھا۔

آخر کار پھر سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے اس نے مخمور مسافر کی طرف ایک اور نظر ڈال کر اتنی دبی ہوئی آواز میں جو بمشکل سنائی دیتی تھی۔ کہا "اس رات میں بے خبر سوتی تھی۔ کہ معلوم ہوا کوئی تیز عرق زبردستی میرے منہ میں ٹھونسا جا رہا ہے۔ میں فوراً ہی بے ہوش ہو گئی۔ فی الحقیقت میری بیداری اور بیہوشی کا درمیانی وقفہ محض ایک خواب پریشان کا درجہ رکھتا تھا۔ مگر جب صبح کو بیدار ہوئی۔" اور یہ کہتے ہوئے ایمی نے مارے شرم کے پھر چہرہ پر نقاب ڈال لی۔ "تو ڈیوک میرے پاس تھا۔ میری تباہی عمل میں آ چکی تھی۔۔۔"

وہ ہچکیاں لینے لگی جس سے اس کا آخری فقرہ نامکمل ہی رہ گیا۔
ڈیوک کی اس شدید سیاہ کاری کا حال سن کر کرسچن حیران و ششدر رہ گیا۔ بے شک وہ جانتا تھا۔ کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ ایک کورنفس سیاہ باطن شخص ہے تاہم اس کا اسے خیال تک نہ تھا۔ کہ اس کی جفا اس حد انتہا تک پہنچ سکتی ہے۔ ایمی سٹن اب چہرہ پر نقاب ڈالے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ قریباً دس منٹ وہ اسی طرح بے حرکت بیٹھی رہی۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے جذبات و احساسات اس خوفناک ظلم کی یاد میں لگے ہوئے ہیں۔ جو اس پر کیا گیا تھا۔ اور وہ سوچ رہی ہے۔ کہ موقعہ حاصل ہونے پر مجھے کس طرح ظالم سے عبرت ناک انتقام لینا چاہیئے۔
"شاید تم پوچھوگے۔" آخر کار اس نے کہا۔ "یا کم از کم تمہیں اس خیال سے حیرت ہوگی کہ کیوں میں نے ڈیوک کے خلاف چارہ جوئی کر کے اسے سزا دلانے کی کوشش نہ کی؟ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا کرتی تو اس سے ہزار درجہ زیادہ ذلت و رسوائی خود میرے حصہ آتی میں محض اپنی نیک چلنی سے روزی کماتی ہوں۔ کہیں وہ کوڑی کی ملازمت نہ کرسکتی۔ ممکن ہے کچھ لوگ مجھ سے ہمدردی کرتے۔ مگر ان میں سے ایک کو بھی مجھے ملازمت دینے کی جرأت نہ ہوتی۔ کوئی مجھے اپنی نیک بی بی یا معصوم لڑکیوں کی صحبت میں رکھنا پسند نہ کرتا۔ علاوہ بریں ایک وجہ اور بھی۔ صبح میں نے ڈیوک کے ظلم و ستم کی شکایت کرتے ہوئے انکے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی دھمکی دی تو وہ کہنے لگا میں بڑی آسانی سے عدالت میں کہہ دوں گا۔ کہ تحریک دراصل تمہاری طرف سے ہوئی تھی۔ مگر بعد میں چونکہ میں نے تمہارے حد سے بڑھے ہوئے مطالبات پورا کرنے سے انکار کیا۔ تو تم میرے خلاف ہوگئیں۔ اور اسی لئے چارہ جوئی پر آمادہ ہوئیں۔ ڈیوک کی اس دھمکی نے جس کی اہمیت ظاہر تھی، روشن کر دیا۔ کہ اس معاملہ میں عدالتی کارروائی ہرگز کارگر ثابت نہ ہوگی؟"
"پھر کیا اس واقعہ کے بعد بھی تم کچھ عرصہ ڈچس کی ملازمت میں رہیں؟" کرسچن نے دریافت کیا۔
"ہاں" اس نے جواب دیا۔ اور پھر چپ ہوگئی۔ نہ اس بارہ میں خود اس نے کوئی وجہ بیان کی۔ نہ کرسچن نے مزید استفسار مناسب جانا۔
تھوڑی دیر سکوت رہا۔ آخر کرسچن نے پوچھا۔ "اب کیا رمسگیٹ جا رہی ہو؟"
"نہیں" ایمی نے جواب دیا۔ "میں ایک چھوٹے سے گاؤں کو جا رہی ہوں۔ جو ایبشفورڈ

کے اس جانب واقع ہے۔"

وہ پھر چپ ہو گئی۔ اور کرسچن بھی خاموش رہا۔ اتنے میں کونے والا مسافر یعنی وہی شرابی جو سو رہا تھا جاگ گیا۔ معلوم ہوا سابق نشہ کم ہونے سے اب وہ پھر اس کے اضافہ کی فکر میں ہے اس نے اندرونی جیب سے ایک بوتل نکالی۔ اور ڈاٹ کھول کر پہلے سونگھا پھر منہ سے لگا کر بڑا حصہ پی گیا۔ بعد ازاں بوتل کا منہ کوٹ کی میلی آستین سے پونچھتے ہوئے اس نے اسے ایمی کو پیش کیا۔ مگر اس نے نفرت سے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد اس نے کرسچن کو دعوت دی اور اس نے بھی سرد مہری سے انکار کر دیا۔

"چلو پھر تمہارا حصہ بھی میں ہی پئے لیتا ہوں" شرابی نے کہا۔ اور ایک بار پھر بوتل کو منہ سے لگا کر اس میں جتنی شراب تھی ختم کر دی۔

خالی بوتل دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے اس نے فلسفیانہ انداز سے کہا "اب بشفورڈ چل کر ہی اسے پر کرینگے۔" پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا "آہ! پہلے خیال نہ آیا۔ ورنہ ریگیٹ میں پر کر لیتے تو بہتر تھا۔ وہاں کی برانڈی مشہور سننے میں آئی ہے۔ خیر اب بشفورڈ کے سٹیشن پر اسے رم سے بھر لیں گے۔ کیونکہ سنتے ہیں اس جگہ کی رم خاص ہوتی ہے۔ علاوہ بریں رم میرے مزاج کے موافق بھی ہے۔" اسی سلسلہ میں اس نے کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے فصل کی عمدگی کا بھی ذکر کیا۔ گو یہ امر واقعی حیرت خیز تھا۔ کہ فصل کی حالت اسے نظر کیونکر آئی۔ کیونکہ ایک آنکھ تو بالکل بند تھی۔ اور دوسری اُلو کی طرح کبھی کھلتی اور پھر بند ہو جاتی تھی۔ بہرحال اس مبصرانہ تقریر کے بعد وہ پھر اسی کونے میں پیچھے کو جھک گیا۔ اور چند منٹ بعد دوبارہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔

قریباً آدھ گھنٹہ بعد ٹرین ہیڈ کارن کے سٹیشن پر رکی۔ یہی وہ مقام تھا۔ جہاں ایمی سمتھ کو اترنا تھا۔ پس وہ کرسچن اسٹیشن سے رخصت ہوئی۔ اور آگے چل کر ایشفورڈ کے سٹیشن پر شرابی مسافر کی آنکھ پھر کھلی۔ اور وہ بوتل پر کرنے کے لئے ٹرین سے اترا۔ واپس آیا تو بھری ہوئی بوتل ہاتھ میں تھی۔ آتے ہی بوتل کو منہ لگایا۔ مگر اب کی بار شراب نے سرور پیدا کرنے کی بجاء اسے آمادہ فساد کر دیا۔ کرسچن جیسمران کہ آخر ہوا کیا ہے۔ اور وہ کوٹ اتار کر چکی لیتے ہوئے کہہ جاتا ہے "اب تو مجھے تمہاری مرمت کرنی ہی پڑے گی!" وہ اس قصد سے اٹھا بھی۔ مگر کرسچن نے اسے ڈھکیل کر پھر وہیں بٹھا دیا۔ اور کہا بھلے آدمی کیوں چندیا کھجلاتی

ہے۔ آرام سے بیٹھے رہو۔" اس پر شرابی مسافر کا غصہ اسی تیزی سے اُتر گیا جس سے بھڑکا تھا۔ اتنے میں ٹرین کسنڑبری کے سٹیشن پر پہنچ گئی تھی۔ اور کرسچین نے دیکھا کہ اس شخص کی بی بی اور تین جوان لڑکیاں اُسے لینے سٹیشن پر آئی ہوئی ہیں۔ مگر جیسے ہی انہوں نے اس کی حالت زار دیکھی سب نے بے نقط سنانی شروع کر دیں۔ اسی حالت میں یہ مجمع مسافروں کے ہجوم میں غائب ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد رہمسگیٹ کا سٹیشن آ گیا۔ اور چونکہ آنریبل ٹالبٹ سائیکا مور کی منزل مقصود یہی تھی۔ اس لئے یہ لوگ اُترے۔ اور بستی میں جا کر رائل ہوٹل میں سکونت اختیار کی۔

# دسویں جلد ختم ہوئی

---

## رینالڈس کے بعض اور مشہور ناولوں کے ترجمے

### ان میں سے جو آپ کی نظر سے نہ گذرے ہوں طلب فرمائیے

# خونی تلوار

## رینالڈس کے بینظیر تاریخی ناول میسیکر آف گلنکیہ کا اردو ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے
اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر حاوی ہے۔ جیسا ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا۔ ایسے
ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔

گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے
کانپتے ہیں۔ رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہیئے۔

حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حمائت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی مظالم کی
نہ بھولنے والی داستان مکمل ۸۰۸ صفحہ قیمت للعہ روپیہ

---

# باپ کا قاتل

## رینالڈس کے زبردست ناول ہری سائڈ کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب لاہوری کے قلم سے

کیا یہ بتانیکی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟

باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا اور اس کے نرم چمکیلے اور گھونگھر والے بالوں پر ہاتھ پھیرتا
ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے۔ اور صرف یہ امید
اس کے لیے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اسکی ساری زندگی
بسر ہوتی ہے۔ الٰہی یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!۔۔۔ یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس پر محبت دل میں خنجر
بھونک دیں۔ جو ہر وقت اسی کے لئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا۔ ہائے کیا فطرت انسانی
اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے!

نہایت زوردار۔ پُردرد۔ غائت درجہ سبق آموز۔ مکمل ۲ جلدیں ۴۲۵ صفحے قیمت للعہ

# ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

## وہ ناول جو ہم نے اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کیے ہیں

### جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس

| | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| فسانہ لندن (۱۰ حصے) | مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول) | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۲۳۴۸ | عہ۵ ۸؍ |
| ” (۵ حصے) | ” (سلسلہ ثانی) | ” | ۲۶۶۴ | عہ۵ ۱۲؍ |
| باپ کا قاتل (۶ حصے) | پیری سانڈلا | منشی شمیم الدین صاحب بلہوری | ۵۲۵ | للعہ |
| خونی تلوار | میبیکر آف گلنکو | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۴۵۸ | لعہ؍ |

### مارس لیبلانک

| | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| انقلاب یورپ | ۸۱۳ | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۵۱۰ | للعہ؍ |
| شریف بدمعاش (۲ حصے) | کنفشنز آف آرسین لوپن | ” | ۱۶۰ | عہ ۴؍ |
| چلتا پرزہ | ” آخری حصہ | ” | ۵۶ | ۸؍ |
| خونی ہیرا (۲ حصے) | اریسٹ آف آرسین لوپن | ” | ۱۶۱ | عہ ۸؍ |

### ایڈگر جیمسن اور مارس لیبلانک

| | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| نقلی نواب | آرسین لوپن | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۲۳۴ | عہ ۴؍ |

### ولیم لکیو

| | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| منزل مقصود | ہشڈاپ | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۲۵۰ | عہ ۴؍ |

### الگزینڈر ڈوماس

| | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| وطن پرست | ریجینٹس ڈاٹر | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۳۴۰ | سے؍ |

### رابرٹ ہچینز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

| | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| روحوں کا خراج | ٹریبوٹ آف سولز | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۶۴ | ۱۰؍ |

### شاعر ربندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

| | اصل | مترجم | صفحات | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| افسانہ بنگال | ... | منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری | ۱۳۵ | ۱۲؍ |
| کانٹوں کا تاج | کٹ | ... | ۳۵ | ۴؍ |

## لال برادرس، ۷ سپارسنز روڈ نولکھا لاہور